

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
مَا شَاءَ اللَّهُ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ

اللَّهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا وَحَبِيبِنَا مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَعِتْرَتِهِ بَعْدَ كُلِّ  
مَعْلُومٍ لَكَ وَبَعْدَ دَخْلِكَ وَرِضَىٰ نَفْسِكَ وَزِينَةِ عَرْشِكَ وَمِدَادِ كَلِمَاتِكَ اسْتَغْفِرُكَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ  
إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ

# خانقاہی نظم

لِلتَّقْسِيمِ وَالتَّوْزِيعِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ  
لانتفاع و النفع

لجميع ائمة رسولنا الله صلى الله عليه وسلم ورسولنا

لبركات الله تعالى ورسوله الكريم صلى الله عليه واله وسلم - امين

مؤلف: صاحبزادی امیر اختر سلیمان بنت حضرت محمد بركت علی اوودہ نوی قہرہ اہرنہ

المقام انجاف الصحاف المقبول لمصطفین کرمیہ دار الاحسان فیصل آباد  
سمندری روڈ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا فَوْقَ الْاِلٰهَةِ يٰ اَحْمَدُ

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَهَمَّتِهِمْ بِعَدْوِ كُلِّ مَعْلُوْمٍ اَلَيْكَ  
اَسْتَعِيْذُ بِاللّٰهِ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْقُدُّوْسُ وَالْقُدُّوْسُ اِلَيْهِ يٰ اَحْمَدُ

# خانقاہی نظم

انتخاب از

مقالات حکمت جداول ۳۰ تا ۳۱-ام

ترتیب و ترتیب

صاحبزادی انیس اختر سلمہ اللہ بنت حضرت محمد برکت علی لودھیانوی قدس سرہ العزیز

طبع	.....	دوم
طابع	.....	کیمپ دارالاحسان ، فیصل آباد
مطبع	.....	نثار آرٹ پریس (پرائیویٹ) لمیٹڈ، لاہور
تاریخ	.....	امروز سعید و مسعود و مبارک ۲۱ ذی الحجۃ الحرام ۱۴۲۰ھ

مقام اشاعت

المقام النجاف الصحاف المقبول المصطفین

کیمپ دارالاحسان ہسندری روڈ، فیصل آباد، پاکستان۔ فون ۶۷۹۹۰۰

# انتساب

بِحَضُورِ تَقَدَّسِ مَابِ، شَيْخِ طَرِيقَتِ

سایہِ رحمتِ پروردگار، سُنَّتِ رَسُولِ ﷺ کے آئینہ دار  
 فقرِ حیدری کے روشن مینار، شہزادہ کونین پہ سوجاں سے نثار  
 فیضانِ قلندر کا ابدی نکھار، گلشنِ صابر کی تازہ بہار  
 قائمِ اللیل والنہار، اقلیہِ فقر کے تاجدار  
 عالمِ جذب میں عکسِ جلال، لطف و عطا میں رنگِ جمال  
 خدمتِ خلق میں بے مثال، صبر و رضا میں اوجِ کمال  
 اتحادِ بین المسلمین کے علمبردار، دارِ احسان کے قافلہ سالار  
 صابرِ پیا کے راجِ دلارے، شاہِ ولایت کی آنکھوں کے تارے  
 آقا ہمارے مولا ہمارے مُرشد ہمارے ہادی ہمارے  
 غوثنا و غیاثنا و سیدنا و سندننا و مخدومنا و ابینا

حضرة

أَبُو أَنبِيسَ مُحَمَّدٌ بَرَكْتُ عَلَىٰ لَوْ هَيِّقُ

قدس سرہ العزیز



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مَا لَیْسَ الْاِیْمَانُ بِاللّٰهِ یَوْمَ یَقُولُ اللّٰهُ صَیْرُکُمْ وَاَنْتُمْ کَانَ اَوْ حَسْبُکُمْ سَیْرُکُمْ  
 الْقَوْلُ الْاِیْمَانُ وَالْحَقِیْقَةُ اَنْ تَعْمَلَ مَا تَقُولُ وَتَقُولُ مَا تَعْمَلُ وَتَقُولُ مَا تَعْمَلُ وَتَقُولُ مَا تَعْمَلُ وَتَقُولُ مَا تَعْمَلُ  
 الْعَمَلُ الْقَوْلُ وَالْحَقِیْقَةُ اَنْ تَعْمَلَ مَا تَقُولُ وَتَقُولُ مَا تَعْمَلُ وَتَقُولُ مَا تَعْمَلُ وَتَقُولُ مَا تَعْمَلُ

موجودہ دور میں دانش وران ملت،  
 پروفیسرانِ جامعات، ادباء و فضلاء اور  
 ریسرچ سکارلز کے اذہان میں یہ بڑا  
 تجسس ہے کہ

## ”خانقاہی نظام“

کیا ہے؟

اور اس وقت خانقاہوں میں کیا ہو رہا ہے....؟

کے جواب میں :

خانقاہوں میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے  
 اللہ کے دین اسلام کی دعوت و تبلیغ  
 اور عام مخلوق کی بے لوث خدمت!

○

اللہ معطی ہے۔ خانقاہی نظام میں، جو شے اللہ خانقاہ کو عشتا ہے، رات کو  
 سونے سے پہلے مستحق مخلوق میں تقسیم کر دی جاتی ہے۔

○

کسی اور صاحب کی بابت تو میں کچھ نہیں جانتا البتہ میں اس نظام کا پابند ہوں۔  
 بڑے میاں! دین ادیبانہ اور شاعرانہ کلام نہیں، حقیقت پر مبنی ہوتا ہے۔ اس  
 نظام پہ کاربند ہو کر تو دیکھ، قرونِ اولیٰ کی جملہ برکات کا نزول ہو۔  
 قیصر و کسریٰ کے حال کو تو ہم جانتے نہیں، اپنے ہی حال کے ترجمان ہیں۔  
 انوار و تجلیات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ہم سب نے اللہ کی معیت پہ یقین رکھتے  
 ہوئے یہ قول کیا ہوا ہے کہ ہم نے اس قول سے کبھی نہیں پھرنا .... قیامت تک زندہ  
 اور قائم رکھنا ہے۔

قول یہ ہے!

کل کے لیے کوئی بھی شے جمع کر کے نہیں رکھنی

نفس اسے قبول نہیں کرتا

بچ پوچھو تو یہی .... عزم الامور

ہر سہل سے سہل

ہر جدوجہد کا عمل

ہر فکر سے بے فکر

ہر فتنہ کا حصار

ہر حساب سے بے باق

خانقاہی نظام یہ تھا اور ہے :

آج کا رزق آج ہی تقسیم ہو۔

کھا، کھلا، کل کے لیے جمع مت کر۔ کل کی روزی کل ملے گی۔

اور خانقاہی نظام میں اللہ اللہ کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا۔ یہ نظام جب بجز جاتا ہے، کھلبلی مچ جاتی ہے۔

خانقاہی نظام کو زندہ اور قائم رکھنا احیائے سلوک۔  
خانقاہی نظام یہ ہے :

کھا

کھلا

بچا کر مت رکھ

کل کی روزی کل ملے گی

طریقت کی یہ منزل سہل ترین

یہی مشکل ترین۔

خانقاہی نظام میں

قال .... حال سے مزین

فکر .... عمل سے توانا

عمل .... اخلاص سے بھرپور

خبر .... نظر سے معمور

خانقاہی نظام .... فقر کی آبرو

کوئی بھی غیر اس میں آسکتا ہے نہ سما۔

صبح کھا کھلا کر کوئی بھی شے باقی نہ رہے اور نہ ہی کوئی رقم۔

یہ خانقاہی نظام کا وہ دستور ہے جو کبھی نہیں بدلتا اور اس دستور ہی کی برکت سے خانقاہ قائم رہی۔

خانقاہی نظام کی ناکامی ہر شے کو ناکام بنا دیتی ہے۔  
فقر الی اللہ کا بدي منشور :

کل کے لیے کوئی بھی شے بچا کر نہ رکھنا

عزم الامور میں سے اہم ترین  
دنیاے دُوں کا مشکل ترین معرکہ  
اس پہ کاربند؟ مائی کالال؟  
سنا ہے .... دیکھا نہیں ....  
کل کی فکر .... بے کل۔

یہ رہبانیت نہیں، عین اسلام ہے  
رندانہ ، نہ کہ بز دلانہ۔  
میرے آقا روحی فداه ﷺ کی پسند ترین

سنتِ مؤکدہ

کل کے لیے کوئی بھی شے بچا کر نہ رکھنا  
میرے آقا روحی فداه ﷺ کی عمر عزیز اسی سنت کی تائید میں گزری۔



○ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کل کے لیے کوئی چیز جمع نہ کرتے تھے۔

(ترمذی)

○ حضرت عائشہ صدیقہؓ کہتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے اہل بیت نے کبھی دو روز مسلسل جوگی روٹی سے پیٹ نہیں بھرا یہاں تک کہ حضور اقدس ﷺ نے وفات پائی۔

(بخاری و مسلم)

○ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ وہ حضور اقدس ﷺ کے پاس جوگی روٹی اور بدو دار چرئی (جو بہت دنوں سے رکھی تھی) لے گئے اور حضور اقدس ﷺ نے اپنی ایک زرہ مدینہ کے ایک یہودی کے پاس رہن رکھی تھی اور اس سے اہل بیت کے لیے جو لیے تھے۔ راویؓ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت انسؓ کو یہ کہتے سنا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے اہل بیت شام کو نہ تو ایک صاع گیہوں رکھتے تھے اور نہ کوئی غلہ (یعنی صبح کے لیے کسی قسم کا سامان نہ رکھتے تھے) حالانکہ اس وقت آپ ﷺ کی نو ازواج مطہرات تھیں۔

(بخاری)

خانقاہی نظام کا دستور :

کل کے لیے کوئی بھی شے جمع کر کے نہ رکھنا میرے آثارِ وحیِ فداہ ﷺ کی وہ سنتِ مطہرہ ہے جو کبھی ترک نہ ہوئی اور اس سنتِ مطہرہ کی برکت سے خانقاہی نظام قائم رہتا ہے۔ جس کسی نے بھی اس کی تقلید کی، طریقت نے اسے مر جبا کہا!  
جس نے انحراف کیا، طریقت دیکھ دیکھ کر متحیر ہوئی۔

اوڑک اس حال کو دیکھ کر روئی۔ ایسا روئی، ایسا روئی  
کہ رونے کی حد کر دی۔

آج کا کھانا کھا چکنے کے بعد کل کے لیے کوئی بھی شے جمع کر کے نہ رکھنا....  
میری طریقت کا ایک مایہ ناز اصول ہے جو کبھی نہیں بدلا اور کبھی نہیں بدلا۔

زندہ رہا تو کل کی روزی کل ملے گی۔ ماشاء اللہ!

جس نے بھی اس اصول کو اپنایا، طریقت نے اس کا استقبال کیا۔

منزل قائد کی اقتدا میں طے ہوتی ہے۔ ماسوا کو قریب تک پھٹکنے نہیں دیتی

اور میرے آقا روحی فداه صلی اللہ علیہ وسلم اس منزل کے قائد العرفان ہیں۔ ماشاء اللہ!

جو حکم ملتا ہے، کرتے ہیں۔

نہیں ملتا، نہیں کرتے۔

اپنی کوئی مرضی نہیں رکھتے۔

ادب کی اصل فرمان کی تعمیل ہے۔

تیری مان کر پھر کسی اور کی کبھی نہ ماننا

تیرے ادب کا وہ دستور ہے جو کبھی نہیں بدلتا۔

○

میں نے کوئی بھی شے کل کے لیے جمع رہنے نہیں دینی، ہر شے دے کر ہی

رات کو سونا ہے۔

یہ پرسوں شام کا رزق تھا، کل کیوں نہ دیا؟ بس گیا، پھر کبھی آئندہ ایسے نہ

کرنا۔ ابھی تقسیم کرو۔

گویا نمونہ ابھی نمونے ہی کا محتاج ہے۔

اگر تو نے آج کارزق، جو تجھے دیا گیا ہے، رات تک تقسیم نہ کیا، کل کے لیے  
ذخیرہ اندوزی کی، اپنے عزمِ صمیم کے عہد کی خلاف ورزی کی۔ عہد شکنی کا مرتکب  
ہو۔

جس نے آج دیا ہے، کل بھی دے گا!

آج کہاں سے لے کر آئے ہو؟

رزق تیری کوشش سے نہیں، اللہ رازق کی طرف سے ہر مخلوق کو پہنچتا  
ہے۔ فکر مت کیا کر۔

رزق کی فکر تیری منزل میں مغل مت ہو۔

میں نے رسالت مآب ﷺ سے عہد کیا ہوا ہے اور اللہ اس عہد کا ضامن و  
شاہد ہے کہ آج کی عطا کردہ روزی آج تقسیم کرنی ہے۔ کل کے لیے ایک دمڑی بھی  
نہیں رکھنی۔

آج کا خرچہ آج دو۔

پین .... صرف تن ڈھانپنے کے لیے

کھا .... صرف بقائے زیت کے لیے

سو .... تازہ دم ہونے کے لیے .... اور

جاگ .... صرف اللہ کے لیے! ماشاء اللہ!

شام کو سوتے وقت ایک دمڑی بھی تیرے پاس باقی نہ ہو!

جب تک یہ خانقاہی نظام قائم رہا، فقر کی تمکنت رہی۔

اللہ کرے یہ نظام پھر سے قائم ہو اور پوری آب و تاب سے ہر خانقاہ میں ہمیشہ جاری رہے!

خانقاہ میں خانقاہی نظام ہی نافذ العمل ہوتا ہے، کوئی اور نہیں اور خانقاہی نظام میں اللہ اللہ کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا۔  
فقیر کی خانقاہ میں اگر ذکر الہی کے سوا اور کچھ نہ ہوتا، فقیر کے بعد بھی ضرور فقیر ہوتا۔

خانقاہ بولی :

میرا نظام واپس لا،  
قرونِ اولیٰ کی برکات میرے ہمراہ ہوں گی۔  
اتقیا کی رہائش گاہوں کا اصطلاحی نام خانقاہیں ہے۔  
تیرے خانقاہی نظام میں تقویٰ جلوہ گر ہو۔

ترجمہ :

○ اور اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے

جو زیادہ پرہیزگار (متقی) ہے۔ (القرآن)

تقویٰ ..... تبلیغ کی جان

جس پہ تقویٰ وارد نہیں وہ متقی کیا؟

ہم تقویٰ کے مبلغ ہیں لیکن ہم میں سے کسی پہ بھی تقویٰ کی حقیقت وارد

نہیں۔ اگر ہے تو ظاہری ہے، عملی نہیں۔

مبلغِ اسلامِ خلافتِ راشدہ اور اصحابِ صفہ کا ظل ہوتا ہے۔

مبلغ وہ ہے جو ”الفقرِ فخری“ کا جامہ پہن کر میدان میں آتا ہے اور آن کی آن میں دنیا کے کونے کونے پہ چھا جاتا ہے۔

تیری تبلیغ میں صرف باتیں ہی باتیں ہیں، کسی کردار کا نام تک نہیں۔ کردار ہی کی آغوش میں اصل تبلیغ ہوتی ہے۔

تقویٰ کا داعی متقی نہیں۔ محبت کے دعویدار کے دل میں محبوب کی محبت نہیں۔

اگر تو متقی ہوتا، اقوامِ عالم کا پیشوا ہوتا .... اور .... اگر تیرے دل میں اُن کی محبت ہوتی، بزمِ کونین کا ممتاز رکن ہوتا۔ نوری، ناری، خاکی، آئی تیرے حضور میں حاضر ہوتے۔

محبت کی رقابت کے دو مقام ہوتے ہیں  
حسد اور شرک

محبت ان دونوں پہ حاوی۔

تیری محبت کی قسم، اے اومیرے محبوب! تیری محبت ہر محبت کو ختم کر دیتی ہے۔

سلوک کی منزل تقویٰ کی راہ ہے۔

اس وادی میں باتیں اگرچہ کتنی حکمت بھری ہوں، کوئی رنگ نہیں لاسکتیں۔ جو کام روئے زمین کی باتیں مل کر بھی نہیں کر سکتیں، تقویٰ کی ایک مثال کر سکتی ہے۔ جتنی باتیں کی جاتی ہیں، کرنے والوں کا ان پہ اپنا عمل نہیں ہوتا۔ ایسی باتوں کا کیا فائدہ...؟ کسی تقویٰ کا نمونہ پیش کر! باتیں سامعین کو مطمئن نہیں کر سکتیں۔

کسی سے بھی پوچھنے کی ضرورت نہیں

اپنے دل سے پوچھ کیا تو حاسد ہے؟

متقی حاسد نہیں ہوتا .... جو حاسد ہے، متقی نہیں۔

حسد تقویٰ کو باطل کر دیتا ہے۔

بندہ ہندے کا حاسد ہے یہاں تک کہ گداگر بھی۔

نفس، نفس کا حاسد .... اور حسد نیکیوں کو ایسے جلا دیتا ہے جیسے آگ سوکھی

لکڑی کو۔

بندہ کسی ایسے ہندے کی تلاش میں ہے جو حسد سے پاک ہو، کلیتاً پاک۔

ضرور ہوتا ہو گا جو حسد سے کلیتاً پاک ہو، پر ابھی تک دیکھنے میں نہیں آیا۔

جسے بھی دیکھا، حسد ہی کے پردوں میں حاسد دیکھا۔

جس نے حسد کو مارنا تھا، کیسے بتاؤں کہ خود حسد کا شکار ہو گیا!

گنہگاروں بے چاروں نے کسی سے کیا حسد کرنا ہے،

دین دار ہی دین دار کے حاسد ہوتے ہیں۔

حسد حاسد کی نیکیوں کو جلا کر بھسم کر دیتا ہے اگرچہ نماز و تلاوت ہوں۔

شیطان سب سے بڑا عبادت گزار اور معلم الملائکہ تھا۔ ان دو ہی کے باعث

راندہ درگاہ ہو کر ملعون بنا۔

شیطان اب بھی اللہ کا منکر نہیں، آدم کا منکر ہے۔

جینے والو! اگر تم دنیا و آخرت میں عزت و راحت کے طلبگار ہو تو حسد اور

شرک سے پاک رہ کر زندگی گزارو، زندگی تمہارا استقبال کرے گی۔ ماشاء اللہ!

○ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

حسد نیکوں کو ایسے جلا دیتا ہے جیسے آگ خشک لکڑی کو۔  
حسد بدترین بدی ہے

جب تک اس بدی سے پاک نہیں ہوتا، نیکی پہ کیا گزر رکھتا ہے؟  
نیکی کرتا ہے .... بدی اسے جلا کر راکھ کر دیتی ہے۔  
گویا اس کی کمائی کسی کے بھی راس نہ آئی۔  
نیکی تھی، بدی نے کھالی۔

نیکی کو جلانے والی بدی کو تو جلایا ہی نہیں، پھر کیا نیکی کی؟  
نیکی کو جلانے والی بدی کو سب سے پہلے جلا۔  
ذکرِ الہی سے اطمینان پیدا ہوتا ہے اور  
حسد اس کو کھا جاتا ہے۔

حسد روشنی کے تمام میناروں پہ اندھیرا پھیلانے رکھتا ہے۔ کچھ بھی نظر آنے  
نہیں دیتا۔ تن و من کو اندھیر نگری بنا کر اپنا راج قائم رکھتا ہے۔ جس بھی مینار کو دیکھا،  
دھندلا پایا۔ دیکھنے میں روشن ... حقیقتاً سمجھا ہوا۔

جو نہی یہ جلا ... جل کر راکھ ہوا  
روشنی کے مینار جگمگانے لگے

حسد کی راکھ ان میناروں کی روشنی کا منبع ہے  
روشنی کے تمام مینار اسے جلا کر ہی روشن ہوئے۔

جہاں شیطان رہتا ہے، وہیں حسد رہتا ہے  
شیطان .... حسد کی جان

فقر نے، صرف فقر نے شیطان کو ہرایا اور حسد کو جلایا۔

کوئی اور اسے نہ ہر اسکتا ہے نہ جلا۔

شیطان معلم الملائک

جبرئیلؑ اسکے تلمیذ

ہر نبی کی نبوت میں موجود رہا اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اس

وقت اور آئندہ قیامت تک ہر دلی کے ہمراہ ہمسفر رہا اور رہے گا۔

بتا تو سہی کوئی اسے کیونکر ہر اسکتا ہے؟

صرف اور صرف اللہ کی توفیق و عنایت پہ موقوف۔

○

ہر کوئی تقویٰ ہی کے نشہ میں سرگرداں

متقی وہ ہے جو بات بات پہ سرزنش کرے

یہ گناہ ہے، کیوں کیا؟

اللہ سے ڈرنا اور ڈرتے ہی رہنا عین عبادت ہے۔

اللہ حاضر و ناظر ہے

کیا ابھی تک حاضر و ناظر کے حضور میں نادم ہونے کا وقت نہیں آیا؟ پھر کب

آئے گا؟

ندامت عمر بھر کے گناہوں کو محو کر دیتی ہے۔

نادم ہو کر تو دیکھ، اپنا نہ بنا لے تو کہنا

رحمت کے در نہ کھول دے تو کہنا!



ندامت .... لہدی ولایت کی امین!

ندامت .... بہترین عبادت

فقرا ندامت ہی میں ڈوبے رہتے ہیں

”یہ کیوں کیا؟“ ”یہ کیوں نہ کیا“

عبادت ہی کی کمی میں ڈوب ڈوب کر مرتے رہتے ہیں۔

تقویٰ کا فخر بھی کوئی فخر ہوتا ہے؟ بندہ جوں جوں نادم ہوتا ہے، اسرار کھلتے

جاتے ہیں۔

جب بھی تیرے اپنے نفس نے نادم ہو کر پشیمان ہوتا ہے، پاکیزگی کی ابتدا

ہونی ہے۔

جب تک ”ندامت علی شاہ“ میدان میں نہیں آتا،

تقوے پچارے نے کیا کرتب دکھانے ہوتے ہیں!

ندامت کے پھول بہار کا سرچشمہ۔

ندامت آئے .... بہار بن کر چھائے۔

ندامت تائب ہو کر دریا پہ خشکی کی طرح چلی۔

ندامت زدہ کو کسی بھی چیز نے نہ روکا۔

سطح سمندر برابر۔

دریا راہ میں حائل ہوا .... تر گیا!

حافظ و ناظر

بندہ بول رہا ہے اللہ سن رہا ہے

بندہ کر رہا ہے اللہ دیکھ رہا ہے

بندہ سوچ رہا ہے اللہ جان رہا ہے

جو دیکھتے ہو، سنتے ہو، بولتے ہو اور سوچتے ہو ..... عین اللہ کے روبرو ہے۔  
 اللہ سے ڈرا کرو۔ منکرات سے باز رہا کرو۔  
 یہ مشق اہم ترین منزل اور اسی پہ استقلال شاید ہی کسی کو حاصل ہو، دنیا بھلی و  
 بھلی۔

و هو معکم این ما کنتم ط  
 و اللہ بما تعملون بصیر ۰

(الحمدید: ۴)

ترجمہ : اور وہ تمہارے ساتھ رہتا ہے خواہ تم کہیں بھی ہو اور اللہ تمہارے  
 سب اعمال کو بھی دیکھتا ہے۔

ف : اور حاضر و ناظر کسے کہتے ہیں ؟

اللہ سے ڈرا کرو۔ ڈرتے ہی رہا کرو اور ایسے ڈرا کرو جیسے کہ وہ تمہیں دیکھ رہا  
 ہے۔

الم یعلم بان اللہ یری ۰  
 (کیا وہ نہیں جانتا کہ اللہ اس کو دیکھتا ہے)

جو کام اللہ کو ناپسند ہیں، مت کیا کرو اور پسندیدہ میں محور ہا کرو۔

۰ حضرت عبد اللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا دنیا مومن  
 کا قید خانہ اور قحط ہے۔ جب وہ دنیا سے جدا ہوتا ہے تو قید خانہ اور قحط سے نجات پاتا ہے۔  
 (شرح السنہ)

۰ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا حضور اقدس ﷺ نے، دنیا مومن کا

قید خانہ ہے اور کافر کی جنت۔ (مسلم)

متقی کا دنیا میں جینا کسی بھی طرح قید سے کم نہیں ہوتا۔

قید میں کسی کو بھی ملنے کی اجازت نہیں ہوتی، نہ ہی حدود سے باہر جانے کی۔

صرف کھانے، پہننے اور سونے کی اجازت ہوتی ہے۔

محدود زندگی کی خواہشات محدود ہوتی ہیں۔

○ حضرت ابی ہاشم بن عتبہؓ کہتے ہیں کہ مجھے وصیت کرتے ہوئے حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: تمام اموال دنیا میں سے تیرے لیے ایک خادم اور اللہ کی راہ میں سوار ہونے کے لیے ایک سواری کافی ہے۔

(احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

○ حضرت عبید اللہ بن محصنؓ (صحابی) سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے صبح یوں کی کہ دل بے خوف ہے، تندرست ہے اور اس کے پاس دن بھر کا کھانا ہے تو گویا اس کے لیے دنیا جمع کر دی گئی۔

(ترمذی)

○ حضرت عثمانؓ کہتے ہیں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ ان چیزوں کے سوا آدم کے پٹے کا کسی چیز پر کوئی حق نہیں ہے

۱۔ رہنے کے لیے گھر

۲۔ تن ڈھانپنے کو کپڑا

۳۔ خشک روٹی

اور ۴۔ پانی (ترمذی)

○ حضرت عبید اللہ بن محسنؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جو شخص اس حال میں صبح کرے کہ اپنی جان کی طرف سے بے خوف ہو، بدن تندرست ہو، ایک دن کے کھانے کا سامان اس کے پاس ہو تو گویا اس کے لیے دنیا کی نعمتیں جمع کر دی گئیں اور ساری دنیا اس کو دے دی گئی ہے۔

(ترمذی)

میرا گھر ایک مسجد ہو اور حجرہ میں ضروریات زندگی کے سوا کوئی اور شے باقی نہ ہو۔

○ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ ایک روز حضور اقدس ﷺ ہمارے پاس اس حال میں آئے کہ میں اور میری ماں مٹی سے کچھ مرمت یا درستی کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا عبداللہ یہ کیا ہے؟ (یعنی یہ کیا کر رہے ہو؟) میں نے عرض کیا میں اس چیز کو درست کر رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا موت اس سے بھی جلد آنے والی ہے۔ (یعنی اس گھر کے گر پڑنے سے جلد آنے والی ہے)

(ترمذی)

○ حضرت مستورد بن شدادؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے اللہ کی قسم! آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص دریا میں انگلی ڈالے اور پھر دیکھے کہ انگلی کیا چیز لے کر واپس آئی ہے۔ (یعنی پانی کا کتنا حصہ انگلی کے ساتھ آیا ہے۔)

(مسلم)

○ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ ہجری کے ایک مردہ بچے کے قریب سے گزرے جس کے کان چھوٹے اور کٹے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے (اسے

دیکھ کر صحابہؓ سے) فرمایا کہ تم میں سے کون اس بچہ کو ایک درہم میں لینا پسند کرتا ہے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا ہم اسے کسی چیز کے بدلہ میں بھی لینا نہیں چاہتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اللہ کی، یہ دنیا اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے جتنا کہ تمہاری نظر میں یہ (مردہ) بچہ ذلیل و حقیر ہے۔

(مسلم)

جو دنیا سے کنارہ کش ہوا ،

اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے ہمکنار ہوا۔

○ حضرت سہل بن سعدؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی ایسا عمل بتلائیے کہ میں جب اس کو کروں تو اللہ اور اللہ کے بندے مجھ سے محبت کریں۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا دنیا کی طرف رغبت نہ کر، اللہ تجھ سے محبت کرے گا اور اس چیز کی خواہش نہ کر جو لوگوں کے پاس ہے، لوگ تجھ سے محبت کریں گے۔

(ترمذی، المن ماچ)

جوں جوں کوئی اپنی منزل کے قریب ہوتا جاتا ہے،

دنیا سے دور ہوتا جاتا ہے اور یہ دوری حضوری کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔

○ ترجمہ :

لوگو! جو مال و متاع تم کو دیا گیا ہے وہ دنیا کی زندگی کا ناپائیدار فائدہ

ہے اور جو کچھ اللہ کے ہاں ہے، وہ بہتر اور قائم رہنے والا ہے۔

(القرآن)

○ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا دنیا اس شخص کا گھر ہے جس کا (آخرت میں) گھر نہیں اور مال اس شخص کا ہے جس کا (آخرت میں) مال نہیں اور مال وہی شخص جمع کرتا ہے جس میں عقل نہیں۔

(احمد، ہیثمی)

○ حضرت شدادؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے لوگو! دنیا ایک غیر قائم متاع ہے جس میں سے نیک اور بد دونوں کھاتے ہیں اور آخرت ایک سچا وعدہ ہے جس میں عادل اور قادر بادشاہ حکم و فیصلہ کرے گا۔ (وہ اپنے حکم اور فیصلہ میں) حق کو ثابت رکھے گا اور باطل کو مٹا دے گا۔ تم آخرت کے بیٹے ہو اور دنیا کے بیٹے نہ ہو اس لیے کہ ہر مال کا پینا اس کا تابع ہوتا ہے۔

(ابو نعیم)

○ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں کہ دنیا کوچ کرتے ہوئے پشت ادھر کیے ہوئے چلی جا رہی ہے اور آخرت منہ ادھر کیے ہوئے چلی آ رہی ہے اور ان میں سے ہر ایک کے بیٹے ہیں۔ تم آخرت کے بیٹے ہو اور دنیا کے بیٹوں میں سے نہ ہو۔ آج عمل کا دن ہے اور کوئی حساب نہیں اور کل حساب کا دن ہے، عمل کا نہیں۔

(بخاری)

دنیا میں رہنا قیامت کے مقابلے میں ایسا ہے جیسے آنکھ کا جھپکنا۔

اے او ہمنشین! یہ دنیا اور اس کی ہر شے ناپائیدار، فانی اور چند روزہ مہمان ہے۔

اس میں جی مت لگا، بالکل نہ لگا۔ یہ تیرے سدا رہنے کا مقام نہیں، عارضی ہے۔

و ما علینا الا البلاغ۔

دنیا .... متاعِ قلیل  
 رہنے والو! یہاں کسی نے بھی سدا نہیں رہنا  
 آخرت .... متاعِ عزیز  
 جو کام آخرت میں کام نہیں آنے، کیا ہیں؟  
 دل کی آنکھیں کھول کر دیکھ  
 دنیا کی ہر شے فانی، عارضی اور چند روزہ  
 اور آخرت ..... باقیات الصالحات

والله باللہ تالہ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

### ترجمہ منتخب آیاتِ الہی

- کیا تم آخرت کی نعمتوں کو چھوڑ کر دنیا کی زندگی پر خوش ہو بیٹھے ہو؟ دنیا کی زندگی کے فائدے تو آخرت کے مقابل میں بہت ہی کم ہیں۔
- مگر تم لوگ تو دنیا کی زندگی اختیار کرتے ہو حالانکہ آخرت بہت بہتر اور پائندہ تر ہے۔
- پر ہیزگاروں کے لئے آخرت کا گھر بہت اچھا ہے کیا تم سمجھتے نہیں؟
- دنیا کی زندگی تو ایک کھیل اور مشغلہ ہے اور بہت اچھا گھر تو آخرت کا گھر ہے یعنی ان کے لیے جو اللہ سے ڈرتے ہیں، کیا تم سمجھتے نہیں؟
- جان رکھو کہ دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشا اور زینت و آرائش اور تمہارے آپس میں فخر و ستائش اور مال و اولاد کی ایک دوسرے سے زیادہ طلب و خواہش ہے۔

اسکی مثال ایسے ہے جیسے بارش کہ اس سے کھیتی اگتی اور کسانوں کو بھلی لگتی ہے پھر وہ خوب زور پر آتی ہے پھر اے دیکھنے والے! تو اس کو دیکھتا ہے کہ پک کر زرد پڑ جاتی ہے پھر چورہ چورہ ہو جاتی ہے۔ اور دنیا کی زندگی تو متاعِ فریب ہے۔ (القرآن)

دنیا کی ہر شے دنیا ہی میں رہ جانی ہے اور آخرت کی ہر شے لدی ہوتی ہے اور عیشِ الاخرۃ۔

دنیا روزِ چند

آخرت کی حسرت..... حشر تک رونا پھر بھی رونا ہی رونا..... کیوں ایسے کیا اور کیوں ایسے نہ کیا!

دنیا دنیا ہی میں مشغول ہے آخرت برائے نام۔

جو آخرت میں مصروف ہے دنیا میں کبھی مشغول نہ ہو۔

○ اے پیغمبر! ان سے کہہ دو کہ دنیا کا فائدہ تو بہت تھوڑا ہے اور بہت اچھی چیز تو پرہیزگار کے لیے نجاتِ آخرت ہے۔ (القرآن)

○ تم کو دنیا کی زندگی دھوکے میں نہ ڈال دے اور نہ شیطان فریب دینے والا تمہیں فریب دے۔ شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے دشمن ہی سمجھو۔ (القرآن)

اے ہم نشیں! فاعلم! اچھی طرح ازبر کر۔ دین اور دنیا دو چیزیں ہیں۔ ایک نظر دونوں پر کبھی نہیں جم سکتی۔ جب آپ نے اپنی نظر دنیا سے اٹھالی، تب ہی جا کر دین پہ جمے گی۔



حال شاہد ہے

دین کے مقابل دنیا ذلیل وزیوں افسردہ اور پژمردہ  
دین..... صراطِ مستقیم۔

دنیا سے نفرت، دین سے رغبت دانائی کی جڑ ہے۔

دنیا دار دین سے اور دین دار دنیا سے مانوس ہو ہی نہیں سکتا۔

○ حضرت ابو ہریرہؓ اور ابو خلدہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ کسی بندہ کو دنیا میں زُہد (یعنی دنیا سے بے رغبتی اور نفرت) اور کم گوئی عطا کی گئی ہے تو اس سے قربت حاصل کرو اس لیے کہ اس کو حکمت سکھائی گئی اور دی گئی ہے۔  
(بیہی)

ایک نے کہا کہ اسے یہاں سے کیا ملا؟

دوسرے نے سن کر جواب دیا..... کہ یہاں ہر کسی کو ایک ہی چیز دی جاتی ہے : دنیا سے نفرت اور دین سے رغبت۔ وہی چیز اسے بھی پیش کی اگر وہ قبول نہ کرے تو پیش کرنے والا کیا کرے؟

ہر طریقت کا مدعا و مفہوم دنیا سے بے رغبت ہو کر دین کو بلند کرنا اور دل کو روشن کرنا ہوتا ہے

اگر یہ نہیں گویا کچھ بھی نہیں

جس کسی نے بھی اس کو مانا، طریقت اس کو مان گئی۔ کسی اور طرح کبھی نہیں

مان سکتی۔

○ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کیا کوئی شخص پانی پر اس طرح چل سکتا ہے کہ اُس کے پاؤں تر نہ ہوں؟  
صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ ﷺ۔  
آپ ﷺ نے فرمایا یہی حال دنیا دار کا ہے کہ گناہوں سے محفوظ نہیں رہتا۔

(بخاری)

○ حضرت حذیفہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو یہ فرماتے (خطبہ میں) سنا ہے کہ شراب پینا گناہوں کا مجموعہ ہے اور عورتیں شیطان کا جال ہیں اور دنیا کی محبت ہر گناہ کا سر ہے۔ (یعنی سرچشمہ)

(رزین)

تیرا ہر قول و فعل دنیا کی مذمت اور رغبت الی اللہ کا مشردہ جانفزاہو۔  
جو دین سے محبت کرتا ہے دین بھی اس سے۔

اپنے آپ کوئی بھی دنیا کی محبت ترک نہیں کر سکتا مگر اللہ ہی کی توفیق سے۔

○ حضرت قتادہ بن نعمانؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے محبت کرتا ہے اس کو دنیا سے چھٹاتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی اپنے بھروسہ کو پانی سے چھٹاتا ہے۔

(احمد۔ ترمذی)

جب کوئی دنیا سے دور کیا جاتا ہے

اللہ کے قریب ہوتا ہے..... قریب تر۔ اور اللہ کی قسم! یہ بالکل سچ ہے۔

جوں جوں اِس سے دور ہوتے جاؤ گے

اُس کے قریب ہوتے جاؤ گے

○ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے بھلائی کے کام کراتا ہے۔ پوچھا گیا اللہ بھلائی کے کام کیونکر کراتا ہے یا رسول اللہ ﷺ! فرمایا موت سے پہلے اس کو اعمالِ نیک کی توفیق مرحمت فرماتا ہے۔ (ترمذی)

مسلمان دنیا میں رہنے نہیں، رہنا سکھلانے آیا ہے۔  
تو گھر بنانے آیا ہے نہ زر۔

تو ایک راہی ہے، کبھی کسی راہی نے بھی کسی راہ میں کوئی گھر بنایا؟  
ساری دنیا تیرا وطن اور ساری دنیا تیرے ہی لیے ہے

○ حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ یورپ پر سوئے۔ سو کر اٹھے تو آپ ﷺ کے جسم مبارک پر یورپ کے نشان تھے۔ حضرت ابن مسعودؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اگر آپ ہمیں حکم دے دیتے تو ہم آپ کے لیے فرش بچھا دیتے اور کپڑے بنا دیتے۔

آپ ﷺ نے فرمایا مجھ کو دنیا سے کیا مطلب؟  
میری اور دنیا کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کوئی سوار کسی درخت کے نیچے کھڑا ہو  
کر سایہ سے فائدہ اٹھالے اور پھر چل دے اور درخت کو اپنی جگہ چھوڑ دے۔

(احمد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ)

○ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے میرے بدن پر ہاتھ رکھ کر فرمایا دنیا میں یوں رہو گویا تم ایک پردہ لپی ہو یا ایک مسافر ہو جو کسی راستہ سے گزر رہے ہو اور اپنے آپ کو قبر والوں میں شمار کرو نیز آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا

اے ابنِ عمرؓ! جب تم صبح کو اٹھو تو تم اپنے دل سے شام کی باتیں مت کرو اور جب شام تک زندہ رہو تو اپنے دل کو صبح کی خبر مت دو۔ بیمار ہونے سے پہلے پہلے اپنی صحت میں سے کچھ لے لو اور مرنے سے پہلے پہلے اپنی زندگی سے کچھ لے لو کیونکہ اے عبداللہ! تمہیں معلوم نہیں کہ کل تمہارا کیا نام ہوگا۔ (تم زندہ رہو گے یا مردہ ہو جاؤ گے) (ترمذی)

مسافر کا کوئی وطن نہیں ہوتا، کسی سے کوئی دوستی نہیں ہوتی۔  
رکا، ٹھہرا، سستایا اور چل دیا

مسافرت ..... عجیب و غریب نمونے کی منظر  
مسافر کچھ بھی نہیں رکھتا مگر پہنا ہو الباس اور ضروریات کی ایک چٹھی۔  
اور یہی مسافر کی زندگی ہوتی ہے۔

مسلمان کا مسافر کی طرح رہنا رہبانیت نہیں عین اسلام ہے اور اس لیے کہ ہلکا پھلکا ہے۔ اپنا سارا وقت دین کو اپنانے میں صرف کرے۔ غیر ضروری لباس و اسباب کی سنبھال میں اپنا قیمتی وقت ضائع نہ کرے۔ جو وقت غیر ضروری اسباب کی نگہداشت میں گزرا، فضول گزرا۔

دین ..... علم و حکمت کا سرچشمہ

طریقت ..... علم پہ عمل

عمل وہ ہے جو روح کو گرما گیا اور نفس کو رُلا گیا۔

سایہ دار، پھولدار، پھلدار درخت ..... قالین اور

محلات ..... کھنڈرات

طریقت ..... مسافرت کی اصل

مقامات ..... مسافرت کے تابع

جہاں سے تو آیا ہے وہیں جانے کا سفر اختیار کر  
آتے وقت تیرے پاس کچھ نہ تھا، جاتے وقت بھی کچھ نہ ہو۔

مسافرت..... الہی اعزاز کی اعلیٰ ترین عنایت۔

رہنا سہنا مسافروں کا سا ہوتا ہے، مکینوں کی طرح نہیں۔ الہی مسافروں کو ایسا

نت نیازِ حق عنایت ہوتا ہے جو ہر کسی کو تو کجا بڑے بڑوں کو نصیب نہیں ہوتا۔

لا نسلک رزقا ن نحن نرزقک (طہ ۱۳۲)

سفرِ حضر سے اعلیٰ..... سفرِ قدم قدم پہ منظرِ الحجابِ روداد کا مرقع۔ قدرت

کی حکمت میں نت نئے عنوانات کا اضافہ۔ اور حضر میں کیا ہوتا ہے؟ کما لیا کھا لیا اور سو

گیا اور اپنے تئیں یہ سمجھ لیا کہ ہم اسی کام کیلئے دنیا میں آئے ہیں۔ شب و روز فضولیات کا

باب کھلا رہتا ہے، دم بھر کے لیے بھی بند نہیں ہوتا اور یہ ارذلِ العمر کی صحیح تشریح

ہوتی ہے۔

ارذلِ العمر سے پناہ

عمر کا کوئی بھی دم ضائع نہ ہو

اللہ ہی کے پسندیدہ کام میں محو رہے۔

بنگا آتا ہے، بنگا جاتا ہے۔

خالی ہاتھ آتا ہے..... خالی ہاتھ جاتا ہے

کوئی بھی شے ساتھ لے کر نہیں آتا اور نہ ہی ساتھ لے کر جاتا ہے۔ بنی

بنائی پہ آتا ہے اور بنی بنائی چھوڑ جاتا ہے۔

جس دنیا نے اس کو اس کے رب سے دور کیے رکھا .... دنیا ہی میں چھوڑ جاتا

ہے۔

صرف ایک حسرت لے کر جاتا ہے کہ  
ساری عمر خرافات و واہیات میں مصروف رہا، جس کام کیلئے اللہ نے بھیجا تھا  
وہ نہ کیا۔ کاش وہ دنیا میں اللہ کی عبادت کرتا جو یہاں اس کے کام آتی۔  
اہل قبور کی صدائیں :

وہ کام کیوں نہ کیے جو تیرے کام آتے؟ دنیا ہی کے کاموں میں مصروف ہو کر  
زندگی کی بازی ہار گیا۔

ہر کوئی بے حد مصروف ہے دم بھر کیلئے بھی چین نہیں! بیوی بچوں کے چکر  
میں ایسا پھنسا ہوا ہے کہ سر کھلانے کی مہلت نہیں۔

گویا تیری زندگی کی منزل، اے اونوجوان! کھانے پینے کا شکار ہو گئی۔  
ہائے ہائے! جو کام کرنے تو آیا تھا، بھول گیا۔ ایسا بھولا کہ بھول ہی گیا۔  
دانشمندیوں کے نزدیک تیری یہ مصروفیت کسی کام کی نہیں۔

مصروف ہو..... مگر اللہ کے لیے!

الہی مصروفیت..... زندگی کا آبدار گوہر

فارغ وہ ہے جسے اللہ فارغ کرے ورنہ کوئی بندہ کسی بھی حال میں کبھی فارغ

نہیں رہتا۔

بہترین مصروفیت..... ذکرِ دوام

یہ زندگی اللہ العلی العظیم تبارک و تعالیٰ کی امانت ہے، اس میں خیانت

مت کر۔

یہ زندگی اللہ عزوجل ذوالجلال والا کرام کیلئے وقف و مخصوص ہے،  
ماسوا میں مشغول مت ہو

اللہ ہی کے ذکرِ دوام اور صلوةِ تدوم بدوامک ہی میں منہمک رہ۔

کسی کی کوئی بھی دلیل اس میں کبھی حائل نہ ہو اور کبھی باطل نہ ہو۔

سلطانِ روح کے لیے مژدہٴ جانفزا، سہل ترین

سلطانِ نفس کے لیے دشوار ترین۔

کبھی نہیں مانتا۔ بات بات پہ تاویلات جاری رکھتا ہے

ہے کوئی جوان جو اسے کبھی من مانی نہ کرنے دے؟ آتے ہی لتاڑ دے۔

و من اعرض عن ذکرى فان له معيشة ضنكا و

نحشره يوم القيمة اعلمی۔

(طہ: ۱۲۴)

ترجمہ :

○

اور جو شخص میرے ذکر سے منہ موڑے گا تو اس کے لیے تنگی کا جینا ہو گا اور

قیامت کے روز ہم اسے (قبر سے) اندھا کر کے اٹھائیں گے۔

مسافر سب کے سب ہم سفر ہوتے ہیں

دور دراز سے جب آپس میں ملاقی ہوتے ہیں کوئی نہ کوئی خوشخبری کا پیغام

سناتے ہیں اور بہترین پیغام و بہترین سبیل : ذکرِ دوام ماشاء اللہ!

ذکرِ دوام اور

خانقاہی نظام کے نفاذ کے نمونہ کیلئے چار چیزیں درکار ہیں

زندگی

صحت

قوت

اور قدرت

اور یہ تیرے ہی قبضہٴ قدرت میں ہیں یا حی یا قیوم!

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا

خبردار دنیا ملعون ہے اور جو چیز دنیا کے اندر ہے وہ بھی ملعون ہے مگر

ذکرِ الہی اور وہ چیز جسے اللہ پسند کرتا ہے اور عالم اور علم حاصل کرنے والا۔

(یعنی یہ اس زمرے میں شامل نہیں ہیں) (ترمذی۔ لئ ماجہ)

جب تک دین ملعون و مردار سے پاک نہیں ہوتا، دین کی عظمت کی تمکنت

کا ظہور نہیں ہوتا۔ ہو سکتا ہی نہیں اور اللہ نے ملعون و مردار سے اجتناب کا درشہ فقر

ہی کو بخشا ہوا ہے۔

فقر اللہ کی وہ مخلوق ہے جو اللہ کے سوا کسی اور طرف کبھی متوجہ نہ ہوئی، ہرگز

نہ ہوئی۔ دنیا کا کوئی منظر اپنی طرف راغب نہ کر سکا اور کوئی بھی چیز اسے لپکانہ سکی۔ اللہ

ہی کے لیے اللہ کی راہ میں نکلی۔ جس کا اللہ کے سوا کوئی اور مدعا و مطلب نہیں۔ جس

نے دنیا کی کوئی بھی چیز اور کسی بھی منصب کو کبھی قبول نہ کیا۔ جس کے حضور دنیا ذلیل

اور ہمیشہ بے قدر رہی۔ جس نے کبھی کچھ نہ کھایا مگر جینے کے لیے اور کبھی کچھ نہ پہنا مگر



ستر ڈھانپنے کے لیے۔ کبھی کسی سے کچھ نہ مانگا مگر اللہ کی محتاج و نادار و بیمار مخلوق کی خدمت کے لیے اور کبھی کچھ نہ کیا مگر اللہ ہی کے لیے....

فقر کا یہ حال ازلی ہے اور لبدی۔ وہ اپنے مقام پہ مہر و ماہ کی طرح ثابت قدم ہے۔

فقرا کسی بھی ساز و سامان کے پابند نہیں ہوتے اور نہ ہی کسی مال و اسباب کے مالک ہوتے ہیں۔ اللہ کے سوا کچھ بھی رکھا نہیں کرتے اور نہ ہی انہیں کسی بھی شے کی کوئی طلب و تمنا ہوتی ہے۔

فقیر کے سوا کسی نے بھی اس دنیا کی کوئی بھی چیز کبھی ترک نہیں کی، جوں کی توں قائم رکھی۔ جب تک اس ملعون و مردار سے کلیتاً دست بردار نہیں ہوتا، اگلاباب کیونکر کھل سکتا ہے؟ وما عدینا الا البلاغ۔

ما سوا سے رغبت..... دین کی ضد اور دنیا ملعون و مردار۔

کیونکر اور کیسے نسبت ہو سکتی ہے؟

یہ دنیا ہے،

دنیا کی ہر شے میں دنیا ہوتی ہے، دین کا نام تک نہیں ہوتا اگرچہ دین ہی کے

نام پہ رچائی ہوتی ہے۔

مردار و ملعون کو اندر مت رکھ،

باہر گھسیٹ کر روڑی پہ پھینک۔ وما عدینا الا البلاغ۔

ہم نے دنیا کی کوئی بھی چیز اگرچہ ملعون و مردار ہو، کبھی ترک نہیں کی۔ کسی

نے بھی کبھی نہیں کی، ہر شے کے انبار لگائے رکھتے ہیں اور جب تک کوئی ملعون و مردار

کی بدیہ سے دور نہیں ہوتا، رحمت کی خوشبو کیونکر آسکتی ہے؟

ملعون کسی بھی رنگ میں ہو، ملعون ہے اور  
مردار کسی بھی حال میں ہو، مردار ہے  
جب تک کوئی ملعون و مردار سے کلیتاً پاک نہیں ہوتا، قرآنِ عظیم اور  
سنتِ مطہرہ کے نور سے کیسے منور ہو؟

تیرے پاس ہر شے ہے، ملعون و مردار سے اجتناب نہیں۔

طریقتِ اسلام کا ایک امتیازی نشان تھا،

اس میں بھی جادو داخل ہوا۔

طریقت چند اسباق پر مشتمل ہے :

ترکِ دنیا

طریقت..... دین کی رہین۔

اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔

دنیا..... مردار اور

دین..... زندگی کا رہنما۔

طریقت چند اسباق پہ مشتمل۔

ہم انہی اسباق کے گرد گھوم رہے ہیں۔ سبق نمونے کا محتاج ہے، نمونہ

موجود نہیں۔

قرآن کریم اور سنتِ مطہرہ دین ہے

دین کا کوئی منکر نہیں

جو دین کو مانتا نہیں ..... وہ بھی منکر نہیں

جو بھی منکر ہے ..... ہمارا منکر ہے

ہمارا فعل ..... قول کے مطابق نہیں

جو ہم کہتے ہیں ..... کرتے نہیں

دین باتیں نہیں، نمونہ مانگتا ہے اور نمونہ پا کر ہی مطمئن ہوتا ہے۔

تیرے پاس ایک بھی نمونہ نہیں اور نمونے ہی سے علم نے عمل کا مظاہرہ

کیا۔ تیرے پاس تو نمونوں کے انبار ہوتے۔

نمونے ہی نے دین کو پھیلا یا، نمونہ ہی دین کی جان۔

نمونہ نہ ہوتا تو کسی علم میں کیا جان ہوتی؟ نمونے ہی نے دین کو سرفرازی

بخشی۔ تو دین رکھتا ہے، دین کا نمونہ نہیں رکھتا۔

بازی کرنے صرف نمونہ پیش کیا۔ اور نمونے کا کوئی منکر نہیں۔

تیرا علم نمونے کا متلاشی ہے، پا کر ہی مطمئن ہو سکتا ہے، کسی اور طرح کبھی

نہیں۔

نمونہ کبھی صدیق اکبرؓ کبھی فاروق اعظمؓ، کبھی عثمان غنیؓ اور

کبھی حیدر کراڑؓ۔ نمونہ کبھی کلیئر کبھی پانی پت، کبھی سالک کبھی مجذوب.... ہر حال میں

اور ہر دور میں دین کی عظمت کو برقرار رکھا، کبھی گرنے نہ دیا، ہر دور میں دین ہی کا

پاسبان رہا۔

نمونہ..... دین کی آہاری کا مالی..... کبھی خشک نہ ہونے دیا۔ پھر کیا ہوا؟ دین

پہ بہار آئی، پھل و پھول میں رنگت و حلاوت۔

نمونہ پیش کر۔ نمونہ شدت سے اور مدت سے تیرے نمونے کا منتظر ہے۔

نمونہ پایا گویا ہر شے پائی۔

نمونہ ہی سے ہر شے سمجھ میں آئی۔

علم، عمل کا اور عمل نمونے کا محتاج ہے۔ محض علم کوئی گل نہیں کھلاتا، تشنہ

رہتا ہے۔

علم جب غیرت میں آیا، عمل کو سینے سے لگایا اور نمونے کو پایہ تکمیل تک

پہنچایا۔

محض علم دین کا کیا نمونہ دے سکتا ہے؟

علم ایک بات ہے اور بات نمونے ہی سے زندہ اور قائم ہوتی ہے

اور نمونہ بندے ہی دنیا میں پیش کیا کرتے ہیں، فرشتے نہیں۔ اور بندہ جس

خصلت کا بھی نمونہ دیا کرتا ہے وہ رہتی دنیا تک زندہ اور قائم رہتا ہے۔ ماشاء اللہ!

ہم میں سے کوئی ایک بھی نہیں جو کسی ایک بھی قول و عمل و فعل کا پابند ہو۔

ناداری کی حد نہیں تو کیا ہے؟ اور کوئی ایک بھی نہیں..... نام کو بھی نہیں جو اپنے علم پہ

عمل کرتا ہو

البتہ باتیں گھونٹنے میں ہمارا پہلا نمبر ہے، چاہیں تو پیل باندھ دیں۔

ہماری باتیں..... کچے دھاگے کی مانند

اسلئے کہ جو ہم کہتے ہیں، کرتے نہیں۔

ہمارا کرنا، ہمارے کہنے کے خلاف ہے۔

یہی ہماری ذلت کا موجب۔

پھر کسی بھی عنایت کی کیا فرمائش کریں!

اہلِ علم وہ ہے جو اپنے علم پہ عمل کرے اور علم پہ عمل کرنا سب سے مشکل منزل ہے۔

ابھی تک دیکھنے میں نہیں آیا جو اپنے علم پہ عمل کرتا ہو۔  
میرے آقا روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ارشاد عین حق ہے۔

ہم اور تم وہ نہیں جن پہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں پانی میں درود بھیجتی ہیں۔

عالمِ باعمل کو، جو لوگوں کو تعلیم دیتا ہے، آسمان کی ملکوت میں کبیر کہہ کر پکارا جاتا ہے۔

ہم اور تم وہ نہیں۔

ہم اور تم جہاں بھی جاتے ہیں ہلچل مچا دیتے ہیں۔

○ حضرت ابو امامہ باہلیؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس و اکمل، اکرم و اجمل، اطیب و اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں دو شخصوں کا ذکر ہوا ایک عابد تھا، ایک عالم۔  
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عابد پر عالم کو ایسی ہی فضیلت حاصل ہے جیسی میری فضیلت تم میں سب سے معمولی آدمی پر۔

پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ سبحانہ، اسکے فرشتے، آسمانوں والے اور زمین والے..... یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنے بلوں میں اور مچھلیاں (پانی میں) اس شخص پر درود بھیجتی ہیں جو لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتا ہے۔

میں نے حضرت ابو عمارؓ کی زبانی حضرت فضیل بن عیاضؓ کو یہ کہتے سنا ہے کہ عالمِ باعمل کو، جو لوگوں کو تعلیم دیتا ہے آسمان کی ملکوت میں کبیر (یعنی بوا) کہہ کر پکارا

جاتا ہے۔

(ترمذی شریف جلد دوم)

○ حضرت قیس بن کثیرؓ فرماتے ہیں کہ مدینہ سے ایک شخص ابو دردائے کے پاس آیا، آپ اس وقت دمشق میں تھے۔ حضرت ابو دردائے نے پوچھا کہ بھائی تم یہاں کیسے آئے؟ (یعنی کس غرض کیلئے آئے) اس نے کہا ایک حدیث (سننے) کیلئے جسے بارے میں مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ اسے جناب رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔

حضرت ابو دردائے نے فرمایا تم کسی اور ضرورت سے تو نہیں آئے؟ اس نے عرض کیا جی نہیں۔ آپ نے پوچھا تجارت کی غرض سے تو نہیں آئے؟ اس نے کہا جی نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تو کیا تم صرف اس حدیث کی طلب میں آئے ہو؟ (اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا تو لو سنو)

میں نے حضور اقدس واکمل، اکرم و اجمل، اطیب و اطہر ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو شخص علم کی تلاش میں کوئی راستہ طے کرے گا اللہ تبارک و تعالیٰ عزوجل ذوالجلال والاکرام اسے ایسے راستے پر لے چلے گا جو بہشت کو جاتا ہے اور فرشتے علم طلب کرنے والے کیلئے اپنے پر پھٹاتے ہیں اور عالم کی ہستی ایسی ہستی ہے کہ آسمان اور زمین میں جتنے (جاندار) ہیں سبھی اسکی بخشش کی دعا کرتے ہیں یہاں تک کہ پانی کی مچھلیاں بھی۔ اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی چاند کی باقی ستاروں پر۔

علماء پیغمبروں کے وارث ہیں اور پیغمبروں نے ترکہ میں نہ دینار چھوڑا نہ درہم۔ انھوں نے تو اپنے ترکہ میں صرف علم چھوڑا ہے۔ سو جس نے یہ لیا اس نے بڑا حصہ پایا۔

(ترمذی شریف جلد دوم)

دین نمونے کا محتاج ہے اور نمونے ہی سے زندہ اور قائم ہے۔

محض بات کسی کو بھی کیونکر مطمئن کر سکتی ہے؟

دین فطرت ہے اور

فطرت بدلا نہیں کرتی۔

دین میں کوئی اختلاف نہیں۔

جملہ انبیائے کرام ایک ہی دین کے داعی۔

ذکرِ حق

دعوتِ حق اور

مخلوقِ حق کی بے لوث خدمت اسکی اساس۔

جب بھی دین کی نمو ہوگی، اسی پیناد پر ہوگی۔

یہی عبادت، یہی باعثِ کمال۔

○ حضرت سہل بن سعدیؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا دنیا میں زہد اختیار کرو، اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریں گے۔

(سنن ابن ماجہ ص ۳۱۱)

○ حضرت زید بن حسینؓ کہتے ہیں کہ امام مالکؒ سے پوچھا گیا کہ دنیا میں زہد کس چیز کا نام ہے؟

جواب میں امام مالکؒ نے کہا

”حلال پیشہ اختیار کرنا اور امیدوں کی کمی“

(مجموعہ)

○ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عافیت کے دس حصے ہیں، نو حصے تو صرف خاموشی میں ہیں، دسواں حصہ تنہائی

میں ہے۔

○ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا عبادت دس حصوں میں تقسیم ہے (جس میں سے) نو حصے تو صرف خاموشی ہی میں ہیں اور دسواں حصہ ہاتھ سے حلال روزی کمانا ہے۔ (منتخب کنز العمال جلد ۱، صفحہ ۲۲۹-۲۳۰)

ابھی تک تو نے یہ بھی نہیں جانا کہ اکل حلال کی قوت ہی قوتِ حیدریٰ سے منسوب کی جاتی ہے اور مولائے علی کرم اللہ وجہہ نے اکل حلال کے حصول کے لیے ایک یہودی کے باغ کو نلائی کا جو شرف عطا فرمایا، دنیائے دُوں کی امارت کومات کر گیا۔ آج سب قوتِ حیدریٰ کی رٹ لگاتے پھرتے ہیں، قوتِ حیدریٰ کا دار و مدار اکل حلال پہ موقوف ہے۔ جب تک کسی کا کھانا طیب نہیں ہوتا اور کمائی کر کے نہیں کھایا جاتا، کسی میں کوئی قوت کبھی پیدا نہیں ہو سکتی اور نہ ہی کوئی جدوجہد کسی بھی منزل پہ پہنچ سکتی ہے۔

حلال روزی کھا کر پلے ہوئے بچے نہایت ذہین، تابعدار، راستباز اور راسخ الاعتقاد ہوتے ہیں۔ برائی و بے حیائی کا کوئی کام کبھی نہیں کرتے۔ آدمیت کے مقام پہ چٹان کی سی استقامت رکھتے ہیں، کبھی جنبش نہیں کرتے۔

ایک آدمی اپنے بال بچوں کے لیے طیب روزی کی تلاش میں سات سمندر پار گیا۔ اس نے ناجائز طریقہ سے ایک پیسہ تک نہ لیا، کوئی مشکوک لقمہ کبھی نہ کھایا، برسوں اپنی بیوی سے دور رہا اور یہ اس کا بہترین اور مقبول الاسلام چلہ تھا۔

اللہ نے اسے اور اس کی اولاد کو ہدایت بخشی، حیا بخشی، کام بخشا اور استقلال

بخشا۔



عقاب و شاہین پاک روزی ہی کی قوت سے پہاڑوں کی چوٹیوں کو سر کیا کرتے ہیں۔

باز کی بلندی اور

کوے کی پستی

قد و قامت کی بدولت نہیں رزق کی بدولت ہے۔

ایک دوست نے کہا میرے باپ نے مجھ کو اپنے ہاتھوں کی کمائی سے روزی کھلائی ہے اور میں نے ساری عمر اپنے والدین کی موجودگی میں اپنی بیوی کی طرف نہیں دیکھا، کسی بچے کو کبھی گود میں نہیں لیا، اپنی بیوی کے ہمراہ کبھی نہیں چلا اور یہ حیا پاک روزی ہی کی برکت سے تھی جو میرے باپ نے مجھے کھلائی۔

کوے اور باز کے قد و قامت میں کوئی خاص فرق نہیں ہوتا، کھانے کا ہوتا ہے۔ باز بھوکا تو مر جائے گا لیکن تازہ گوشت اور خون کے سوا کوئی اور شے کبھی نہ کھائے گا۔ باز کی پرواز و تجسس اس کھانے ہی کی قوت و برکت سے ہے۔

کو اسی روزی کا پابند نہیں۔ گوشت بھی کھاتا ہے اور گندگی بھی۔ باز کی طرح ایک بار کھا کر سیر نہیں ہوتا۔ سارا دن ٹھونگیں مارتا رہتا ہے۔ کسی بھی شے کو نہیں چھوڑتا لیکن پھر بھی سیر نہیں ہوتا اور باز ایک بار کھا کر سارا دن مست رہتا ہے۔ جب تک دوبارہ بھوک نہیں لگتی، کسی سوکھے ہوئے درخت کی شاخ پہ بیٹھا اپنے خالق کی تسبیح و تحمید میں مصروف رہتا ہے۔ باز اہل جہان کو زبانِ حال سے رزق کی برکات و رفاہت کا درس دیا کرتا ہے۔ عزتِ نفس اور رفعتِ منزل۔

رفعتِ منزل رزق ہی کے معیار پہ موقوف ہوتی ہے۔

باز ایک بار کھاتا ہے اور سیر ہو جاتا ہے،

کو اسرار دن کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا۔

اللہ ہمیں طیب رزق نصیب کرے یہ روزی طیب نہیں، مشکوک ہے۔ اسے

کھا کر قومی، ملی اور تعمیری کام نہیں ہو سکتے اور تمام فتنات و فسادات روزی ہی کی

شامت ہوتے ہیں۔

خطبات و القبات نے ہمارا خانہ طریقت برباد کر دیا۔ ہماری جج دھج پہ وہ تو

شرمائے، ہمیں کبھی شرم نہ آئی۔

اے جانِ من! ہم راستباز نہیں۔ آخر یہ سب کیوں؟ اس لیے کہ ہماری

روزی طیب نہیں، مشکوک ہے۔

مشکوک رزق سے صرف تو نند پھولتی ہے .... اور طیب رزق

ماشاء اللہ، بارک اللہ، دل کی ضیاء کا انب معمول ہے۔

مقبول عمل طیب رزق کی پیداوار ہے!

مشکوک روزی مت کھا!

گد لائیل مشین کی تالیوں کو مسدود کر دیا کرتا ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

ہم دے کے افعال و اقوال کھانے ہی کی پیداوار ہوتے ہیں۔ جس معیار کا کھانا

ہوگا، اسی معیار کا کردار۔

مردار .... بدترین اور

رزقِ حلال .... بہترین کھانا ہوتا ہے۔

عبادات لنگر ہی کی قوت پہ موقوف ہیں۔

اس قسم کا کھانا کھا کر جو میں کرنا چاہتا ہوں، کر نہیں سکتا۔  
اس میں صرف زندگی ہے، زندگانی نہیں۔  
خون ہے، حرارت نہیں۔

مت کھایا کر۔

ہر قسم کا مکرو فریب، دھوکا، دغا بازی، ہیرا پھیرا، جھوٹ، دوز دھوپ یہ سب دوروئی ہی کے لیے ہے۔ حالانکہ کھانا انسان کا پیدائشی حق ہے۔ کھانا سب کو ملتا ہے، کوئی بھی بھوکا ستر پہ نہیں سوتا۔

سادہ روٹی حلوے پلاؤ سے ہر لحاظ سے اچھی ہوتی ہے۔ آسانی سے حاصل ہوتی ہے، آسانی سے تیار کی جاتی ہے اور آسانی ہی سے ہضم ہو جاتی ہے اور طاقت و قوت کا باعث بنتی ہے۔

روغنی غذائیں لذیذ تو ہوتی ہیں، مشکل سے ملتی اور مشکل سے ہضم ہوتی ہیں۔

حضرت آدم صلی اللہ کا جسم الوجود تیار ہو چکا۔ شیطان نے غور سے جائزہ لیا۔ رگ دریشہ کو محو عمل پایا۔ پیٹ کے پردہ کو خالی پا کر تمقہ لگایا۔ بولا میں اس کو بھروں گا۔ جیسا بھی چاہوں گا، جی کھول کر بھروں گا اور اس کی قبر کا ایندھن تیار کروں گا۔ تنور تپانے کے لیے ایندھن درکار ہے۔ چندن ہو یا کریردونوں برابر ہیں۔ اسی طرح قوت کے لیے کھانا درکار ہے، حلوہ ہو یا نان جویں۔ لذت میں فرق ہے قوت میں نہیں۔

کھانے ہی میں شفاء اور  
 کھانے ہی میں دباؤ ہوتی ہے۔  
 اور نہیں تو اپنے کھانے کے لیے تو ضرور کمایا کر۔  
 محنت سے کما کر کھاتے،  
 محنت کی برکت سے سدا بہار میوؤں کی منڈی لگی رہتی۔  
 تیرے باغ میں میوؤں کی کوئی کمی نہیں،  
 کھانے والے ترستے ہی رہے۔

خانقاہی اور شاہی نظام کے قائد مولائے علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔ اسلامی  
 سلطنت کے خلیفہ ہو کر بھی خانقاہی اور شاہی نظام کا ایسا نمونہ دیا اور ایسا دیا کہ قیامت  
 تک ان کا کوئی ہمسرنہ ہوگا۔  
 اپنے اور اہل و عیال کے نان نفقہ کے لیے یہودی کے باغ میں تلائی کی۔ شام  
 کے وقت ساکل آیا۔ دن بھر کی کمائی اسے عنایت کر دی۔ اکثر ایسا ہوتا کہ آپ پانی ہی پہ  
 اکتفا کرتے۔

یہ ہے فقرِ حیدریؒ۔  
 علم و حکمت کی انتہا .... فقر  
 اور

فقر کا چبّہ مولائے علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو درشہ میں ملا۔  
 حضرات! فقرِ حیدریؒ میں دنیا کی کوئی بھی شے نہیں ہوتی یہاں تک کہ اپنے  
 اور اپنے اہل و عیال کے لیے مولائے علی کرم اللہ وجہہ نے ایک یہودی کے باغ کو

گوڈی کا شرف بخشا۔

خلفائے راشدین کے گھروں میں صرف کھانے پینے کی چند چیزیں ہوتی تھیں اور کوئی بھی شے نام کو بھی نہ رکھتے۔

رزقِ حسنہ طیب ہوتا ہے۔ تقسیم کے لیے عنایت کیا جاتا ہے، جمع کے لیے نہیں۔ تقسیم میں برکت اور جمع میں زحمت ہوتی ہے۔

جو رزقِ کل کے لیے رکھا گیا، باسی ہے۔

آج کا رزق آج تقسیم کر۔

تقسیم میں مغل مت ہو۔

صدقات و خیرات اللہ کی امانت ہوتے ہیں،

خیانت مت کیا کرو۔

یہ مٹی کا مقام ہے۔ مٹی کو مٹی میں ڈال۔ کسی بھی شے کو بچا کر مت رکھ

اور چھپا کر مت رکھ۔ مالک کی ملک ہے، امانت میں خیانت مت کر۔

اللہ کے بندوں نے اللہ کی مخلوق کے لیے دیا، تو نے بد کر کے رکھ دیا۔ خیانت

نہیں تو کیا ہے؟ غھلی نہیں تو کیا ہے؟ اور مغل کسے کہتے ہیں؟

کسی بھی شے کو جمع کر کے مت رکھ،

ملتے ہی حق داروں کو دے دیا کر۔

اگر تو نے ایسا کیا اور جس نے بھی کیا،

طریقت کا علم بلند کیا۔

خیرات خیرات کے لیے ہوتی ہے، ذخیرہ کے لیے نہیں۔

کسی خیرات کا ذخیرہ مت کر۔  
 کسی خیرات کو چھپا کر مت رکھ۔  
 جو روزی اللہ تجھ کو تقسیم کے لیے دے، جب تک اسے تقسیم نہ کر لے،

مت بیٹھ!

طریقت کا یہ قاعدہ کلی ہے اور دائمی ہے۔ ایک دو دن کے لیے نہیں۔  
 اگر کوئی اس اصول کا پابند ہو جائے، کایا پلٹ جائے۔ بعض اصول فہم و ادراک  
 سے بالا اور وراء الوراہ ہوتے ہیں۔ کسی بھی طرح چھپائے چھپ نہیں سکتے۔ خیرات  
 کی خیر کی بو سے غنچے مہک اٹھتے ہیں۔ ماشاء اللہ!

خیر کا عروج جب معراج کو پہنچا، بیٹے تک دے دیے۔ اہل کرم اسے خیرات  
 کہتے ہیں۔

اللہ کے کرم کا کاسہ بھرنا، اہل کرم کی وہ عادت ہے جو کبھی نہیں بدلی۔

کرم نے کبھی کسی سائل کو خالی نہیں موڑا!

کرم ان ہی کے گھر میں اترا

ان ہی کو دراشت میں ملا

خصوصی عنایت .... ان کی فطرت

سد اسائل کے انتظار میں رہے

کب آئے .... کب دیں!

صدر، سربراہ، وزیر اعظم، خلیفہ، بادشاہ ہی کے مختلف نام ہیں۔ وہ بھی کیا دور

تھا کہ مسلمانوں کی عظیم مملکت کے امیر مولا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ اپنے اور اپنے

اہل و عیال کے کھانے کے لیے ایک یہودی کے باغ میں نلایٰ کیا کرتے تھے۔ شام کو جب روزی کما کر لاتے، اگر کوئی سائل دروازے پہ دستک دیتا، اسے دے دیتے۔ خود پانی پی کر لیٹ جاتے اور یہ روز ہوتا۔ آپؐ کسی بھی سائل کو کبھی خالی نہ لوٹاتے۔

ایک سائل نے سوال کیا کہ اسے ایک لڑکا دے دیں۔

آپؐ نے دونوں دے دیے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کی ساری داستان میں کوئی بھی واقعہ ایسا نہیں ملتا کہ کسی بادشاہ نے اپنے کھانے کے لیے کسی کے باغ میں نلایٰ کی ہو اور یہ بھی کبھی نہیں سنا کہ اللہ کے نام پہ کسی نے کسی کو بیٹے دیے ہوں اور پھر وہ بھی حسن و حسینؑ جیسے۔

فقر فقرِ حیدریؑ کا مقلد ہوتا ہے، اور کسی اور کی تقلید اس پہ لاگو نہیں۔

یہ تقلید مدت سے اور شدت سے کرم کی منتظر ہے یا اکرم الاکرمین!

اس کے بنا فقر سجتا نہیں اور پھبتا نہیں۔

”لو۔ مسکین کو دو“ فقرِ حیدریؑ کی قدیم رسم ہے۔

فتوحات کو پیٹ میں نہ سمیٹ۔

کھلانا .... کھانے سے افضل۔

صدقات و خیرات مساکین کے لیے لی جاتی ہیں، جمع کرنے کے لیے نہیں۔

اگر لیتے ہی تقسیم کر دی جاتیں، کسی وقف کا کوئی وجود نہ ہوتا۔

جمع منع تھیں، اگر جمع نہ ہوتیں، صدقات و خیرات کا نور کیا کیا برکات لاتا!

لینے والے اتنے ہوتے ہیں اور اتنے ہیں کہ حد و حساب سے بالا۔

دمڑی دمڑی بھی دیں، کم ہے۔

علی کے نام یہ خیرات ہوتی ہے

خیرات کی تقسیم میں غل مت کر۔

دنیا و دین و آخرت کی ہر شے خیرات ہو

علی نے دی، علی کو دے دی۔

یا علی یا علی یا علی یا کریم العفو یا خیر النصیر

علی کی خیرات کا بازہ شب و روز بیٹا اور لٹتا رہے۔ یہی خیرات کا مدعا و مفہوم

ہے۔

اللہ کے اسماء الحسنیٰ میں سے ایک نام ”علی“ ہے

سبحان ربی العلی الاعلیٰ الوہاب۔

میرے رب کے پیشمار نام ہیں،

عظیم و علی دو برتر

جو رکوع و سجود میں پڑھے جاتے ہیں۔

و هو العلی العظیم ط (البقرہ: ۲۵۵)

بس وہی ایک بزرگ و برتر ذات ہے۔

نہ میرا مال ہے نہ تیرا .... اللہ کا ہے

اللہ کی راہ میں جی بھر کر لٹا

دن کا مال رات کو اور رات کا صبح سے پہلے تقسیم ہو اور ضرور ہو۔

الہی اموال میں غل کا نام تک نہیں ہوتا۔



تیرے ہاتھ سدا کھلے رہیں، کبھی بند نہ ہوں اور قاسم الخیرات الحسنہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خیرات کا بازہ شب و روز بٹنار ہے اور قاسم کے پاس تقسیم کے لیے کوئی شے باقی نہیں رہتی۔

یہ ماندہ لذیذ ترین من و سلوی ہے، ہر کس و نا کس کو کیوں لٹائے جا رہے ہو؟ اس دسترخوان کی کوئی بھی چیز میری نہیں، اُن ہی کی عنایت کردہ ہے۔ اُن کی تقسیم میں محل نہیں ہوتا، ہر کسی کے لیے عام ہوتی ہے۔ جب تک سب سیر نہیں ہوتے، دسترخوان پھھا رہتا ہے۔ بھوکے رکھنا اس دسترخوان کا دستور ہی نہیں اور اُن کی شان ہی نہیں۔

دین کی سیاست .... فرقہ واری

دنیا کی سیاست .... ملوکیت

خلافت ہر دوسے نالال۔

مساوات .... عین اسلام

خلفائے راشدین نے پورا نمونہ دیا پر علیؑ نے تو حد کر دی!

آئے علی تو حکمت کی کایا پلٹ گئی

تاریخ آ کے اُن کے درِ دولت پہ لٹ گئی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں حکمت کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ۔

کھٹکھا .... کھولا جائے گا۔

حکمت مسافرانہ اور فقیرانہ زندگی ہوتی ہے۔

حکمت میں فضولیات کا باب نہیں ہوتا۔

قرآنِ حکیم ..... علم و حکمت کا مخزن۔

قرآنِ کریم اور سنتِ مطہرہ کا عمل .... علم و حکمت کا دروازہ

باقی .... خرافات۔

حکمت کی فہرست میں زینت کا کوئی باب نہیں ہوتا،

قرآنِ حکیم ہی کی زینت کا باب ہوتا ہے۔

خلفائے راشدینؓ تمام فقر کے مقام کے تاجدار اور امام تھے مگر

مولائے علی کرم اللہ وجہہ اور مولائے حسین علیہ السلام کو فقر کا بلند اور ارفع مقام

حاصل ہے۔

مولائے علی کرم اللہ وجہہ کے بعد پھر کبھی کبھی کسی پہ یہ عنایت نہ ہوئی اور اگر

ہوئی تو کبھی کبھی اور کہیں کہیں ہوئی۔

مولائے علی کرم اللہ وجہہ فقر کے مظہر ہیں۔

فقر الی اللہ .... ستر ہزار سنن کی اتباع ماشاء اللہ!

مبارکاً مکرماً مشرفاً۔

اہل فقر .... کونین کی آبرو ماشاء اللہ!

کلیاتِ فقر کا خلاصہ چند معروف اسباق پہ مشتمل واللہ باللہ تاللہ ماشاء اللہ!

فقر حیدریؓ چیست؟ فقر حیدری کیا ہے؟

حضور اقدس و اکمل و اکرم و اطیب و اطہر طہ لیس منزل مدثر روحی فداہ ﷺ

کے فرمانِ اقدس حدیثِ نبوی ﷺ کی اتباع تام سے جو حال وارد ہوتا ہے،

فقرِ حیدریؑ ہے۔ کسی اور طرح یہ حال جو فقرِ حیدریؑ کے نام سے منسوب ہے، کبھی پیدا نہیں ہو سکتا اور نہ ہی کبھی وارد ہو سکتا ہے۔ واللہ باللہ تالہ! قرآن کی حقیقتِ سنتِ رسول اللہ ﷺ اور سنتِ نبوی ﷺ کی حقیقت فقرِ حیدریؑ ہے۔

بھنگ پی کر بھنگو مارنا فقرِ حیدریؑ نہیں، فقرِ حیدریؑ کی توہین ہے۔ سنتِ نبوی ﷺ کی کامل اتباعِ فقرِ حیدریؑ ہے۔ اللہ کی قسم، اے جانِ من! سنتِ نبوی ﷺ کی کامل اتباع ہی فقرِ حیدریؑ ہے۔

یہ محل یہ ذخیرے، یہ تفریحیں، یہ تقریبیں سنتِ نبوی ﷺ کی اتباع نہیں، صریح خلافِ درزی ہے۔

میرے آقا و جی فدائے ﷺ کی پسند ترین سنتِ مؤکدہ .... سادگی۔ حضور اقدس ﷺ نے ساری عمر کھجور کی چٹائی پہ گزاری اور کبھی بھی پیٹ بھر کر کھانا نہ کھایا، نہ ہی کبھی کوئی فاخرہ لباس پہنا اور یہ ترکِ سنتِ مؤکدہ ہے جس پہ کہ ہم میں سے کسی کو بھی گزر نہیں۔

کسی نے تیرے کسی پیراہن کو کبھی پیوند لگے نہیں دیکھا، حالانکہ یہ سنتِ مؤکدہ ہے۔

تیرے گھر میں کبھی فاقہ نہیں ہوا  
کھانے پینے کے انبار لگے پڑے ہیں  
عیش و عشرت کی جو بھی شے دنیا میں ہے، تیرے گھر میں ہے اور تو اس سے

شرماتا نہیں، مزید کثرت کا متمنی۔

طریقت دنیا کی ناداری کا اصطلاحی نام ہے اور تیری دنیا میں سب کچھ ہے،  
طریقت نہیں یہاں تک کہ بُو بھی نہیں۔

جس دنیا کو طریقت نے ملعون و مردار قرار دیا ہے، تیرے گھر کی ملکہ ہے۔

یہ بندہ ان مضامین میں اپنے ہی نفس سے ہمکلام ہے۔

ہمارے چولھے چوپیس گھنٹے ہمارے لیے گرم رہتے ہیں پھر بھی ہم کبھی سیر  
نہیں ہوتے نہ ہی کبھی شکر کرتے ہیں حالانکہ بعض دفعہ پورا ماہ گزر جاتا اور حضور  
اقدس ﷺ کے گھر کسی بھی دن آگ نہ جلتی۔

○ يَا أُولَ الْأَوَّلِينَ وَيَا آخِرَ الْآخِرِينَ وَيَا ذَا الْقُوَّةِ الْمَتِينِ

○ وَيَا رَاحِمَ الْمَسْكِينِ وَيَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ ○

اے پہلوں سے پہلے اور اے بعد میں آنے والوں کے پیچھے اور اے مضبوط  
قوت والے اور اے مسکینوں پر رحم کرنے والے اور اے رحم کرنے والوں میں سے  
سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

حضرت سوید بن غفلہؓ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ  
کو تنگی پیش آئی تو انھوں نے حضرت فاطمہ الزہراءؑ سے کہا اگر تم حضور اقدس ﷺ  
کے ہاں جاؤ اور ان سے سوال کرو تو کتنا اچھا ہو۔

پس وہ آئیں اور حضور اقدس ﷺ کے پاس اس وقت ام ایمنؓ تھیں۔ پس  
حضرت فاطمہ الزہراءؑ نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے ام ایمنؓ سے فرمایا  
کہ یہ کھٹکھٹانا فاطمہ الزہراءؑ کا ہے۔ وہ ہمارے پاس ایسے وقت آئی ہے کہ ایسے وقت اسے

آنے کی عادت نہیں ہے۔

پس حضرت فاطمہ الزہراءؑ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ!

یہ فرشتے ہیں جن کا کھانا تھلیل و تسبیح و تحمید ہے، ہمارا کھانا کیا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا

ہے، آلِ محمد ﷺ کے گھر میں تیس دنوں سے آگ نہیں جلی اور ہمارے پاس بحریاں

آئی ہیں اگر تم کو توپانچ بحریوں کا تمہارے لیے حکم دے دوں اور اگر تم چاہو تو پانچ ایسے

کلمات سکھا دوں جو حضرت جبریل علیہ السلام نے مجھے سکھائے ہیں۔

حضرت فاطمہ الزہراءؑ نے عرض کیا کہ مجھے وہ پانچ کلمات سکھا دیں جو

حضرت جبریلؑ نے آپ کو دکھائے ہیں

آپ نے فرمایا کہو یا اول الاولین ..... الخ

پس وہ (حضرت فاطمہ الزہراءؑ) چلی گئیں اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ

وجہ کے پاس پہنچیں۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ نے فرمایا کیا کچھ لے کر آئی

ہو؟

حضرت فاطمہ الزہراءؑ نے فرمایا:

میں تمہارے یہاں سے دنیا لینے گئی تھی اور آخرت لے کر آئی ہوں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا:

یہ تیرا بہترین دین ہے

(کنز العمال کتاب العمل بالسنن ج ۳ ص ۲۲-۲۳)

یہ تھا حیدری فقرہ

اس پہ کسی کو بھی گزر نہیں اور  
 اُن کے سوا کسی بھی اور کو عنایت نہ ہوا  
 دین و دنیا و آخرت کا مایہ ناز سرمایہ : ناداری  
 ناداری کا مطلب یہ ہے اگر دنیا بھر کے خزانے بھی کسی طالبِ طریقت کو  
 عنایت کیے جائیں تو اسی وقت حاجت مندوں میں تقسیم کر کے دَم لے اور پرندوں کی  
 طرح کھانے پینے کے سوا کوئی بھی شے کل کے لیے جمع کر کے نہ رکھے۔  
 یہی ناداری فقر کی میراث، رب کا فضلِ عظیم اور الہی احسان و کرم کی حد  
 ہوتی ہے۔

ناداری کی لذت کسی نادار سے پوچھو۔  
 ناداری .... عین مالداری۔  
 طریقت نے دنیا کی کوئی بھی شے کسی سے کبھی چھپا کر نہ رکھی، مَن و عَن پیش  
 کر دی۔

یہ ناداری نہیں، فضلِ ربی ہے  
 دین دار سرمایہ دار نہیں ہو سکتا۔ کبھی نہیں ہو سکتا۔ سرمایہ دین کی ضد ہے۔  
 دین دار کسی بھی چیز کی طمع نہیں کرتے اور نہ ہی کسی چیز کو جمع کیا کرتے ہیں۔ جس  
 راستے سے جو چیز آیا کرتی ہے، اسے اسی راستے لوٹا دیا کرتے ہیں  
 آوے جاوے ہر دے لیکھے  
 سائیں کھڑا تماشا دیکھے

تیرے وہ پُر اُسر اہندے جو تیری دنیا میں مسافروں کی طرح رہتے مُردوں کی طرح جیتے اور مُردوں کی طرح مرتے، جن کی نظروں میں تیری دنیا کی کوئی بھی شے اور کوئی بھی منصب مطلق نہ چچتا، آج کہیں نظر نہیں آتے۔ نہ معلوم کدھر چھپ گئے! کیا تیری دنیا کو آج ان کی ضرورت نہیں؟ ان کے بغیر بزمِ کونین میں کوئی رونق نہیں۔ سناٹا چھایا ہوا ہے۔ مردنی بھی کہیں تو بے جا نہیں۔

ان کی ادائیں اور وفائیں آج تک قوموں کو یاد ہیں۔ تیری تاریخ کے وہ شاہ نشیں ستارے آج کیوں کسی افق پہ روشن نہیں؟ چھپ تو نہیں گئے؟ ان کے بغیر زندگی میں کوئی کیف نہیں، ایک جمود طاری ہے۔ ہجرت اور جہادِ مومن کی وہ شان ہوتی ہے جو تادمِ آخر جاری رہتی ہے۔ تیری راہ میں تیرے لیے لڑنا اور مرنا کوئی معمولی بات ہے؟ عنایت کی حد ہے ماشاء اللہ!

غزوہ بدر اور

اصحابِ صفہ (رضی اللہ عنہم)

اسلام کے وہ مایہ ناز نمونے ہیں جو رہتی دنیا تک زندہ اور قائم رہیں گے۔ غزوہ بدر کی بدولت اسلام پہ جہانبانی کی تمام ادائیں چھائیں اور اصحابِ صفہ نے فقر کو بدمی تمکنت بخشی۔

جہانبانی .... سارے جہان کے لیے رحمت اور  
فقر ..... سارے جہان کا پردہ پوش

قرونِ اولیٰ کی تمکنت کاراز .... ذکرِ دوام

اور فقر کا کمال .... ترکِ تام

تن و من میں ذکر کے سوا، تل تک دھرنے کو جگہ باقی نہ ہو  
اہلِ ذکر کی اصطلاح میں اسے ذکرِ دوام کہتے ہیں۔

قرآن کریم و حکیم و مجید اور میرے آثار و جی فداہ ﷺ کی سنتِ مطہرہ کی  
اتباع کا اصطلاحی نام تصوف ہے اور تصوف میں ذکرِ دوام اور ترکِ تام کے سوا کچھ بھی  
نہیں ہوتا۔

ف : ترکِ تام سے مراد ہر اس قول و فعل کو ترک کرنا ہے جو اللہ اور اس کے  
رسول کریم ﷺ کو ناپسند ہو۔

○ ترجمہ :

اے اہلِ ایمان! اللہ کا بہت ذکر کیا کرو اور صبح و شام اسکی پاکی بیان کرتے رہو۔  
(القرآن)

○ حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے پوچھا  
گیا قیامت کے دن اللہ کے نزدیک کون سا بندہ درجہ میں افضل وارفع ہوگا؟

آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کو بہت زیادہ یاد کرنے والے۔ پھر پوچھا گیا یا رسول  
اللہ ﷺ! ذکرِ الہی کرنے والا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے سے بھی افضل ہے؟  
آپ ﷺ نے فرمایا اگر (جہاد کرنے والا) اپنی تلوار کافروں اور مشرکوں میں چلائے  
یہاں تک کہ اسکی تلوار ٹوٹ جائے اور خود وہ (یعنی جہاد کرنے والا) یا تلوار خون سے  
رنگین ہو جائے (یعنی شہید ہو جائے) پھر بھی اللہ کا ذکر کرنے والے اس سے درجہ میں

بڑے ہیں۔ (جامع ترمذی جلد ۲، ص: ۱۷۴)



ذکرِ دوام پہ استقامت..... جہادِ اکبر  
 ترکِ تام..... اصحابِ صفہ کا فقر  
 سارے دین کا منظر  
 یہی عین کرامت۔

ذکرِ دوام وہ ہے جو ایک بار جاری ہو کر  
 قبر تک پوری آب و تاب سے جاری رہے  
 دم بھر کے لیے بھی بند نہ ہو۔

اہلِ ذکر ہر ذکر کو آخری ذکر تصور کیا کرتے ہیں، اسی لیے کوئی بھی دم ذکر سے  
 خالی جانے نہیں دیتے۔

نفسِ کُشی کے صرف دو ہی مقام ہیں  
 رات کو جاگنا اور

دن کو خاموش رہنا الا بذكر الله۔  
 خلافت کی شرطِ اولین..... ذکرِ الہی  
 جملہ علائق ..... منقطع

یادِ حق ..... قائم و دائم

خليفة ..... طریقت کا منتہی

خلافتِ طریقت کے گرد گھوما کرتی ہے اور امورِ خلافت کی پاسبانی کیا کرتی

ہے۔

فقر کی خلافت نامزد نہیں ہوتی، بنی بنائی ہوتی ہے۔ ازلی حال کی امین

ہوتی ہے اور کوئی قال اسے بدلنے پہ قدرت نہیں رکھتا۔  
 خلیفہ وہ ہے جو اپنی خلافت کی کوئی بھی شے اور کوئی بھی وقت کبھی ضائع نہ  
 کرے اور نہ کسی اور کو کرنے دے یہاں تک کہ پانی کی بوند تک بھی۔  
 فقر کی خلافت لوہے کے چنے چبانے اور کانٹوں کا بھوننا ہوتی ہے۔  
 خلافت بازیچہٴ اطفال نہیں، اہم ترین امور کا اکھاڑا ہوتا ہے۔ جس پہ تو  
 پھولے نہیں سماتا، کانٹوں کا بستر ہے۔  
 سترِ خلفایک زبان ہو کر بولے : اگر انہیں ذمہ داریوں کا پہلے اندازہ ہوتا،  
 جیتے جی کسی بھی قیمت پہ اسے کبھی قبول نہ کرتے یہاں تک کہ کسی کا پانڈی تک بنا قبول کر  
 لیتے۔

فقر کے خلفاء نامزد نہیں کیے جاتے، ازلی ہوتے ہیں اور بنے بنائے ہوتے  
 ہیں

حق حق حق ہو ہو ہو  
 ہمارا انتخاب چنے ہوئے بندوں کی طرح ہوتا ہے، بچوں کی طرح نہیں۔  
 چنے ہوئے بندوں کی کوئی بھی بات ناپسند نہیں ہوتی۔ عام فہم، افراط و تفریط  
 سے مبرا۔  
 یہی دین کی تبلیغ ہے۔

○ وانا اختر تک فاستمع لما یوحی (طہ ۱۳)  
 اور میں نے تم کو (اپنے کام کیلئے) انتخاب کر لیا ہے تو جو حکم دیا جائے، سنو۔  
 واذکر اسم ربک وتبتل الیہ تبتیلا ط یہ غور کر اور اپنے رب کے

ذکر میں محو ہو کر ماسوا سے منقطع ہو بے شک انقطاع تام، وصلِ دوام ہے!

ذکر کا بلند ترین مقام..... محویت

أحد کی احدیت میں گم ہونے کا اصطلاحی نام محویت ہے۔

أحد میں محو ہو کر محویت کہلائی۔

خیال جب ذکرِ الہی میں محو ہوا، بلند ہوا۔

محویت..... ذکرِ الہی کی جان۔

ذکرِ الہی کا مقام دل میں ہوتا ہے اور دل ہی میں مقیم ہو کر ذکر کی مجلس قائم

ہوتی ہے اور ایسی ہوتی ہے کہ پھر کبھی برخاست نہیں ہوتی، رہتی دنیا تک قائم و دائم

رہتی ہے۔

کھا

پی

پین

ذکر جوں کا توں جاری رہے

ہر کام اور ہر کلام ذکر ہی کیلئے ہو

ذکر سے اطمینان اور اطمینان سے غنا پیدا ہوتا ہے اور غنا ہی آدمیت و انسانیت

و بشریت کی عزت و آبرو ہے۔

جس دل کو غنا سے بھر دیتا ہے، پھر اللہ کے سوا کوئی بھی شے اس دل میں نہ آ

سکتی ہے نہ سما سکتی ہے اور یہ اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے ماشاء اللہ!

غنا جب غنی کے دل سے دلستہ ہوا .... ماسوا سے بے نیاز ہوا، مستغنی ہوا اور

شکمش دہر سے آزاد ہوا اور شاد ہوا۔

غنی جس بندے کے دل میں ڈیرا جمالیتا ہے، کون و مکان کی ہر شے سے مستغنی کر دیتا ہے ورنہ کسی اور طرح کوئی بندہ کسی چھوٹی سے چھوٹی چیز سے بھی کبھی مستغنی نہیں ہو سکتا۔

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آدم کے بیٹے! تو میری عبادت کیلئے اپنے دل کو اچھی طرح مطمئن اور فارغ کر لے، میں تیرے دل میں غنا (بے پروائی) بھر دوں گا اور فقر و احتیاج کے سوراخوں کو بند کر دوں گا۔ اگر تو ایسا نہ کرے گا تو میں تیرے ہاتھوں کو (دنیا کے) مشاغل سے بھر دوں گا اور تیرے فقر و افلاس کے سوراخوں کو بھی بند نہ کروں گا۔

(ابن ماجہ۔ احمد)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا غنا (دولتمندی) اسباب و سامان کی کثرت پر نہیں ہے بلکہ (حقیقی) غنا دل کی دولتتمندی (سے) ہے۔

(بخاری و مسلم)

سلطان ابراہیم ادھمؒ ایک لقمہ و دق جنگل میں شکار کیلئے تشریف لے گئے۔ انھیں ایک پرانا قلعہ نظر پڑا۔ آپؒ اس کے اندر داخل ہوئے تو ایک طرف چند اینٹوں کا ایک بے ترتیب سا ڈھیر دیکھا۔ آپؒ نے ان اینٹوں کو جب اٹھایا تو دیکھا کہ وہاں ایک خزانہ مدفون ہے۔ آپؒ نے سوچا اسے کسی غریب آدمی کو دے دیا جائے۔ آپؒ باہر تشریف لائے تو دیکھا قریب ہی ایک آدمی لکڑیاں اکٹھی کر رہا ہے۔ آپؒ نے اسے آواز

دی کہ میرے ساتھ چل، میں تجھے ایک خزانے کا پتہ بتاتا ہوں، اسے اٹھا کر گھر لے جا اور آرام و راحت سے زندگی بسر کر۔

بوڑھے لکڑہارے نے جواب دیا ”بادشاہو! اس خزانے کو آپ ہی اپنے گھر لے جاؤ، اسکی آپ ہی کو ضرورت ہوگی، مجھے اسکی کوئی ضرورت نہیں۔ اسے میں چین سے دیکھتا چلا آ رہا ہوں“

یہ سن کر سلطان ابراہیم ادھمؒ ملخی بڑے ہی نادم ہوئے۔ شرم کے مارے پانی پانی ہو گئے۔ آنکھیں نیچی کر لیں۔ سوچنے لگے :

”آج ایک لکڑہارا مجھ سے بازی لے گیا۔ حقیقت میں یہ لکڑہارا بادشاہ ہے اور میں بادشاہ ہوتے ہوئے بھی حرص ہی کا غلام ہوں“

جوں جوں آپ غور کرتے گئے اسرار و رموز منکشف ہوتے گئے اور بہت سی سبق آموز اور عبرت انگیز باتیں ظہور پذیر ہوئیں جو بالآخر آپ کے ترکِ سلطنت کا باعث بنیں۔

جس دل میں کسی بھی شے کی طلب و تمنا نہیں ہوتی، نہ ہی کسی کے خلاف بغض و عناد ہوتا ہے، کینہ و کدورت سے پاک ہوتا ہے اور کون و مکان کی ہر شے سے، ظاہری ہو یا باطنی، مستغنی و بے نیاز ہوتا ہے۔ ہر حال میں، قبض ہو یا بسط، اللہ ہی کی طرف اور اللہ ہی کے کاموں میں محدود و منہمک رہتا ہے۔ نہ کسی بات پہ خوش ہوتا ہے نہ مغموم۔ حسد، حرص اور تکبر سے مطہر ہوتا ہے ماشاء اللہ!

ایسا دل عام نہیں ہوتا، اللہ کے خاص تعلق والے بندوں کے دلوں میں سے ایک دل ہوتا ہے ... راحت و لذت و زینت و شہرت سے بے نیاز دل۔ ماشاء اللہ!

○ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ مخلوق میں تین سو بندے اللہ کے خاص تعلق والے ہوتے ہیں جن کے دل حضرت آدم علیہ السلام کے دل کے مناسب ہوتے ہیں اور چالیس وہ ہوتے ہیں جن کے دل حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل کے مناسب ہوتے ہیں اور سات ایسے ہوتے ہیں جن کے دل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل کے مناسب ہوتے ہیں اور پانچ ایسے ہوتے ہیں جن کے دل حضرت جبرائیلؑ کے مناسب ہوتے ہیں اور تین ایسے ہوتے ہیں جن کے دل حضرت میکائیلؑ کے مناسب ہوتے ہیں اور اللہ کی مخلوق میں ایک بندہ ایسا ہوتا ہے جس کا دل حضرت اسرافیلؑ کے دل کے مناسب ہوتا ہے جب یہ ایک فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں تین میں سے ایک چن لیتا ہے اور جب تین میں سے ایک مر جائے تو اسکی جگہ پانچ میں سے ایک داخل کیا جاتا ہے اور جب پانچ میں سے ایک مر جائے تو اسکی جگہ سات میں سے ایک داخل کیا جاتا ہے اور جب سات میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اسکی جگہ چالیس میں سے ایک داخل کیا جاتا ہے اور جب چالیس میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اسکی جگہ تین سو میں سے ایک داخل کیا جاتا ہے اور جب تین سو میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اسکی جگہ عام لوگوں میں سے ایک شامل کیا جاتا ہے پس ان کے سبب اللہ تعالیٰ زندگی، موت، بارش، پیدوار دیتا ہے اور مصیبتیں دور کرتا ہے۔

یہ روایت حضرت ابن مسعودؓ سے ہے۔

(اسے ابی نعیمؒ نے حلیہ میں اور ابن عساکرؒ نے روایت کیا ہے۔)

(کنز العمال جلد ششم صفحہ ۲۳۹ شمارہ ۳۲۵۳)

اللہ کے چُنے ہوئے بندوں کی تعداد ہمیشہ قائم رہتی ہے اور جب کوئی فوت ہو جاتا ہے تو اسی تعداد میں سے ترقی کر کے اسکی جگہ کو پورا کر دیا جاتا ہے پھر اللہ اپنی ساری خدائی میں سے کسی ایک خوش نصیب بندے کو تین سو کی کمی کو پورا کرنے کیلئے چنتا ہے اللہ اللہ! ماشاء اللہ!

ان بندوں کی شکلیں تو ہم ہی سی ہوتی ہیں، دل ہمارے جیسے نہیں ہوتے اور انسانیت کی ہر شے دل کے حال پہ موقوف ہے، شکل و صورت پہ نہیں۔

سینہ جب کدورت سے کلیتاً پاک ہو جاتا ہے، نزل ہو جاتا ہے۔ پانی کی طرح صاف اور شیشے کی طرح شفاف ہو جاتا ہے اور شیشے میں ہر شے دکھائی دیا کرتی ہے۔

دل جب کدورت سے پاک ہوا، اشرف المخلوقات ہوا۔ اور مخلوق میں ہر مخلوق شامل ہے .... نوری ہو یا ناری، خاکی ہو یا آبی۔

چُنے ہوئے بندے مادر زاد ہوتے ہیں اور فطرت کے مقلد۔

○ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلة

(سورة المائدة: آیت ۳۵)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اس کا قرب حاصل کرنے کا وسیلہ تلاش کرتے رہو!

اللہ کی تلاش میں نکلا تھا، علاء الدین کو پایا۔

دیوانہ تھا، مستانہ بنا۔

بحرِ علوم کے ذخائر کھلے۔ عجائب و غرائب نچے ملے۔ قدرتی نظام نے

آغوشِ واکے۔ تیری بقاء کی چادر سدا تنی رہی۔

- ☆ کتاب العمل بالسنتہ المعروف ترتیب شریف
- ☆ مکشوفات منازل احسان
- ☆ اسماء النبی الکریم ﷺ اور
- ☆ مقالاتِ حکمت

تیری عنایاتِ بے پایاں ہیں۔ اعجاز بھی کہیں تو بے جا نہیں۔  
 تاریخ شاہد ہے ہمہ کسی مقبول ہمدے سے مل کر ہی واصل باللہ ہوتا ہے،  
 ورق گردانی سے نہیں۔ شاہد و مشہود ضامن ہوتے ہیں واللہ باللہ تاللہ ماشاء اللہ!  
 اللہ سے ملانے والا واصل باللہ ہوتا ہے، مشرک نہیں!  
 اللہ کی راہ میں نکلا تھا،  
 اللہ ہی کو پایا۔  
 پیٹھ اللہ حق ہے،  
 کبھی ناحق نہیں کرتا۔

○

صرف یہ یاد ہے اور یہ ناز ہے کہ بچپن میں مجھے احرام باندھا اور یہ حق الیقین  
 ہے کہ احرام کبھی باطل نہیں ہوتا۔  
 سترہ سالہ بچپن میں احرام باندھ کر سجدہ کیا۔ پھر اپنی کتاب پڑھی اور ہستی دہر  
 کی سیر پہ گامزن ہوا۔

صدی گزرنے پہ آئی، قصد اور عزم جوں کاتوں۔  
 پوری آن دشان سے کمر بند رہا۔ بچکولے اسے اکھاڑ نہ سکے۔



موجیں اٹھیں، گرداب سے ہمکنار ہوئیں..... جوشِ عمل فنا نہ ہو۔  
یہی ابتدا تھی، یہی انتہا۔

انتہاپا کر مسافر نے ایڑ لگائی۔ سفر پہ گامزن ہو اور کسے جا رہا تھا: حوادث اسے  
زیر نہ کر سکے۔ سرنگوں ہوئے اور افسردہ۔ سمندر تیرے عمل کی کتاب کو ڈبو نہ سکا۔  
پھر پھر اکر، ساری کائنات کو دیکھ کر جہاں آنا تھا، آگیا۔  
احرامِ دو اصول پہ مبنی:

☆ دنیا سے بے رغبت

☆ رب کی طرف راغب

میرے مخدوم الوریاء نے اس دنیا میں کیا دیکھا؟ کچھ بھی نہیں۔ گولر کھا کر  
زندگی گزار دی۔ مجھے دنیا کی ایک ایک چیز کر کے دکھائی، جی بھر کر دکھائی۔ عجیب و  
غریب مشاہدات ہوئے۔ پھر اصول مرتب کر کے مقالاتِ حکمت سے سرفرازی  
بخشی۔ عین حکمت نہیں تو کیا ہے؟

یہ زندگی انشاء اللہ تعالیٰ اس اصول پہ کار بند رہے گی۔

مقالاتِ حکمت:

جو انہوں نے بتائے یا پسند فرمائے

”مقالات“ کہلاتے ہیں۔

ناظمِ کائنات نے انسانیت کی رُشد و ہدایت کا کام بعد از انبیاء اپنی درگاہ کے  
فقیروں کے سپرد کیا۔ ان کے دم قدم سے ہر جا روشنی ہوئی۔ دلوں کی دنیا آباد ہوئی اور  
روح و نفس و قلب و جسد میں نکھار۔ انہی کی وجہ سے خیالاتِ فاسدہ کی بیڑیاں کٹیں  
اور انسان لامکان کی بلند یوں تک پہنچا۔ ماشاء اللہ!

○ ترجمہ :

اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائے اور اچھے کاموں کا حکم دے اور برے کاموں سے منع کرے، یہی لوگ ہیں جو نجات پانے والے ہیں۔ (القرآن)

فقر و سببِ المشرب اور وسیع المسکک ہوتا ہے۔ محدود نہیں، لامحدود ہوتا ہے۔

ایک محفل میں سوال کیا گیا

اللہ کے مقبول بندے کی پہچان کیا ہے؟

حاضرین میں سے ایک نے جواب دیا :

جو کسی بھی میر و سلطان سے کوئی واسطہ نہ رکھے اور دنیا و مافیہا کی ہر شے سے

کلیتاً مستغنی و بے نیاز ہو۔

دوسرے نے کہا :

جو اپنے مطلوب و مقصود کے سوا ہر کسی کو بھول جائے۔

تیسرے نے کہا :

جو ہمہ وقت ذکرِ الہی میں مستغرق رہے۔

چوتھے نے تفصیلاً بتایا :

جو اللہ کی ربوبیت کا منظر ہو اور سنتِ مطہرہ کے عین مطابق ایک مسافر کی

طرح زندگی گزارے۔ کل کے لیے کوئی شے چاکر نہ رکھے۔ ہر شے مخلوق کی طرف

سے مخلوق میں تقسیم کر دے۔ اس کی ذات سے عام لوگ فیض پائیں اور اس کے در

سے لنگر جاری ہو۔

لنگر میں صرف کھانا ہی شامل نہیں ہوتا یہ ماروں کو شفا ملتی ہے، مفلس و نادار کی فریاد رسی ہوتی ہے، گمراہ ہدایت پاتے ہیں، انسانیت دو الیتی ہے اور طالبانِ حق کو راہِ خدا ملتی ہے .... یہ وہ لنگر ہے جو سد اجاری رہتا ہے۔

ماشاء اللہ چاروں نے اپنے اپنے حال کے مطابق سچ کہا۔

پیر ہو یا فقیر خانقاہی نظام کا متحمل نہیں ہوتا الا باذن اللہ۔

خانقاہی نظام ..... فقر کا فخر

الفقر فخری والفقیر منی

یہ بندہ ہر اہل فقر کی غلامی کو اپنی سعادت سمجھتا ہے۔ اہل فقر عموماً گناہ ہوتے

ہیں، کسی بھی ہستی میں شمار نہیں ہوتے۔ ظاہر میں دنیا دار، حقیقتاً پُر اسرار۔

دیکھے اور خوب دیکھے۔ سر بازار دیکھے .... اور ہم وہ نہیں۔

○ حضرت عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو فرماتے

سنا تھا بے شک اللہ تعالیٰ ابرار، اتقیاء اور اخفیاء سے محبت کرتے ہیں۔

(یعنی جو نیک، پرہیزگار اور غیر معروف ہیں لوگ ان کے درجہ و مرتبہ سے

بے خبر ہیں مگر ان کا دل چراغ کی مانند روشن رہتا ہے)

(سنن ابن ماجہ ص ۳۱۳)

ترکِ فطرت ہے اور

فقر کی عظیمِ خصلت۔

ترکِ معصیت اور ترکِ فضولیات .... فقر کی بینِ علامات۔

فقر کو ترکہ میں ترک عنایت ہوتا ہے۔

فقر کی میزان میں ترک کا کوئی ہم پلہ نہیں،  
زہد و تقویٰ بھی نہیں۔

ترک عملاً زہد اور تقویٰ کی روح ہے۔

ایک برکت بھری مجلس میں ایک نے ایک سے پوچھا کہ ”مہاجر الی اللہ“ کسے

کہتے ہیں؟

جواب دیا کہ اللہ کا وہ بندہ جو اللہ کے فضل و کرم سے اپنے اللہ کیلئے اپنی جسمانی  
و نفسیاتی و روحانی لذات و جذبات و خواہشات کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے خیر باد کہا کرتا ہے....  
اور مہاجر الی اللہ کسی سامان کا پابند نہیں ہوتا، توکل علی اللہ کی راہ میں سفر  
کیا کرتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

متوکل علی اللہ وہ ہے جو توکل علی اللہ زندگی کا سفر کیا کرتا ہے، کسی  
بھی اسباب کا پابند نہیں ہوتا۔

وطن کا ترک کر دینا اگرچہ بڑی بات ہے، کوئی بات نہیں۔ لذات و خواہشات  
کا ترک کر دینا بہت بڑی بات ہے اور اللہ ہی کی توفیق و عنایت سے اللہ کے بندے  
لذات و شہوات و خواہشات کو ترک کیا کرتے ہیں۔

مال و اسباب کا تارک اگرچہ تارک گردانا جاتا ہے،  
اصل ترک معصیت سے اجتناب ہوتا ہے۔

بڑے میاں! کوئی مانے نہ مانے، فقر کے جملہ مقامات ترک ہی کے تابع

ہیں۔ بھانویں کچھ بھی نہ پڑھ، کچھ بھی نہ کر، کافی ہے۔

فَاعِلْم! ہر علم کے لیے ایک داعظ ہے،  
طریقت کے داعظ کا نام ترکِ تام ہے۔

ترکِ تام

جسمانی لطافت کا راز  
انسانی تخیل کی پرواز  
بشریت کی معراج  
جامہء فقر کی لاج  
حرفِ کُن کا رازِ داں  
عشق و رقت کا ترجمان  
جذب و جنون کا جام اور  
مستیءِ کیفِ دوام ہے

ترکِ تام.... آدمیت و انسانیت و بشریت کا بلند ترین اعزاز۔

مشاہدات پہ نہیں، فضلِ ربی کی وہی عنایت پہ موقوف۔

مبصر نے اوصافِ حمیدہ کی لغت کے ورق ورق پلٹے، اوڑک اس صفت پہ

قلم رکا کہ کائنات کی جمیع صفات کی اُم ترک ہے۔

ہر صفت اسی کی مرہونِ منت۔

ثابت قدم رہے تو یہی ہر صفت کا منبع۔ اور ترک کے ستر ہزار ایوان ہیں۔

استقامت نے کہا مر جبا،

حکمت نے اس کو مان لیا۔

ترک کے لغت میں صرف ایک ہی باب  
متروک بک کل حاجہ ہے اور  
یہ میرے آقا رومی فداہ علیہ السلام ہی کو لائق و سزاوار ہے۔

کھا

کھلا

چا کر مت رکھ

یہ بھی ترک کا ایک مایہ ناز باب ہے۔

ترک میں ستر ہزار احکام کی تقسیم ہے۔

دین دار دنیا کو چھوڑ کر پھولے نہیں سمایا کرتے۔

طریقت کی اصل ترک ہے

ترک لذت

ترک راحت

ترک زینت اور

ترک شہرت

تارک کے نزدیک کیارات کو سونا اور کیادن کو یونہی لانا ہوتا ہے! حاضر و ناظر کے

سامنے بھی بھلا کوئی سویا اور یولا کرتے ہیں؟ بالکل نہیں۔

فقرا مخلوق سے اللہ ہی کیلئے ملتے اور اللہ ہی لیے ہر کام کرتے ہیں،

میر و سلطان سے کوئی واسطہ نہیں رکھتے،

جیسے کہ ہوتے ہی نہیں۔

خاند بدوشوں کی طرح بے خانماں رہ کر زندگی کے قدرتی فیضان سے مشرف  
ہو کر پھولے نہیں سماتے۔

جو کام

جو کلام

جو بات

جو ملاقات

تیرے وہاں کام کی نہیں، یہاں مت کر اگرچہ راحت خیز ہو اور عزت آمیز ہو۔  
جو بھی شے ذکر و طاعت کے صیغہ میں شمار نہیں ہوتی اور جو بھی شے ذکر و  
طاعت کی راہ میں مغل ہو، کسی بھی انداز میں مغل ہو، ترک کی کتاب میں واجب الترتک  
ہے اگرچہ میر و سلطان کی محفل ہو۔

نقراً کے نزدیک حاضر و ناظر کی موجودگی میں کسی کی بھی رفاقت، میر ہو یا  
سلطان، حماقت شمار کی جاتی ہے۔

جب تک دور نہیں ہوتی، حضوری نہیں ہوتی۔

میر و سلطان سے دوری..... اصل حضوری۔

میر و سلطان کی محفل میں جو بھی بیٹھا،

ضمیر کو پشیمان کر کے اٹھا۔

میر و سلطان سے بے نیاز ہو ورنہ کیا تیرا زہد اور کیا تیرا تقویٰ!

اگر میر و سلطان سے بے نیاز نہیں، کوئی بے نیازی نہیں۔

اللہ کی مخلوق کی خدمت اللہ ہی کے حوالے ہوتی ہے، کسی میر و سلطان کے

بس میں نہیں۔

کسی دولت مند کو کسی خاطر میں مت لا  
تیرا رب اس سے کہیں دولت مند ہے۔  
فقر نے فقر کے کسی بھی مزاج کو کبھی گرنے نہیں دیا،  
ازل وابد قائم و دائم رکھا۔

ترک ان کی ایک امتیازی شان ہوتا اور وہ کسی بھی قیمت پہ کبھی اس شان کو  
گرنے نہ دیتے۔

بھگی کا کیا کھانا ہوتا ہوگا؟ تین ہزار برس سے بھی پہلے کی بات ہے کہ راجہ  
ہریش چندر نے شب دروز کھایا، اف تک نہ کی۔

حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد نے فقر الہی اللہ کی تعظیم کو ہمیشہ قائم رکھا  
ماشاء اللہ!

شیکسپیر نے بھی فقر کے ترک کے کئی ایک نمونے پیش کرنے کی جسارت  
کی لیکن ہریش چندر کومات نہ کر سکا۔ تاریخ نے اس کو تسلیم کیا ماشاء اللہ!

ایسے ہزاروں راجے بنے اور مٹے.... یہ تذکرہ کسی راجے کا نہیں، کسی خصلت  
کے کردار کے عملی نمونے کا تذکرہ ہے جو رہتی دنیا تک زندہ رہے گا ماشاء اللہ!

راجہ ہریش چندر کا ترک نامی گرامی تھا، فقر الہی اللہ نے ہر دور میں اس کومات  
کیا، ترک کے بلند ترین مقام کو کبھی گرنے نہ دیا۔ ترک میں بادشاہ و فقیر کی تمیز نہیں  
ہوتی، ہر دو پہ یکساں لاگو ہوتا ہے۔

آج کچھ نہیں تو کیا کبھی بھی کچھ نہ تھے؟



راجہ کے قول اور راجے کے ترک کو ہم ہی نے مات کیا تھا!

کسی ناپسند چیز کو ترک کر کے اترا، نہ کہ پچھتا۔

تارک ترک پہ کبھی نہیں پچھتاتا۔ جو پچھتایا، تارک نہیں مجبور ہے۔ کبھی

غلاظت کو دھو کر بھی کوئی پچھتایا؟

غلاظت کو دور کرنا روح و نفس دونوں کی راحت کا موجب ہوتا ہے۔

جس نے کسی چیز کی حقیقت سے واقف ہو کر ترک کی، کبھی نہیں پچھتایا۔

جو بھی شے نفع آور نہیں، معاون بھی نہیں واجب الترح ہوتی ہے اگرچہ

کوئی بھی ہو اور واجب الترح میں نفع کا نام تک نہیں ہوتا۔

ایسی مصروفیت جو کسی کے کسی بھی کام نہ آئے

الامان الامان الامان

جو کار کار آمد نہیں واجب الترح ہے۔

التفات..... ترک کے منافی

ترک أم الصفات ہے

ترک تام کامرکز راحت کدہ بننے لگا اللہ اللہ!!

جن چیزوں سے سختی سے روکا گیا، گھٹائیں بن کر چھانے لگیں!

غور سے سن! کان کھول کر سن!

ترک ہی کی بدولت مقامات تمکین الوریٰ ہوتے ہیں، محلات و باغات کی

بنا یہ نہیں۔

ترک کسی کو بھی کسی خاطر میں نہیں لاتا، توکل علی اللہ اپنا کام جیسے

بھی ہو، جاری رکھتا ہے۔

ترک کی تاریخ میں شاہ و گدا یکساں۔

ترک تارک کو پا کر ہی مطمئن ہو اور مسرور، کسی اور طرح نہیں۔

ترک : آدمیت و انسانیت و بشریت کا غازہ۔

تیرے وہ مقبول تارک آج کسی میدان میں کہیں نظر نہیں آتے۔ وہ تارک،

تیرے اسلام کے مایہ ناز سپوت، جس بھی شے کو ایک بار ترک کر دیتے، ہمیشہ کیلئے ختم

کر دیتے۔ پھر جیتے جی کبھی اس کے پاس تک نہ پھٹکتے۔ نام تک نہ لیتے۔ یہی ان کی آن اور

یہی ان کی شان تھی۔

کون کہتا ہے کہ وہ راہب تھے؟ ان کی زندگی رہبانیت تھی؟ وہی تو تھے

تیرے اسلام کے پکے اور سچے جانثار، پیروکار۔ کسی غیر ضروری مشغل میں کبھی مشغول

نہ ہوتے۔

اللہ کیلئے جیتے اور جیتے جی اپنے تئیں اللہ کے مقبول کاموں میں مصروف

رکھتے۔ معمولی کھانا کھاتے، سادہ لباس پہنتے اور کبھی حکیموں کے پاس نہ جاتے۔ اپنے

سارے وقت اور ساری صلاحیتوں کو اسلام ہی کیلئے وقف و قربان کر کے کشمکش دہر

سے نجات پاتے۔

اصح السیر محدثین نے مات ہی کر دیا!

حضرت امام اسمعیل بخاریؒ بیمار ہوئے، طبیب متحیر ہوا..... جس مریض

کا تم قادر وہ لائے ہو، اس نے چالیس سال سے سالن نہیں کھایا!

○ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

ابن آدم کا حق سوائے ان تین چیزوں کے اور کسی شے سے واپستہ نہیں۔

وہ گھر جس میں وہ رہے

وہ کپڑا جس سے وہ ستر پوشی کا کام لے

اور خشک روٹی و پانی

(عثمانؓ ترمذی)

ایک دفعہ حضرت امام بخاریؒ ہمارے ہوئے۔ آپ کا قارورہ طبیب کے پاس بھیجا گیا۔ طبیب نے عرض کیا:

”میں اس مریض کی عیادت کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ ایک ایسے مریض کا قارورہ ہے جس نے چالیس سال سے بغیر سالن کے روٹی کھائی ہوئی ہے“  
اس کے برعکس ہمارے دسترخوان پہ رنگارنگ کے کھانے اور سالن ہوتے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

آدم کے بیٹے کا ان چیزوں کے سوا کسی اور چیز پہ کوئی حق نہیں:

بغیر سالن کے روٹی

پانی

تن ڈھانپنے کیلئے کپڑا اور

رہنے کیلئے گھر

کیا ہم میں سے کسی کو بھی یہ مقام حاصل ہے؟

تیرے ایک وقت کے کھانے پہ ایک گھنٹہ لگتا ہے

جب کہ یہ دس منٹ کا کام ہے۔

تیرا کھانا بیساروں کی طرح ہوتا

اب بھینسے کی طرح!

پرنندوں کی چونچیں سارا دن دانوں ہی کے چگنے میں مصروف رہتی ہیں،

اسی طرح ہماری۔

تیرے کپڑوں میں کبھی پیوند لگے نہیں دیکھا

تیرے مطبخ میں پکوان شب و روز پکتے رہتے ہیں، چولہا کبھی سرد نہیں

ہو۔

فاقہ فقر کی میراث ہے،

منہ تک بھی بھرا ہو، فاقہ ہے۔

فاقہ مستی رنگ لاتی، ضرور لاتی اور لا کر ہی رہتی۔

منہیات سے اجتناب..... اصل فاقہ۔

ہر بندہ کسی نہ کسی دولت کے نشہ میں مست ہے،

فاقہ مستی..... ہر مستی کی سردار ماشاء اللہ!

اور فاقہ مستی میں خودی کی تمام ادائیں سمٹ کر فقر پہ چھا جاتی ہیں۔

ہر شے گرے، گرا کرے

خودی کا وقار کبھی نہ گرے اور

خودی کے پاسبان خود دار ہوتے ہیں، کسی حیل و حجت کو خاطر میں نہیں لاتے۔

فقر اچھ کچھ بھی کرتے ہیں، بے خود ہو کر کرتے ہیں۔ ہر اجرت و عوضانہ سے بالا ہو کر افادہ عام کیلئے کرتے ہیں۔ کسی سے بھی اور کسی بھی قسم کی غرض و غایت نہیں رکھتے۔ اور یہی بے خودی ان کی زندگی ہوتی ہے۔

توکل و استغنی فقر کی وہ متاع ہے جسے پا کر وہ ہفت اقلیم کی شاہی کو بھی کسی خاطر میں نہیں لاتا، خدائے بے نیاز سے دنیا و ما فیہا سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

ربوبیت و توکل کا چولی دامن کا ساتھ ہے

توکل نے جب بھی ربوبیت کو پکارا، رب کو موجود پایا۔

توکل ..... ایمان کی جان۔

ذخیرہ و انبار توکل کو باطل کرتا ہے۔

متوکل وہ ہے جو کل کیلئے کچھ بھی نہیں رکھتا۔

کل کی خبر اور کل کا فکر تو کلت علی اللہ کی خلاف ورزی نہیں تو کیا

ہے؟

کل جو آئے گا، کل کی ہر شے ساتھ لے کر آئے گا۔

آسر کسی کا بھی ہو، توکل کے منافی ہے اور توکل کو باطل کرتا ہے۔

خانقاہی نظام کا مؤکل .... توکل۔

حاضر و ناظر۔

دم بھر کیلئے بھی غیر حاضر نہیں۔

ہندے کا اللہ کی ذات و صفات پہ کامل ایمان لانا

تدبیر و تقدیر کو کسی خاطر میں نہ لانا

اللہ کے ذکر اور

اللہ ہی کے کاموں میں محو و منہمک رہنا اور

کسی بھی ساز و سامان کا مطلق پابند نہ ہونا توکل ہے۔

توکل ..... مایہ ناز ولایت کا امین

دنیا بھر کے علوم ..... کوزے میں بند۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا:

والله يحب المتوكلين ۵

اللہ (اپنی ذات و صفات پہ) بھر دسہ رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

ومن يتوكل على الله فهو حسبه ط

اور جس نے اللہ پہ بھر دسہ کیا اللہ اس کے لیے کافی ہے۔

و على الله فتوكلوا ان كنتم مؤمنين ۵

اگر تم ایمان والے ہو تو اللہ ہی پہ توکل کرو

دنیا، دین اور آخرت کے تمام معاملات کلیتاً اللہ کے حوالے کر کے اور اللہ ہی

کو سونپ کر، اللہ کے ذکر و فکر میں محو و منہمک رہنا اور ماسوا کو کسی خاطر میں نہ لانا، کسی

سے بھی کوئی واسطہ نہ رکھنا، نہ کچھ سنننا نہ کچھ کہنا ..... مزاج یار میں رہنا توکل کی

ابتدا اور اسی پہ ثابت قدمی انتہا ہے۔

توکل حال پہ وارد ہوتا ہے،

اگلے دم کی کوئی خبر نہیں سنا تا۔

توکل طریقت کی تیغ ہے جو جملہ علائق کو کاٹ کر رکھ دیتی ہے۔

اصحابِ صفہ متوکلین کے سر خیل تھے،

تن ڈھانپنے والے چیتھڑوں کے سوا کرہ ارض پہ کسی چیز کے مالک نہ تھے۔  
توکل کی ہفت اقلیم کے فرمانروا حضرت ابراہیم ادھم کا جب توکل تام ہوا،  
چالیس شہزادوں کی سلطنت ہیچ نظر آنے لگی، توکلت علی اللہ جنگل کی راہ لی۔  
حضرت سلطان ابراہیم ادھم قدس سرہ العزیز نے بلخ کی حکومت کے بدلے  
فقر کو خرید اور اکثر فرماتے

”مجھے یہ سودا بڑے ہی سستے داموں ملا“

دنیا دین کی ضد ہے

یہ تو بتلا تو نے دین کی خاطر دنیا کی کس چیز کو چھوڑا؟

ادھم نے چالیس شہزادوں کی حکومت چھوڑی!

وہ تھے سلطان المشائخ جو چالیس شہزادوں کی حکومت سے دست بردار ہو کر

اور تاج و تخت کو خیر باد کہہ کر توکلت علی اللہ کی راہ میں نکلے، پھر جیتے جی  
کبھی نہ لوٹے۔

سلطان الفقرا حضرت ابراہیم بن ادھم قدس سرہ العزیز جب تاج و تخت سے  
دست بردار ہو کر اللہ کی راہ میں نکلے تو پانی کے لیے ایک پیالہ اور سونے کیلئے ایک تکیہ  
ساتھ لے لیا۔ رستے میں ایک آدمی کو چلو سے پانی پیتے دیکھ کر پیالہ پھینک دیا۔ آگے  
گئے تو ایک آدمی کو مٹی کے ڈلوں پہ سوتے دیکھا، تکیہ بھی وہیں پھینک دیا۔

دنیاے اسلام کے دو مایہ ناز مقامات

حکمت اور فقر

ہیں۔ ہر کوئی حکیم کہلاتا ہے، ہر کوئی فقیر۔

سلطان ابراہیم ادھم بلخی قدس سرہ العزیز نے چالیس شہزادوں کی حکومت

سے دست بردار ہو کر فقیری کی ابتدا کی اور ایک حکیم نے چالیس برس دمشق میں نبض شناسی کی مہارت حاصل کی۔

حضرت ابراہیم ادھم قدس سرہ العزیز کو کس لذت نے بلخ کے چالیس شہزادوں کی بادشاہی چھوڑنے پہ مجبور کیا؟ شاہی چھوڑ کر گدائی اختیار کی اور ہمیشہ فرماتے یہ سودا بڑے ہی سستے داموں ملا۔ حوادثِ دہر کا کوئی بھی واقعہ انکی توجہ اپنی طرف مبذول نہ کرا سکا۔ تا قیامت رہنمائی کا وارث بنا۔

یہ تھی اور ہے حیاتِ جاودانی کی حقیقت!

دنیا مر گئی..... مرے جا رہی ہے، خصلت کبھی نہ مری

ہمیشہ زندہ رہی اور زندگی کا پیغام سناتی رہی۔

آدمیت و انسانیت و بشریت کا عروج کسی عمل کو پڑھنے کی بدولت نہیں،

خصلت کو اپنانے کے باعث ظہور پذیر ہوتا ہے۔

تاریخِ عالم نے خصلت ہی کی بدولت آدمیت کا تذکرہ کیا۔

کسی خصلت کا نمونہ فوق الواری ہوتا ہے، ہر نمونے کو مات کر دیتا ہے۔

جس نے بھی کسی خصلت کو اپنایا، دنیا بھر میں مہک اٹھی۔

کسی بھی خصلت کا باب کبھی محو نہیں ہوتا، کھکشاں کی طرح جگمگاتا رہتا ہے۔

کسی نے ابھی تک کسی بھی چیز کو بالکل نہیں چھوڑا، جوں کی توں قائم ہے۔ اگر

چھوڑ دیتے تہاؤں کیا ہوتا؟

چھوڑ کر تو دیکھ۔ ارم کا کاتب تیری کتامت کرتا۔ بات بات کی تصحیح فرماتا اور

تیرے حضور میں ہر وقت حاضر رہتا۔



یہ طریقت کرنے والوں کے لیے سہل ترین  
 نہ کرنے والوں کے لیے مشکل ترین  
 کرنے والوں کے لیے روح افزا  
 نہ کرنے والوں کے لیے کچھ بھی نہیں  
 کسی کو دے کر ہی کسی سے لینے کا مستحق ہوتا ہے۔

فاقہ جس سے تو بیزار ہے فقر کا فقر، فقر کی آبرو اور فقر کی جان ہے اور  
 اے جانِ من! فاقہ ہی فقر کی تلوار ہے۔

فاقہ ..... روح کی پرواز کی قوت  
 اور توفیق ہی یہ موقوف۔

فاقہ تیری نعمت ہوتی، اسے کبھی قبول نہ کیا۔

ہم میں سے کسی کو بھی بھوک نے نہیں ستایا۔ معمول کے مطابق ہم کھاتے  
 اور شکم سیر رہتے ہیں۔

○ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے کبھی دسترخوان پر کھانا نہیں  
 کھایا اور نہ ہی کبھی پتلی روٹی یعنی چپاتی کھائی یہاں تک کہ آپؐ وفات پا گئے۔ (ترمذی)

○ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ ہم نے کبھی کھجوروں سے پیٹ نہیں بھرا  
 یہاں تک کہ ہم نے خیبر کو فتح کر لیا۔ (بخاری)

○ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ مسلسل کئی راتیں سخت  
 بھوک کی حالت میں گزار دیتے اور آپ ﷺ کے گھر والوں کو شام کا کھانا بھی نہیں ملتا  
 تھا اور عموماً آپؐ کے گھر جو کی روٹیاں ہی ہوتی تھیں۔ (ترمذی)

○ حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے گھر کبھی جو کی روٹیاں بھی فاضل نہ بچتی تھیں۔

(ترمذی)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ میں نے اصحابِ صفہؓ میں سے ستر (۷۰) آدمیوں کو دیکھا ان میں سے کسی ایک شخص کے پاس بھی چادر نہ تھی صرف ایک تمہ بند تھا یا ایک کملی جس کو انہوں نے اپنی گردنوں میں باندھ رکھا تھا ان میں سے بعض تمہ بند آدھی پنڈلیوں تک تھے اور بعض ٹخنوں تک۔ (جس کا تمہ بند اونچا ہو تا وہ) اپنے تمہ بند کو (نماز میں) ہاتھ سے پکڑ لیتا تاکہ اس کا ستر نہ کھل جائے۔

(بخاری)

○ حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں کہ اہلِ صفہؓ میں سے ایک آدمی نے وفات پائی اس نے ایک دینار چھوڑا۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا یہ دینار ایک داغ ہے۔

حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں کہ کچھ دنوں بعد اصحابِ صفہؓ میں سے ایک اور شخص نے وفات پائی اس نے دو دینار چھوڑے۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا یہ دو دینار دو داغ ہیں۔

(احمدؒ بہتمی)

○ حضرت زید بن اسلمؓ کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ نے ایک روز پانی مانگا آپ کے پاس پانی لایا گیا جس میں شہد ملا ہوا تھا انہوں نے کہا یہ پاک ہے (اور لذیذ و خوشگوار) لیکن میں اللہ تعالیٰ سے یہ سنتا ہوں کہ اس نے ایک قوم پر عیب لگایا تھا خواہشات نفس کے اتباع کا اور فرمایا تم نے اپنی لذتوں اور نعمتوں کا پورا پورا فائدہ اپنی دنیاوی زندگی میں پالیا۔ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ہماری نیکیاں بھی ایسی نہ ہوں جن کا ثواب جلد

دیا گیا (دنیا ہی میں پس) انہوں نے اس پانی کو نہیں پیا۔

(رزین)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ فقر اصحابہ رضی اللہ عنہم کو جب بھوک نے ستایا تو حضور اقدس ﷺ نے ان کو ایک ایک کھجور عطا فرمائی۔

(ترمذی)

○ حضرت سعید مقبریؒ، حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ ایک جماعت کے قریب سے گزرے جس کے سامنے بھنی ہوئی بجری رکھی تھی۔ حضرت ابو ہریرہؓ کو لوگوں نے بلایا، انہوں نے کھانے سے انکار کر دیا اور کہا حضور اقدس ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے اور کبھی جو کی روٹی سے پیٹ نہ بھرا۔

(بخاری)

○ حضرت عمر فاروقؓ کہتے ہیں کہ میں حضور اقدس ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا، آپ اس وقت کھجور کے پٹھوں کی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے اور چٹائی کے اوپر فرش نہ تھا۔ بوریے نے حضور اقدس ﷺ کے پہلو پر نشان ڈال دیے تھے اور آپ کے سر ہانے چمڑے کا تکیہ تھا جس میں کھجور کا پوست بھرا ہوا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ سے دعا فرمائیے کہ وہ آپ کی امت کو فراخی (خوشحالی) عطا فرمائے، فارس اور روم کے لوگ خوشحال بنائے گئے ہیں حالانکہ وہ عبادت نہیں کرتے۔

آپ ﷺ نے فرمایا خطاب کے بیٹے! کیا تو ابھی اسی خیال میں ہے؟ یہ وہ لوگ ہیں جن کو دنیا کی زندگی میں ہی خوبیاں (لذتیں) دے دی گئی ہیں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے حضرت عمر فاروقؓ کے

جواب میں یہ الفاظ فرمائے کیا تو اس پر راضی نہیں ہے کہ ان کو دنیا ملے اور ہم کو آخرت۔

(بخاری و مسلم)

○ حضرت ابو طلحہؓ کہتے ہیں کہ ہم نے حضور اقدس ﷺ سے بھوک کی شکایت کی اور اپنے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا دکھایا۔ حضور اقدس ﷺ نے اپنا پیٹ کھول کر دکھایا تو اس پر دو پتھر بندھے ہوئے تھے۔

(ترمذی)

○ حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے اس بات کو پیش کیا کہ وہ میرے لیے مکہ کے سنگریزوں کو سونا بنا دے۔ میں نے عرض کیا نہیں اے میرے پروردگار! میں تو یہ چاہتا ہوں کہ ایک روز پیٹ بھر کر کھاؤں اور ایک روز بھوکا رہوں۔ جب میں بھوکا ہوں تیری بارگاہ میں عاجزی و زاری کروں اور تجھ کو یاد کروں اور جب پیٹ بھر کر کھاؤں تو تیری حمد و ثنا اور تیرا شکر کروں۔

(احمد۔ ترمذی)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا! (دعا کی) اے اللہ! تو محمد ﷺ کی آل کو صرف اتنا رزق عطا کر جو اس کی جان کو چھائے اور بدن کی قوت کو قائم رکھے اور ایک اور روایت میں یہ ہے کہ اتنا رزق عطا فرما جو اسکی زندگی باقی رکھنے کیلئے کافی ہو۔

(بخاری و مسلم)

○ حضرت ابو بکرؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہے ہمارے مال کی

میراث نہیں ہوتی، ہم جو کچھ چھوڑیں صدقہ ہے۔

(بخاری و مسلم) (مشکوٰۃ شریف جلد دوم، ص: ۳۰۹ شمارہ ۵۶۹۳)

○ حضرت ابو بردہؓ کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ہمارے دکھانے کے لیے ایک پیوند لگی ہوئی چادر، ایک موٹا تہ بند نکالا اور فرمایا انہی دو کپڑوں میں آپؐ کی روح مبارک قبض کی گئی (یعنی آپؐ کا وصال ہوا)

(بخاری و مسلم) (مشکوٰۃ شریف مترجم جلد دوم، ص: ۳۴۲ شمارہ ۳۱۱۵)

○ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں بعض مہینے ہم پر ایسے گزر جاتے تھے کہ ہم اس میں آگ نہ جلاتے تھے اور کھانا صرف کھجور اور پانی ہوتا تھا مگر جب کہ کہیں سے تھوڑا سا گوشت لایا جاتا۔

(بخاری و مسلم) (مشکوٰۃ شریف مترجم جلد دوم، ص: ۳۳۸ شمارہ ۳۰۰۸)

○ حضرت عقبہ بن حارثؓ کہتے ہیں کہ میں نے مدینہ میں حضور اقدس ﷺ کے ساتھ عصر کی نماز پڑھی، آپؐ سلام پھیر کر فوراً اٹھے اور لوگوں کی گردنیں پھاندتے ہوئے اپنی کسی زوجہ محترمہ کے گھر کی طرف متوجہ ہوئے، لوگ یہ دیکھ کر گھبرا گئے۔ جب آپؐ واپس تشریف لائے اور دیکھا کہ لوگ آپؐ کی سرعت سے حیران ہیں تو فرمایا مجھ کو سونے کی ایک چیز یاد آگئی جو ہمارے پاس تھی پس برا جانا میں نے کہ وہ چیز مجھ کو تقرب الہی سے باز رکھے پس میں نے اس کو تقسیم کرنے کا حکم دے دیا۔

(بخاری)

○ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات کے بعد نہ تو کوئی دینار چھوڑا نہ درہم، نہ کوئی بھری چھوڑی اور نہ کوئی اونٹ، اور نہ کسی چیز کی وصیت

کی۔ (مسلم / مشکوٰۃ شریف مترجم جلد سوم، ص: ۲۲۷ شمارہ ۵۷۱۹)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اگر میرے پاس اُحد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو مجھ کو یہ امر پسند نہیں کہ اس پر تین دن گزریں اور اس کے بعد اس میں سے کچھ میرے پاس باقی رہے مگر صرف اتنا کہ میں اس سے قرض ادا کر سکوں۔ (بخاری)

یہ تھا میرے آقا روحی فداه ﷺ کا فقر اور یہی فقر ان کا فخر تھا  
اسی پہ کل کائنات نازاں

اور

ہمارا فقر؟ ہائے! ہائے! ملعون و مردار سے بھر پور، تل دھرنے کو بھی جگہ نہیں۔ وما علینا الا البلاغ  
ملعون و مردار سے اجتناب تیری منزل تھی، اب تو ان دونوں کا شائق و مشتاق۔

”اللہ رب العالمین اور میرے آقا روحی فداه ﷺ ملعون اور مردار سے بیزار ہیں اور میں؟ ملعون و مردار پہ فریفتہ“  
”تو ہی بتا تیرے دین کو کیا کہیے؟“

○

دین بولا  
میں پاک ہوں  
ملعون و مردار سے پاک ہو کر آ اور میری برکات کا نزول دیکھ۔  
میں زینت اور شہرت میں اس قدر بھنس گیا ہوں کہ کوئی بھی شے مجھے نظر نہیں آتی، تن نے من کو دھندلا کر دیا ہے۔

جس مال کو دین نے فتنہ قرار دیا، وہی مال میری متاعِ عزیز ہے، اس کے حصول کی خاطر کفنِ پچنے سے بھی گریز نہیں کرتا۔

میری زینت، میری شہرت، میرا مال مجھے لے دے گیا۔  
سلف صالحین کی دعوت و تبلیغ:

خلق کی فلاح

دین کا احیا

اللہ کی رضا

اور ہماری؟

حصولِ دنیا

انتشار و تفرقہ

کبر و ریا

یا شیخ! تو ہی بتا ایسے میں ملی اصلاح و فلاح کیونکر ہو؟

اللہ کے بندوں نے تو ان چیزوں کو کبھی پسند نہیں کیا، دیکھا تک نہیں، نہ ہی کبھی ان کے کام آئیں اور یہی ان کی آدمیت و انسانیت و بشریت کی آن تھی اور ہم اور تم جو چاہتے ہیں کرتے ہیں، یہ نسبت کیسی؟ وما علینا الا البلاغ  
ناصحا لو ناصحا! جن چیزوں پہ تو پھولے نہیں ساتا، مر مر جاتا ہے،  
میرے آثار و جی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ملعون و مردار قرار دیا ہوا ہے۔ ایک بھی نہیں جو  
رکھنے کے قابل ہو۔

جب بھی کوئی ملعون و مردار سے پاک ہوا، محیر العقول عجائبات کا ظہور ہوا۔

کسی نے ایک مردار کو مردار سمجھ کر کیا کیا نہیں پایا.....؟

حکمت کا باب کھلا

اسرار کے در کھلے

برکات کا نزول ہوا

توکل سے مالا مال ہوا

رحمت عود کر آئی

اطمینان نصیب ہوا

مردار کو مردار سمجھنے والا..... مردہ نہیں..... لبدی حیات کا امین!

ملعون سے اجتناب ہر کہ و مہ نہیں کر سکتا۔

اگر کوئی ملعون سے اجتناب کرے

زبان سیف

بصارت تحت الثرے سے اعلیٰ علیین

سماعت صوتِ سرمدی

خیالات عرشِ عظیم تک پرواز

ملعون و مردار میں مبتلا ہو کر

دل تاریک

دماغ ماؤف

ہاتھ بیکار

چہرہ بے نور

فکر پریشان

عمل بے کیف



ابدی سلامتی کا راستہ :

ملعون و مردار سے اجتناب

عبادت کے جملہ ایوانِ ملعون و مردار سے کُلی اجتناب کی بدولت کہلے۔  
ملعون و مردار سے بھر پور سینہ..... شیطان کا سفینہ۔ کبھی کنارے لگتے نہیں  
دیکھا، راہ ہی میں ڈوبا۔

ملعون و مردار سے اجتناب کی بدولت جملہ برکات کا نزول انبِ معمول۔  
ملعون و مردار سے کبھی کوئی دور نہیں ہوا۔ جو نئی دور ہوا، قرونِ اولیٰ کا حال  
وارد ہوا۔ نہ مانو تو کر کے دیکھو۔

○

تم اپنی پیاری چیز کو تو دے نہیں سکتے، ہم اپنی پیاری چیز کیونکر دے سکتے  
ہیں؟

لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون ط (ال عمران ۹۲)  
(تم خیرِ کامل کو کبھی حاصل نہ کر سکو گے یہاں تک کہ اپنی پیاری چیز کو خرچ نہ  
کر دو گے)

ف: پیاری چیز مال ہوتا ہے۔

نہ تو قال رکھتا ہے نہ حال البتہ مال رکھتا ہے اور مال بھی مشکوک، ایسے مال  
میں زندگی کا پیغام نہیں ہوتا۔

تیر اقال..... عرب و عجم کی تفسیر ہوتا اور

تیر احوال..... مظہر العجائب کا ترجمان

جس دنیا کی تگ و دو میں تیرے بال سپید ہوئے اور قبر میں ٹانگیں لٹکائے بیٹھا ہے، پھر بھی باز رہنے کا نام تک نہیں لیتا..... میں اس پہ تھوکتا بھی نہیں کہ کہیں میرے اس تھوک کے چھینے مجھ پہ نہ پڑیں۔

فقیر کی ہر شے اللہ ہی کے لیے اور اللہ ہی کی ہوتی ہے اور یہ دنیا جس پہ تو پھولے نہیں سماتا .... مردار و مردار و مردار۔

فقر کی وراثت تیری ازلی میراث تھی،

کھانے، پینے، پہننے اور ذخیرہ اندوزی کا شکار ہو کر رہ گئی۔

جس مال و دولت اور جاہ و حشمت کی خاطر دنیا ماری ماری پھرتی ہے..... فقر نے کہا میں اس پہ تھوکتا بھی نہیں اور کسی بھی انداز میں اسے کبھی قبول نہیں کرتا۔

آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک فقر کسی بھی دور میں میر و سلطان کے حضور میں کبھی حاضر نہ ہوا اور کسی بھی جاگیر کو کبھی قبول نہ کیا۔ کوشش کی تو بھاگ گیا۔ تاریخ نے اس کو مان لیا کہ سچ ہے۔

فقیر کے مطلب کی کوئی بھی شے کسی میر و سلطان کے پاس مطلق نہیں ہوتی۔ نام نہاد جاگیر کا فتنہ ہوتا ہے جسے فقر نے کبھی قبول نہ کیا، دور دور رہا اور یہی دوری اسکی تمکنت کا باعث رہی۔

فقر میر و سلطان کی بارگاہ میں کبھی پیش نہ ہوا، طریقت نے اسے حاضری کی اجازت ہی نہ بخشی۔

فقر کے حضور سونا، چاندی، ہیرے جواہرات پتھر یلے سنگریزوں سے زیادہ

کوئی وقت نہیں رکھتے۔

فقر کی خدمت میں کسی کی کوئی نذر و نیاز اس وقت تک کبھی قبول نہیں ہوتی جب تک اللہ رب العالمین رب ذوالفضل العظیم کے حضور مقبول ہو کر اجازت کی توفیق نہ ملے اور یہ صرف ان ہی کاموں کیلئے ہوتی ہے۔

○..... آج کا لنگر

○..... دین کی اشاعت اور

○..... مخلوق کی بے لوث خدمت

فقر کے لنگر میں چڑھیوں کی سرداری ہوتی ہے آنا جانا خوش ہو کر چھمانا اور کوڑوں کا ولیمہ دن بھر بھرا رہتا ہے۔

قرآن کریم اور سنتِ مطہرہ ﷺ میں جو کچھ بھی ہے، اس کی ہر شے اہل سلوک کے طریق میں مضمر و منظر ہوتی ہے۔

مسلمین و مومنین و مخلصین و صالحین کے شیخ کا کردار ایسا نہیں، نبیوں جیسا ہو

ورنہ ایسے شخیت چیست و کجای رساند؟

پیشوائے طرقِ طریقت کے طریق کا سلوک معیار

اللہ اللہ ماشاء اللہ، اصحابِ صفہ کے ظل کا ایک ظل ہوتا۔ ماشاء اللہ!

پیٹ کو خالی رکھنا

طیب رزق سے بھرنا

نصف طریقت ہے۔

روزی جب تک پاک رہی اقوال و افعال پاک رہے، خیالات پاک رہے،

برکت رہی، سطوت رہی، آدمیت کا احترام رہا، اکرام رہا۔

رزق جب مشکوک ہوا، جائز و ناجائز کی تمیز اٹھی، ہر شے رخصت ہوئی۔  
پھر کیا ہوا؟ گلستان کی کایا پلٹ گئی، جمعیت بکھر گئی، بحث آئی، تنقیص آئی اور  
بوستان ملت کے مہکتے ہوئے پھولوں کیلئے خزاں کا دلسوز سامان لائی، نرگس نے گردن  
جھکالی، کلی کا ننھا سادل گھائل ہوا، لالہ زار کی رنگت ماند پڑ گئی، نیلو فر کمہلا گیا، گیندے  
کے رخسار پیلے پڑ گئے، یاسمین کی نکلت ماند ہوئی، لالہ کا جگر داغ دار ہوا، گلاب کی مٹھلی  
پتیاں مرجھا گئیں، سوسن نے خون کے آنسو بہائے، باغبان نے پیچ و تاب کھائے، مالی  
نے شور مچایا۔

ایک راہگیر نے دعادی تیرا یہ بوستان خزاں کے جھونکوں سے محفوظ اور سدا  
ہرا بھرا رہے۔ تیری ملت کا یہ بوستان سدا پھلا پھولا رہے۔ یہ ٹہختے ہوئے پھول اور  
مہکتی ہوئی کلیاں سدا بہار ہوں۔

اللہ سب سے بڑھ کر غیرت مند ہے۔ اللہ کی غیرت کبھی گوارا نہیں کرتی کہ  
اس کا کوئی بندہ اس کے سوا کسی اور کا محتاج ہو۔ اللہ کل کائنات میں بسنے والی ہر ذی روح کا  
روزی رساں ہے۔ جسکی قسمت میں جس قسم کی اور جتنی روزی لکھی ہوتی ہے، جب  
تک وہ پانہیں لیتا اور کھا نہیں لیتا کبھی نہیں مرتا۔ اللہ اپنے بندوں کو طیب روزی  
عنایت فرمایا کرتے ہیں، میل پچیل نہیں۔

خدمت اہم امور میں سے ہے۔ جس کا اپنا ہی پیٹ نہیں بھرتا وہ کسی کا کیا  
بھرے گا؟..... جو شب و روز اپنے ہی لیے جو عمل رہے اس نے کسی کو کیا فائدہ پہنچانا  
ہے..... کیڑا چھ ماہ میں گندم کا آدھا دانہ کھاتا ہے لیکن سارا دن دور دور سے گندم کے

دانوں کو دھکیلے بلوں میں جمع کیے جاتا ہے اور اسی طرح ہم سب!..... پھر کیڑے اور  
انسان میں کیا فرق رہا؟

روزِی روزِ ملتی ہے کفایت کی روزِی پہ قناعت کر!  
کیا اس نے تجھے آج کارزق تقسیم و عنایت نہیں فرمایا جو ادھر ادھر مانگتے  
پھرتے ہو؟

تجھے شرم آئے نہ آئے قدرت کو ضرور آتی ہے۔  
بندوں نے مجھ سے کچھ نہیں مانگا، جب بھی مانگا بندوں ہی سے مانگا، انتظار  
ہی میں رہا۔

مانگ مانگ تھکے  
پیٹ پھر بھی نہ بھرا  
جوں کاتوں خالی  
خیرات کھائی، زکوٰۃ کھائی، کھائے ہوئے گوشت کی کھال کھائی۔ بتا اور کیا  
چاہتے ہو؟

جو مفلوک الحال، بیوگان و مساکین نے کھانا تھا میں کھا گیا..... مجھے کیونکر  
ہضم ہوتا؟

بندے روزِی کے پیچھے مارے مارے پھرتے ہیں۔ جتنی روزِی کسی کی قسمت  
میں لکھی ہے اتنی ہی مل کر رہتی ہے۔ کھانے کے لیے کسی کی بھی روزِی کم نہیں ہوتی  
اور یہ اللہ رب العالمین کی شان کے شایان ہی نہیں کہ اپنی مخلوق کو کفایت سے کم درجہ  
کی روزِی عنایت فرماتے بندوں کی ساری دوڑ دھوپ کھانے کیلئے نہیں جمع کیلئے ہے اور

جمع کی کوئی مقدار معین نہیں ہوتی۔

حقیقت یہ ہے کہ روزی اپنے کھانے والے کی تلاش میں پھرتی ہے۔ جب تک اسے پانہیں لیتی قرار نہیں پکڑتی۔ اگر کوئی کسی وجہ سے اپنی روزی لینے حاضر نہیں ہوتا، وہ جہاں ہوتا ہے پنچادی جاتی ہے اگرچہ ستر پردوں کے اندر چھپا ہوا ہو اور یہ میرے رب کی رزاقی ہے کہ اپنی مخلوق میں سے کسی کو بھی کبھی نہیں بھولتا، جہاں کوئی ہوتا ہے وہیں اس کی روزی پنچا دیتا ہے۔

○ حضرت ابو درداءؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

رزق بندہ کو اس طرح ڈھونڈتا ہے جس طرح موت انسان کو ڈھونڈتی ہے۔

(ابو نعیم)

اگر بندوں کی روزی بندوں کے قبضہ میں ہوتی یا اگر بندوں کی روزی پہ بندوں کو ذرا بھی تصرف حاصل ہوتا آدھی دنیا بھوکوں مرتی اور بندوں کے مزاج کے مطابق روزی روز بدلا کرتی..... اور اے میرے رب ذوالجلال والاکرام! تیری صفتِ رزاقیت معنی کے اعتبار سے غلط ہو جاتی۔

کل مخلوق کی روزی کا داتا اور روزی کا ضامن میرا اللہ ہی ہے، کسی دوسرے کو کوئی قدرت مطلق حاصل نہیں۔ مطمئن رہ جو دانہ تیری قسمت میں ہے، تو نے ہی کھانا ہے، کسی دوسرے نے اسے ہاتھ تک نہیں لگانا۔

ربوبیت اگر صفات و اعمال پہ موقوف ہوتی، رب العالمین اور قاضی الحاجات

کیونکر کہلاتا؟

رزق کی تقسیم میں اگر ایمان و کفر کی تمیز ہوتی رازق کیونکر کہلاتا؟

تقسیم میں اگر مخل ہوتا، کریم کیونکر کہلاتا؟

کفایت کی روزی ہر ذی روح کو روز عنایت ہوتی ہے اور کسی کو بھی کبھی نہیں  
بھولتا .... نہ کیڑی کو، نہ مچھر کو۔

وما من دابة فی الارض الا علی اللہ رزقها و یعلم مستقرها و  
مستودعها طکل فی کتب مبین O

(حور۔ ۶)

ترجمہ: اور کوئی (رزق کھانے والا) جان دار روئے زمین پر نہیں کہ اس کی  
روزی اللہ تعالیٰ کے ذمہ نہ ہو اور وہ ہر ایک کی زیادہ رہنے کی جگہ کو اور چند روزہ رہنے کی  
جگہ کو جانتا ہے۔ سب چیزیں کتابِ مبین (یعنی لوحِ محفوظ) میں (منضبط اور مندرج)  
ہیں۔

ف: ہم رزقِ ہی کی تلاش میں مارے مارے پھرتے ہیں۔ جس نے پیدا کیا،  
وہی پالنے کا ضامن!

بحر و در میں بسنے والی مخلوق کی رزاقیت ہر کسی کے فہم و ادراک سے بالا ہے۔ ہر  
پرند، چرند، خزند، درند کو ہر روز اپنی اپنی پسند کی روزی ملتی ہے۔ اپنی اپنی پناہ گاہوں  
سے بھوکے اٹھتے ہیں، سیر ہو کر لوٹتے ہیں۔

یہ شکوہ تو بے جا ہے

اللہ رب العالمین تو یہ فرماتے ہیں کہ ہر ذی روح کو روزی روزی جاتی ہے  
کوئی بھوکا رات بستر پہ نہیں لوٹا تم کیسے کہتے ہو کہ ”بھوکا ہوں“  
کفایت کی روزی پہ اکتفا کر۔

تیرا رب تیرا رازق ہے، رب ہی تیرا رازق ہے، پتھر میں بھی کیڑے کو نہیں بھولتا۔ رازق پہ ایمان لا۔ ربوبیت کو شرمسار کرنا کفر نہیں تو کیا ہے؟  
بے زری کا گلہ کفر نہیں تو کیا ہے؟

○ حضرت عمرو بن العاصؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا انسان کے دل کے لیے ہر جنگل کی ایک شاخ ہے (یعنی اسکو ہر طرح کی فکریں ہیں) پھر جس شخص نے اپنے دل کو ساری شاخوں کی طرف متوجہ رکھا (یعنی ہر قسم کی فکروں میں مشغول و منہمک رہا) اللہ تعالیٰ اس کی پرواہ نہیں کرتا خواہ وہ کسی جنگل میں اسکو ہلاک کر دے اور جس نے اللہ پر توکل کیا اور اپنے کاموں کو اللہ کے سپرد کر دیا، اللہ تعالیٰ اس کے تمام کاموں کو درست کر دیتا ہے۔ (ابن ماجہ)

کیا تیرے لیے آج کا کھانا اور پہنا ہوا لباس کافی نہیں؟ اگر نہیں تو ربوبیت پہ تکیہ کے معاملہ میں یہ چڑیاں بازی لے گئیں یہاں تک کہ کو ابھی۔  
جانور رزق اٹھائے نہیں پھرتے۔

ہماری طرح جانوروں کے پاس ذخیرے نہیں ہوتے۔ کوئی جانور کل کیلئے دانہ تک جمع کر کے نہیں رکھتا۔ جو یقین جانور کو اپنے رب کی ربوبیت پہ ہے، ہم میں سے کسی کو بھی نہیں۔ اگر جانوروں کی طرح ہم بھی کسی چیز کا ذخیرہ نہ کرتے، ضرورت سے زائد چیز حاجت مندوں میں تقسیم کر دیتے تو توکل کا یہ بلند مرتبہ ہمیں نصیب ہوتا، انسانیت کی ذلت ختم ہو جاتی، محتاجی مٹ جاتی آدمیت کا یول بالا ہو جاتا۔ امارت و غربت کی حدود کسی ضابطے کی پابند ہو جاتیں۔ انسانیت زندگی کے کسی بھی موڑ پہ کبھی نہ سکتی۔ سکتی مگر ایسے نہ سکتی۔



○ حضرت ابو ذرؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!  
مجھ کو ایک ایسی آیت معلوم ہے کہ اگر اس پر لوگ عمل کریں تو وہی ان کو  
کافی ہے (اور وہ آیت یہ ہے)

ومن یتق الله يجعل له مخرجا ۝ ویرزقه من حیث لا یحتسب ط  
یعنی جو شخص اللہ سے ڈرے اللہ تعالیٰ اسکے لیے نجات کا راستہ پیدا کر دیتا ہے  
اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے خیال و گمان بھی نہیں ہوتا۔  
(احمدؒ۔ ابن ماجہؒ۔ دارمیؒ)

جو برکت، قوت اور اطمینان توکل میں ہے اسباب میں نہیں۔ جو ایثار میں  
ہے، ذخیرہ میں نہیں۔

کسی بھی منزل میں بیوی، بچے رکھنے کی ممانعت نہیں، ذخیرہ اندوزی کی  
ممانعت ہوتی ہے۔

اسلام نے ذخیرہ اندوزی کو کسی بھی دور میں کبھی پسند نہیں کیا۔  
مال ہو یا منال، ہمیشہ ضرورت ہی پہ اکتفا کیا۔ یہی اسکی ازلی تاریخ ہے اور ہر دور کے  
مورخ نے اسکی تصدیق و تائید کی۔

کھانا جائز

بھوکے کو کھلانا جائز

بنگلے کو پہنانا جائز

ذخیرہ اندوزی منع

مفہومِ طریقت

آج تجھے یہ نہ بتائیں کہ تیرے دین کا سب سے بڑا فتنہ کیا ہے؟

مال کا ذخیرہ

ذخیرہ اندوزی فتنے کا موجب بنتی ہے۔ سیرت صحابہؓ ملاحظہ ہو، کل کیلئے ایک کھجور تک جمع نہ رکھتے۔

○ حضرت کعب بن عیاضؓ کہتے ہیں میں نے حضور اقدس ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہر قوم اور ہر امت کیلئے ایک فتنہ ہے (یعنی ہر قوم اللہ کی طرف سے کسی چیز کے فتنہ میں ڈال کر آزمائی جاتی ہے) اور میری امت کا فتنہ (یعنی اللہ کی آزمائش) مال ہے (ترمذی)

مال کمالات کو روہڑے جاتا ہے۔

مال کا کمال..... تقویٰ کا زوال

تیری زندگی کی سب سے بڑی خواہش مال و اقبال ہے، کسی نہ کسی روپ میں ساری کی ساری دنیا مال و اقبال ہی کی کثرت میں مبتلا ہے۔

○ ترجمہ :

تمہیں کثرت کی خواہش نے غفلت میں رکھا یہاں تک کہ تم نے قبریں جا دیکھیں۔ (القرآن)

انسان کثرت ہی کے جنون میں مبتلا ہے

ہائے کثرت، ہائے کثرت، ہائے کثرت، ہائے کثرت

ضرورت پہ اکتفا کر، کثرت کوئی چیز نہیں۔

کثرت کی بہتات..... فتنہ ہے۔

اموال و املاک جب ضرورت سے تجاوز کرتے ہیں، فتنہ بن جاتے ہیں۔  
دولت کے نشہ میں خمار نہیں، فتنات ہوتے ہیں اور اضطراب۔

○

بادشاہوں کے بادشاہ کی بادشاہی کی بھی عجیب و غریب تقسیم ہوتی ہے۔ رکھتا ہے، دیتا نہیں۔

تیری تقسیم پہ کوئی کیا اعتراض کر سکتا ہے؟ دم مارنے کی جرأت نہیں۔  
غریب کو سوکھی روٹی بھی نہیں، ان کے دستر خوان بھر پور۔

نہیں نہیں، میں نے انہیں مال دیا ہے..... رزق نہیں۔ پسند کا کھانا بھی بے چاروں کے بس میں نہیں۔ میوہ ان کی قسمت میں کہاں؟ ہاں دوائیں کھاتے ہیں صبح، دوپہر، شام گویا ان کا میوہ بھی دوائیں، ان کا کھانا بھی دوائیں۔ گھبراہٹ، میں نے ان سے ہر نعمت چھینی ہوئی ہے، مٹھاس والی کوئی چیز نہیں کھا سکتے صرف چنے کی روٹی اور نمک۔ دیکھنے میں امیر نظر آتے ہیں حقیقت میں ان سا کوئی مفلوک الحال نہیں۔ ان کا مال سر لپا فتنہ، دن کو چین نہ رات کو آرام۔ اوڑک گولیاں کھا کر سوتے ہیں۔ ایسے مال اور ایسی امارت کی ایسی تیسی!

نہ دن کو چین نہ رات کو

ایسی امیری سے تو کسی کا بالن پاڑ کر گزارہ کرنا بدرجہا بہتر ہے۔

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہے

لعنت کی گئی ہے درہم و دینار کے ہمدہ پر۔ (ترمذی)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہلاک ہوا درہم و دینار اور فرغل کا بندہ۔ اس کو یہ چیزیں دی جائیں تو وہ خوش اور ارضی رہے اور نہ دی جائیں تو ناخوش ہو۔ ہلاک ہو یہ بندہ اور سرنگوں و ذلیل ہو اور جب اسکے پاؤں میں کانٹا لگ جائے تو کوئی اسکو نہ نکالے۔ اور خوشخبری ہے اس بندہ کو جو اللہ کی راہ میں لڑنے کیلئے اپنے گھوڑے کی باگ پکڑے کھڑا ہو، اس کے سر کے بال پریشان ہیں اور قدم گرد آلود ہیں۔ اگر اسکو لشکر کی نگہبانی پر مقرر کیا جاتا ہے، پوری نگہبانی کرتا ہے اور لشکر کے پیچھے رکھا جاتا ہے تو پوری اطاعت سے لشکر کے پیچھے رہتا ہے۔ وہ اگر لوگوں کی محفلوں میں شرکت کی اجازت چاہتا ہے تو اسکو اجازت نہیں دی جاتی اور (اگر) کسی کی سفارش کرتا ہے تو اسکی سفارش قبول نہیں کی جاتی۔

(ترمذی)

غریبوں کے پاس مال نہیں ہوتا امیروں کے پاس سکون  
ہائے مال! ہائے مال! ہائے مال  
مال مال جوڑتے مر گئے۔ نہ مال ان کا نہ ان کا۔ اللہ کی آزمائش تھی، پورے نہ  
اترے، گر گئے۔

○ (ترجمہ): تمہارا مال اور تمہاری اولاد تو فتنہ ہے (یعنی آزمائش ہے) اور اللہ کے ہاں بڑا اجر ہے۔ (القرآن)

○ (ترجمہ): اور جان رکھو کہ تمہارا مال اور اولاد بڑی آزمائش ہے اور یہ کہ اللہ کے پاس نیکیوں کا بڑا ثواب ہے۔ (القرآن)  
ہم رکھتے کیا ہیں؟ دولت؟

اور دولت کا حشر سورۃ الہمزہ پڑھ کر دیکھ!

جاگیرات..... منجِ فتنات

مال و دولت پہ مت اترا

دولت کی اہمیت تیری زندگی تک محدود۔ مرنے کے بعد تیرے لیے مٹی

اور فتنات کا موجب۔

مال بندے کی سب سے بڑی آزمائش ہے، گنتے گنتے مر گیا، کسی بھی کام نہ آیا۔

درثا کے لیے باعثِ فتنات، اپنے لیے باعثِ عذاب۔

بندہ..... حکمت کی اور

حکمت..... بندے کی تلاش میں رہتی ہے

حکمت کی انتہا..... سوزة الهمزة

کسی کو بھی کبھی کچھ نہیں کہنا اور کوئی بھی مال کبھی نہیں رکھنا۔

عرفان کی انتہا سوزة الهمزة میں تلاش کر

ویل لكل همزة لمزة ۰ ن الذی جمع مالا وعدده ۰

جس نے اسے پالیا خوش ہو گیا اور شاد۔

کوئی بندہ شاد ہو سکتا ہی نہیں جب تک ان پہ کار بند نہ ہو۔

باتوں سے تو ہم مطمئن نہیں ہو سکتے کوئی نمونہ دکھا جو پسِ پشتِ عمیب نکالنے

والانہ ہو اور رودر رو طعنہ دینے والانہ ہو اور مال جمع نہ کرتا ہو اور اسے بار بار گنتا نہ ہو

اور یہ خیال نہ کرتا ہو کہ یہ مال سدا اس کے پاس رہے گا۔

## سورۃ الہمزہ آیت نمبر ۹۳۱

ترجمہ:

خرامی ہے ہر عیب لگانے والے طعنہ مارنے والے کی جس نے مال سمیٹا اور گن گن کر رکھا۔ وہ سمجھتا ہے کہ یہ مال سدا اس کے پاس رہے گا۔ ہر گز نہیں (واللہ) وہ شخص ایسی آگ میں ڈالا جائے گا جس میں جو کچھ پڑے گا وہ اسے توڑ پھوڑ کر رکھ دے گی۔ اور تو کیا جانے کہ وہ توڑ پھوڑ کرنے والی آگ کیسی ہے؟ وہ اللہ کی آگ ہے جو (اللہ کے حکم سے) سلگائی گئی ہے جو (بدن کو لگتے ہی) دلوں تک جا پہنچے گی اور وہ ان پر لمبے لمبے ستونوں میں بند کر دی جائے گی۔

یہ سورۃ مال جمع کر کے رکھنے کی بنفسہ تشریح ہے، مزید تشریح کی محتاج نہیں۔

دنیا گونا گوں، ہوتا ہوگا، کبھی دیکھا نہیں جو مال نہ رکھتا ہو۔

○ وجمع فاعلی (المعارج: ۱۸)

اور (مال) جمع کیا اور بند کر رکھا ہائے ہائے!

جن چیزوں کو تو نے زندگی کا حاصل بنایا ہوا ہے اور شب و روز انہی کی لگن میں مگن رہتا ہے، کسی بھی کام کی نہیں۔ اسباب کے گرد گھومنا بھی کوئی زندگی ہوتی ہے؟ جس مال کو تو گن گن کر رکھے ہوئے ہے، فتنہ ہے۔

جمع کر کے تو تو نے دیکھ ہی لیا، اللہ کی راہ میں لٹا کر بھی دیکھ!

## کلیاتِ راشدہ

جو مال اللہ کی راہ میں لٹا..... مالامال ہوا

جو زینت کی آرائش میں لٹا..... برباد

بڑے میاں! جب تو اللہ پاک سے یہ کہے گا کہ میرے پاس ایک دمڑی بھی

نہیں، اللہ پاک بھی پھر ہی فرمائے گا کہ اب تیرے پاس کوئی بھی فتنہ نہیں۔

مال فتنہ کا موجب۔

مال کے فتنہ سے پاک ہو۔

دو بڑے فتنات ہیں

فتنة المال! فتنة القبر

فتنة المال .... فتنة القبر کا موجب

حضور اقدس ﷺ نے مال کو اپنی امت کا فتنہ قرار دیا ہے۔ آج اس میں

بھی مبتلا ہوں تو بھی، یہ بھی اور وہ بھی۔

یہ امت جب تک اس فتنہ سے پاک رہی .... دین کا بول بالا رہا، بحر و بر پہ

سیادت رہی، انس و جان پہ قیادت رہی، غیروں پہ ہیبت رہی، ملی و قاریہ تمکنت رہی۔

اور جب اس فتنہ میں مبتلا ہوئی، ہر شے رخصت ہوئی۔

دین کو کمزور اور برباد کرنے والی دو ہی چیزیں ہیں

پس پشتِ عیب جوئی اور مال۔

جو ان سے پاک ہوا، بحال ہوا۔

دولت .... ثواب و عذاب کی ترجمان

جمع کرنا .... موجبِ عذاب

خرچ کرنا .... باعثِ ثواب

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے آدم کے بیٹے! تو خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا (یعنی تجھ کو دوں گا)  
(بخاری۔ مسلم)

جمع کرنا انسانی فطرت ہے اور جمع کی کوئی حد نہیں۔ جمع کرتے عمریں گزریں  
کبھی ختم نہ ہوئی۔

جمع کر کے تو دیکھ ہی لیا، خرچ کر کے دیکھ۔

فی سبیل اللہ اخراجات .... عجائب و غرائب

غراب و مساکین کی خدمت .... عقدہ کشا

کسی بھوکے کو کھلا کر تو دیکھ! رحمت کے وہ در جو کبھی نہیں کھلتے، کھل

جائیں۔

○ ترجمہ :

جو لوگ اپنا مال رات اور دن اور پوشیدہ اور ظاہر اللہ کی راہ میں خرچ کرتے  
رہتے ہیں ان کا صلہ پروردگار کے پاس ہے اور ان کو قیامت کے دن نہ کسی طرح کا خوف  
ہو گا اور نہ غم۔ (القرآن)

○ ترجمہ :

اور جو کچھ تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے اس کا ثواب تم کو پورا پورا دیا جائے گا  
اور تمہارا زورہ بھر نقصان نہ کیا جائے گا۔ (القرآن)

○ ترجمہ :

اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کرتے ہیں وہ



اس تجارت کے فائدے کے امیدوار ہیں جو کبھی تباہ نہیں ہوگی کیونکہ اللہ ان کو پورا پورا بدلہ دے گا اور اپنے فضل سے کچھ زیادہ بھی دے گا وہ تو بخشنے والا قادر دان ہے۔  
(القرآن)

○ ترجمہ :

جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں ان کے مال کی مثال اس دانے کی سی ہے جس سے سات بالیں اگیں اور ہر ایک بال میں سو سودا نے ہوں اور اللہ جس کے مال جو چاہتا ہے زیادہ کرتا ہے۔ وہ بڑی کشائش والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔  
(القرآن)

○ ترجمہ :

اگر تم خیرات ظاہر دو تو وہ بھی خوب ہے اور اگر پوشیدہ دو اور دو بھی اہل حاجت کو تو وہ خوب تر ہے اور اس طرح کا دینا تمہارے گناہوں کو بھی دور کر دے گا اور اللہ کو تمہارے سب کاموں کی خبر ہے۔ (القرآن)

طیب کی توجہ کے مستحق..... بیمار اور

غنی کی عطا کے مستحق..... مفلوک الحال، بدگان ہوتے ہیں۔

ہم جو کچھ بھی کرتے ہیں اجر و ثواب سے بالا ہو کر مخلوق ہی کی بھلائی کے لیے کرتے ہیں، لاچار و نادار و بیمار کو راحت و آرام پہنچانے کیلئے کرتے ہیں اور کچھ بھی نہیں کرتے۔

لاچار و بیمار و نادار اللہ کی وہ مخلوق ہے جو اللہ کو بے حد پسند ہے، اس کا احترام

کر اور اکرام۔ وما علینا الا البلاغ

مخلوق سے فارغ ہو کر خالق کی طرف آ۔ خالق کی سب سے بڑی عنایت  
مخلوق کی خدمت ہے اور خدمت میں ہر شے شامل ہے۔

بندہ چھست؟ فقیر و حاجت مند!

بندہ پرور چھست؟ غنی و قاضی الحاجات!

یا اللہ تیری ساری مخلوق حاجت مند اور تو..... کل کائنات کا قاضی الحاجات۔  
بندہ بندے کا محتاج ہے، قاضی الحاجات سے بے خبر ہے، پرداہ بھی نہیں  
کرتا۔ اگر مہاجر الی اللہ ہوتا، متروک بک کل حاجہ کا علمبردار ہوتا، حاجت  
اس کا استقبال کرتی۔

متروک بک کل حاجہ سے یہ مراد ہے کہ اپنی ہر حاجت اللہ ہی کے  
حوالے کر..... ہر حاجت سے کلیتاً مستغنی و دست بردار ہو کر اسے قاضی الحاجات کے  
حوالے کر۔

### متروک بک کل حاجہ

اگر کوئی اپنی حاجات ترک کر دیتا، جملہ حاجات بر آتیں۔

جو حاجت، قاضی الحاجات کے سپرد کر دی جاتی ہے، بر آتی ہے اور ضرور آتی

ہے۔

”متروک بک کل حاجہ ط“

یہ میرے آقا رومی فداہ علیہ السلام ہی کی شان ہے، کوئی دوسرا ایسا کرنے کا

متمحل نہیں۔

بندہ عاجز و مسکین کسی آنے والے کی کیا حاجت روائی کر سکتا ہے؟ میرے اللہ ہی حاضر ہونے والوں کی حاجت روائی کیا کرتے ہیں۔ اللہ کے خزانے بھر پور ہیں، کسی بھی شے کی کمی نہیں اللھم یا قاضی الحاجات

خالق اپنی ہر مخلوق کی ہر حاجت کا قاضی الحاجات ہے۔ مخلوق کا مخلوق کی حاجت روائی کرنا خالق ہی کے امر و ارادہ سے ہوتا ہے اور مخلوق کی حاجت روائی خالق کو محبوب اور حاجت روائی کرنے والے کے درجات کی بلندی کا موجب ہوتی ہے۔

مخلوق سے لینا ختم کر کے ہی اللہ سے لینا شروع ہوتا ہے اگرچہ مخلوق ہی اللہ کی طرف سے مخلوق کو دیا کرتی ہے۔

خالق نہیں، خالق کی طرف متوجہ ہو خالق..... ہر شے کا مالک۔

خالق کی طرف نہیں، خالق کی طرف جھک اور ایسے جھک اور ایسے جھک کہ پھر کسی مخلوق کے آگے جھکنے کی کبھی حاجت نہ رہے۔

اللہ دیتا ہے تو دیتے ہیں، کسی نے کسی سے کیا لینا ہوتا ہے!

مسند کی عنایت پہ سجدہ شکر ادا کر، پھر کبھی تیرے پاس کسی نے بھی اور کوئی حاجت لے کر نہیں آتا۔

اہم عنایت کے ہمراہ اہم شکر یہ لازم و ملزوم۔

تاج و تخت تو ہم رکھتے ہی نہیں، جو شے اللہ عنایت فرماتے ہیں ہم اللہ کی مخلوق میں تقسیم کر دیتے ہیں۔ سرفہرست: نادار، لاچار، بیمار، مفلوک الحال۔

یہ شکر کا بہترائی مقام ہے

الحمد لله حمداً كثيراً طيباً مباركاً فيه كما يحب ربنا ويرضى -  
یہ مقالاتِ حکمت اگر روز بھی لکھیں کوئی مضائقہ نہیں، اوڑک وارد ہو کر ہی  
رہتے ہیں۔

یہ مقالات صرف منگے ہی نہیں تمہارے گلوں میں موتیوں کی مالا ہیں، چاہو  
تو سینوں سے لگالو، چاہے مٹی میں رولو۔

بڑے میاں! ہمارے نزدیک اور اہل فن کے نزدیک یہ کوئی منزل نہیں، ہر  
کوئی کر سکتا ہے۔ اس منزل میں پوری کی پوری دنیا سمائی ہوئی ہے، دین کا نام تک  
نہیں۔

فقر کا صرف ایک ہی امتیازی نشان ہوتا ہے کہ  
فقر دنیا سے کوئی واسطہ نہیں رکھتا، یار و اغیار برابر ہوتے ہیں۔  
بارہا لکھ چکے اہل فقر نے کسی بھی میر و سلطان سے کوئی واسطہ نہ رکھا۔ ان  
کے نزدیک میر و سلطان ہی اصلی مفلوک الحال۔

پیشک اللہ کے فقیروں نے دنیا کو حرام قرار دیا ہوا ہے۔ طریقت کی ریت کی  
پریت پرانی ہے کبھی نہیں بدلی اور کبھی نہیں بدلتی۔

دنیا کا کوئی لالچ اور کوئی خوف کسی فقیر کو کبھی لپکانہ سکا اور نہ دھمسا سکا۔ جب  
اس کے حضور میں امارت پیش ہوئی، منہ پھیر لیا اور جب دولت پیش ہوئی، اللہ اللہ،  
اس پہ تھوک دیا۔ دنیا کا کوئی منظر اسے کبھی راغب نہ کر سکا نہ ہی وہ کسی بازار میں بک  
سکا۔

تیری دنیا کی کوئی بھی چیز اور کوئی بھی منصب فقر کے نزدیک کوئی بھی قدر و اہمیت مطلق نہیں رکھتا۔ تیرے سوا، تیری قسم، ہر شے بیچ و بیکار ہے۔  
فقر کے ہاں دنیا آتو سکتی ہے مگر دین کیلئے۔

گو یاد دنیا ہے ..... تو دین کے لیے  
دین ہے ..... تو رضا کے لیے

جب وہ یہ کہتا کہ میرا تیری دنیا میں جینا تیرے لیے ہے، تیری دنیا کی کوئی بھی شے اور کوئی بھی منصب تیرے اس بندے کی نظروں میں بیچ و بیکار ہے، تو خدائی جھو متی اور جس دنیا کے پیچھے تو مارا مارا پھرتا ہے، اس کے گرد گھومتی۔

سنتِ مطہرہ کے عمل کے نور میں مخمور ہو کر جب کچھ کرنے پہ آمادہ ہوتا..... دم بھر کیلئے بھی دیر نہ ہوتی کن فیکون کی کنجی بن جاتا۔

ارے دنیا تیرے در کے سامنے صدیوں باریابی کی منتظر رہی..... تو نے اس کی طرف آنکھ بھر کر بھی نہ دیکھا..... تھو کا تک نہیں..... اس کی کوئی دلکشی تجھے مائل نہ کر سکی۔ اس کی کسی دلفریبی کا تجھ پہ مطلق اثر نہ ہوا..... اس کا کاٹا پانی نہیں مانگتا مگر تجھ پہ اس کا کوئی حیلہ کار گرنہ ہوا، تجھ پہ اس کا کوئی جادو نہ چل سکا۔

تو نے اسے ہر روپ میں پہچانا اسی لیے اس نے تیرا لوہا مانا اور  
اب..... اللہ اللہ! .... کوئی کیا کہے؟ خود سوچ تو کہاں کھڑا تھا اور اب کہاں  
پڑا ہے! کہاں وہ عزت کہاں یہ ذلت! توبہ توبہ، ایسی بلندی اور ایسی پستی!!

وہی دور تیرا زریں دور تھا، فقر کی وہ رسم پھر احیا کی منتظر ہے۔ دنیا کا جو اپنی گردن سے اتار..... بے دھڑک اتار۔

عقل سے سوچ کر کوئی کسی بھی پھندے کو کبھی اپنے گلے سے نہیں اتار سکتا۔  
کچھ مت سوچ..... بلا سوچے اسے اتار پھینک!

جو دنیا آخرت (کے لیے زاہدِ راہ) کا موجب نہیں، فضول ہے۔

○ حضرت ام درداءؓ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت ابو درداءؓ سے کہا تم کو کیا ہوا کہ تم مال و منصب کو حضور اقدس ﷺ سے طلب نہیں کرتے جیسا کہ مانگتا ہے فلاں اور فلاں؟

حضرت ابو درداءؓ نے کہا میں نے حضور اقدس ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ تمہارے سامنے ایک دشوار گزار گھاٹی ہے اس سے وہ لوگ نہیں گزر سکتے جو گراں بار ہیں اس لیے میں یہ پسند کرتا ہوں کہ اس گھاٹی پر چڑھنے کیلئے ہلکا رہوں۔ (اور دولت و منصب حاصل کر کے گراں بار نہ ہوں) (۵۶)

○ حضرت ابو الدرداءؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہے جب آفتاب طلوع ہوتا ہے تو اسکے دونوں پہلوؤں میں دو فرشتے ہوتے ہیں جو پکارتے اور مخلوقات کو سناتے ہیں۔ ان کے پکارنے کی آواز کو ساری مخلوق سنتی ہے مگر جن اور انسان نہیں سنتے۔ وہ یہ اعلان کرتے ہیں کہ لوگو! اپنے پروردگار کے حکم کی طرف رجوع کرو اور اس بات کو جان لو کہ جو مال کم ہو اور کافی ہو، وہ اس مال سے بہتر ہے جو زیادہ ہو اور لہو لہب میں ڈالے۔

(ابو نعیم)

○ حضرت سہل بن سعدؓ کہتے ہیں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر دنیا اللہ کی نظر میں مچھر کے پَر کے برابر بھی وقعت رکھتی تو وہ اس میں سے کافر کو گھونٹ بھی نہ

پلاتا۔

(احمدؒ۔ ترمذیؒ۔ ابن ماجہؒ)

○ حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ضیعت (جاگیر)۔  
دنیاوی سامان یعنی صنعت تجارت باغ زراعت وغیرہ) کو اپنے لیے (ایسا) ضروری و  
لازم نہ جانو کہ وہ دنیا کی طرف رغبت کا سبب بن جائے۔

(ترمذیؒ۔ بیہقیؒ)

یہ دنیا ہے

یہ دین ہے

ایک کو اپنا

دنیا سے دین کو افضل جان۔

دنیا میں ایک پردیسی کی طرح مسافر بن کر رہ۔ مسافر کا کوئی وطن نہیں ہوتا،  
کوئی گھر نہیں ہوتا، کوئی دوست نہیں ہوتا۔ رات کا رین بسیرا ہوتا ہے۔ درختوں تلے  
رات گزاری، چل دیا۔

اپنی منزل کے سوا کسی اور طرف مطلق متوجہ نہیں ہوتا۔

مسافر ہی سفر کی صعوبت جان سکتا ہے، مقیم نہیں۔

سفر میں کوئی اپنا نہیں ہوتا، ہر کوئی بیگانہ ہوتا ہے اور بیگانگی میں گلہ نہیں

ہوتا۔

زندگی رین بسیرا

تازی ہنہنایا

مسافر نے زین کسی اور اپنے سفر پہ گامزن ہوا  
جو سفر میں نہیں، مسافر نہیں متمم ہے۔

تو نے اتنا جو لاد ادا ہوا ہے کہ مسافر اسے اٹھا نہیں سکتا، کمر توڑ رکھی ہے۔ چند  
ضروری اشیاء پہ اکتفا کر، ہلکا پھلکان اور ہر حال میں اپنے رب ہی کی طرف راغب رہ۔  
تیری رغبت کسی اور طرف راغب ہونے نہیں دیتی۔

مرغ نے تیمم کیا اور بانگ دینے کے لیے اپنے پروں کو سنوارنے لگا کہ مسافر  
اٹھا اور اپنے گھوڑے پہ زین کسی، سوار ہو اور ایڑ لگا دی۔ وہ جس حال میں داخل ہوا تھا  
اسی حال میں نکلا۔ شر کی کوئی بھی چیز اس کے پاس نہ تھی۔ وہ یہ کہتا ہوا کہ یہاں کوئی  
بھی کسی کا نہیں اور یہاں کی ہر شے فریب و سراب ہے اپنی منزل پہ گامزن ہوا۔  
سبحان اللہ صبح کا کیا ہی سہانا وقت تھا۔ پرندوں کی چچھاہٹ نے جنگل کی خاموش فضاؤں  
کو پُر کیف، نایا ہوا تھا اس نے کیا کیا بول بولا اور کیسے کیسے پردوں کو کھولا۔

یہ زمین عارضی یہ سماں عارضی، یہ زندگی کا سارا سامان عارضی۔ عشق و  
مستی رازِ ہستی اور نام و نمود ہیچ و ناوود۔

ایک نے کہا کہ جب وہ دنیا کے بازار میں سے گزرا، سارا بازار اٹھ کھڑا ہوا۔  
اس کا پُر تپاک استقبال کیا۔ بازار کی ہر شے لا کر اسے پیش کر دی۔ موتی پیش کیے،  
ہیرے پیش کیے، لعل پیش کیے، گوہر پیش کیے۔ اس نے اخلاص کے دفتر میں قسم کھا  
کر کہا کہ اس نے کسی بھی چیز کی طرف مطلق نہیں دیکھا۔ اس کے دل میں اللہ کے سوا،  
اللہ کی قسم، کسی بھی شے کی کوئی طلب باقی نہ تھی۔ اس کا دل ہر شے سے خالی اور بالکل  
خالی تھا جس طرح خالی ہاتھ بازار میں داخل ہوا تھا اسی طرح خالی ہاتھ لوٹ گیا اور یہ



اس پہ اس کے اللہ کا خاص انعام تھا ورنہ دنیا کے بھرے بازار میں سے کبھی کوئی سلامت نہیں لوٹا۔

بڑے بڑے آدمی چھوٹی چھوٹی باتوں میں الجھے اور اس بازار سے وہی بچ کر نکلا جسے اللہ نے بچایا۔

بڑے بڑے اور نامی گرامی مال و منال کے پھندوں میں الجھے۔ تو کہہ کہہ تو اس پہ تھوکتا بھی نہیں۔

دنیا مردود ہے اور مردود کی کمائی کبھی کسی فقیر کے راس نہ آئی۔  
فقیر اور صرف فقر اللہ کی وہ مخلوق ہے جو اللہ سے اللہ کے سوا کسی اور شے کی طالب نہیں اور نہ ہی کوئی شے اسے اپنی طرف متوجہ کر سکتی ہے اگرچہ ہفت اقلیم کی شاہی ہو۔

فقر خوشی کو پا کر بھی کبھی خوش نہیں ہوتے اور یہی لبدی خوشی ہوتی ہے۔  
یہی تو ہماری عید ہے کہ ہم عید کے لیے کوئی اہتمام نہیں کرتے۔  
فقیر کی ہر شے اللہ کے لیے اور اللہ ہی کی ہوتی ہے اور فقیر کے ترکہ میں گڈری کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا۔

اللہ کے بندوں کا کوئی ترکہ نہیں ہوتا۔ جو کچھ وہ چھوڑیں صدقہ ہوتا ہے اور صدقے کی کوئی وصیت نہیں ہوتی۔

وہ بازارِ دنیا سے یہ کہتے ہوئے ایک دھوم سے گزرے کہ نہ کسی سے کوئی ترکہ پایا اور نہ ہی چھوڑا۔

فقیر اگر اللہ کا فقیر ہے کبھی نہیں بدلتا۔ بدل بدل کر بدلا ہوتا ہے پھر کبھی نہیں بدلتا۔ اپنا حال ہمیشہ قائم رکھتا ہے۔

فقیر کا حال اور پیراہن لبدی ہوتا ہے۔ کوئی تلقین اس پہ اثر انداز نہیں ہوتی۔ کسی بھی حال میں فقر کی قباء کو کبھی داغدار ہونے نہیں دیتا۔ کسی بھی شے میں کوئی دلچسپی نہیں لیتا اور مسافر کی طرح بے خانماں رہتا ہے۔

ایک یہی تو اللہ کی ایسی مخلوق ہے جو قول کر کے کبھی نہیں پھرتی۔ ماشاء اللہ! فقرا طریقت الانبیاء علیہم السلام کے مقلد ہوتے ہیں، توکلت علی اللہ زندگی بسر کرتے ہیں اور کل کے لیے کوئی بھی شے جمع کر کے نہیں رکھتے۔ ہر دم کو آخری دم تصور کرتے ہیں کل کی فکر کبھی نہیں کرتے۔

یقین رکھتے ہیں کہ اللہ ہر ذی روح کو ہر روز روزی دیتا ہے۔

کہنا نہایت سہل کرنا نہایت مشکل

یہ تو بازی ہے بتا کون جیتے گا؟

### نشانِ راہ

جو صرف آج ہی کے لیے زندہ ہے اور جس کا یہ دم آخری دم ہے، قابلِ رشک نہیں تو کیا ہے! بیشک یہ اللہ کی بہترین عنایت ہے۔ بہترین شکر کر!

کوئی ہندہ حال میں نہیں رہتا

ماضی میں رہتا ہے یا مستقبل میں

اسی لیے بد حال رہتا ہے اور بیقرار

حال کا استقبال : بہترین کمال

سونے کی تختی پر لکھ کر گلے میں لٹکا۔

جو کل کے لیے زندہ ہے، پریشان ہے۔  
جو آج ہی کے لیے جیا، زندگی نے اس کا استقبال کیا۔

### افکارِ قدسیہ

حال کا استقبال کر اور ماضی و مستقبل کو مچ میں جلا۔  
کھا، کھلا، چا کر مت رکھ۔ کل کی روزی کل ملے گی۔

○

اس منزل میں کل نہیں ہوتا۔ کل کا حساب بھی نہیں ہوتا، نہ ہی کسی کو کل کی خبر ہوتی ہے۔

### معیارِ سلوک

کل کے لیے رکھی ہوئی چند کھجوروں پر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا....  
○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ حضرت بلالؓ کے پاس آئے اور ان کے پاس کھجوروں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے پوچھا اے بلالؓ! یہ کیا ہے؟ بلالؓ نے عرض کیا یہ ایک چیز ہے جو میں نے کل کے لیے جمع کی ہے یعنی آئندہ کے لیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تو اس سے نہیں ڈرتا کہ اس کا خاڑنے دوزخ کی آگ میں قیامت کے دن؟ بلالؓ اس کو خرچ کر دے اور عرشِ عظیم کے مالک سے افلاس و فقر کا خوف نہ کر۔

(مہتمی)

ہندے کی زندگی موڑ موڑ کر بدلتی رہتی ہے۔ ہر موڑ پہ ایک نیا موڑ ہوتا  
ماشاء اللہ! جیسے کسی کارات کو سونے سے پہلے کوئی شے نہ رکھنا۔

خانقاہی نظام میں مال کا ختم تک نہیں ہوتا۔ اس اعتبار سے فارغ البال ہوتا

ہے۔

”پھر کھاتے کہاں سے ہو؟“

”لا نسلک رزقا ط نحن نرزقک ط“

(سورۃ ط: ۱۳۲)

خانقاہ میں سود و زیاں کا سودا نہیں ہوتا اور کل کے لیے کوئی حساب نہیں

ہوتا۔ ادھر سے لیا جاتا ہے، ادھر دیا۔

طریقت الی اللہ کا یہ قدیم ترین مسلک جب تک نافذ العمل رہا، جگمگاتی رہی

یہاں تک کہ مجاہدہ سے بھی مستغنی رہی۔

فقراء کی فتوحات، عبادات و ریاضات و مجاہدات کی بڑی سے بڑی کمی کو پورا

کرنے کے کا انب معمول اور سہل ترین سبیل ہے ماشاء اللہ!

جس نے اس انب معمول کی خلاف ورزی کی .... جامہ فقر کو تار تار کر

گیا، فقرِ بوڑ کو داغ دار کر گیا اور صدقِ سلمانی کے معیار سے گر گیا

اور جو بھی اس معیار پہ پورا اترا .... ماشاء اللہ! کامیاب۔

پھر سن اور غور کر!

فقیر کی کوئی جائیداد نہیں ہوتی، کوئی مال نہیں رکھتا۔ جو شے لوگ فقیر کو

دیتے ہیں، بیٹھے بیٹھے لوگوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔ کبھی مخل نہیں کرتا اور کل کے لیے

کوئی بھی شے جمع کر کے نہیں رکھتا۔

یہی فقیر کا ترکہ ہوتا ہے یہی میراث۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے حضرت ابوذر غفاریؓ اسی پہ  
کاربند تھے۔ وما علینا الا البلاغ۔

حضرت ابوذر غفاریؓ کی ہر شب یوں گزرتی کہ نہ کوئی دینار پاس ہوتا نہ  
درہم۔ جو ہوتا سونے سے پہلے تقسیم کر دیتے۔

حضرت امیر معاویہؓ نے بغرض امتحان غلام کے ہاتھ ایک ہزار اشرفی بھجوائی  
پھر اگلے ہی روز علی الصبح غلام کو کہہ بھیجا کہ وہ رقم کسی اور کا حصہ تھی غلطی سے آپ کو  
دے دی گئی، واپس لوٹادیں۔

فرمانے لگے :

امیر سے کہو وہ رقم میں نے سونے سے پہلے مستحقین میں تقسیم کر دی تھی،  
کچھ مہلت دے دو تاکہ واپسی کا بندوبست کر سکوں۔ ماشاء اللہ!  
خیرات کرنے کے بعد اگر کچھ باقی نہ رہے، عین خیرات ہوتی ہے۔ حد بھی  
کہیں تو بے جا نہیں۔

خیرات کی رقم خیرات ہی میں تقسیم ہو۔ اگر ایسا ہوتا تو خیرات کا ایک تانتا  
بندھ جاتا۔ خدائی محکمہ کی ایک مقبول ترین مدین کر، ایک امید افزا بین الاقوامی اداروں  
میں، کسی بھی حال میں کسی ادارہ سے کم نہ ہوتا۔ خدائی اداروں کی آبرو بن کر  
گوھر نشاں ہوتا۔ لیکن ایسے نہیں ہوتا اور بالکل نہیں ہوتا۔ خیرات کی رقوم خیرات  
نہیں کی جاتیں، ذاتیات کے مصرف میں لائی جاتی ہیں جو اہل کرم کے نزدیک بے  
جا اور اہل وفا کے نزدیک حرام کے مترادف گردانی جاتی ہیں۔

یہ بڑے ہی کام کی باتیں ہیں :

فقراء کی فتوحات کے تصرفات طالب کے لیے نہیں۔ قطعاً نہیں۔

فقراء کی جو فتوحات دنیوی امور پر خرچ کی جاتی ہیں، کوئی رنگ نہیں لاتیں

اور نہ ہی کوئی گل کھلاتی ہیں۔ اوڑک کسی نہ کسی رنگ میں تلف ہو جاتی ہیں۔

تبلیغ کے دوران کی فتوحات تبلیغ ہی کے مصرف میں لائی جائیں نہ کہ ذاتی۔

لندن کے ایک چکر میں سو لاکھ بھی روزانہ۔

مفت کی کمائی .... فتوحات

اور فتوحات .... سراسر فتنات و ماعلینا الا البلاغ

فقر الی اللہ کی فتوحات میں فتنات پوشیدہ ہوتے ہیں۔ جو بھی فتوح فتنہ کا

موجب ہو، قبول مت کر۔

ادھر سے لو ادھر دو

فتوح باقی فتنہ باقی

فتوح ختم فتنہ ختم

جہادِ اکبر کے بعد فتوحات

اور فتوحات .... فتنات کا موجب۔

کھا

کھلا

چا کر مت رکھ۔

فتنات کا خاتمہ۔

تیری جیب میں کوئی پیسہ نہ ہو، ایک دمڑی بھی نہ ہو!

گھر میں بھی نہ ہو .... بالکل نہ ہو۔

کسی بینک میں کوئی رقم جمع نہ ہو، کسی بھی قسم کی کوئی جائیداد نہ ہو۔ کسی سے

بھی کہیں سے بھی آنے کی کوئی امید نہ ہو

یہ تھا

اللہ کے فقیروں کی خلافت کا خلافت نامہ! ماشاء اللہ!

ایک خلافت نامہ ایک پوری داستان کا ترجمان ہوتا۔ جب تک تو اس حال

میں رہتا، ساری خدائی تیرے ساتھ ہوتی۔ تو ان کا ہو کر سب کا ہوتا۔ صفاتِ الہیہ میں

جذب ہو کر ذات ہی کا فرق باقی رہتا۔ ملائکہ، جن وانس ہر شے حمایت و تائید کرتی

اگرچہ وہ مستغنی عن الخطاب ہوتے۔ کسی کی بھی حمایت و تائید کو کسی خاطر میں نہ لاتے۔

جو کچھ بھی ان کے ساتھ ہوتا، اللہ ہی کی طرف سے عین حکمت سمجھ کر کبھی کچھ نہ

کہتے۔ مردہ کی طرح دیکھتے، بیچ و تاب کھاتے اور اف تک نہ کرتے۔

فتوحات کے ساتھ ساتھ فتنہ ہوتا ہے، فتنات ہوتے ہیں۔ فتوحات کے

بعض فتنات جمعیت بکھیر دیتے ہیں۔

فقر کی فتوحات جو دین ہی کے لیے وقف اور مخصوص ہوتیں اگر اور جب دنیا

کی طرف منتقل ہوتیں، اضطراب کا ایک بے پناہ عالم رونما ہوتا۔

ایسی فتوحات کی ایسی تیسی جو فتنات کا پیش خیمہ بنیں۔ صرف اور صرف ایک

ہی سبیل اور بہترین تمثیل یہ ہے

الف سے لے اور ب کو دے

ادھر سے لے اور ادھر دے

یہ اس مضمون پہ ختم الکلام ہے۔

قرونِ اولیٰ کی عظمت کاراز: فتوحات کی مساوات! ماشاء اللہ!

اسی میں جلال تھا، اسی میں جمال

اسی میں کمال تھا اور

اس ہی کے باعث زوال۔

جب تک یہ فتوحات پھر سے محال نہیں ہوتیں پہلے کی طرح خوشحال نہیں ہوتیں۔

فقراء کی فتوحات اگر فقراہی کے تحت مجھ عمل رہتی، رنگ بندھ جاتا۔ جس

عظمت کو ترستے مدتیں گزریں، پھر سے عود کر آتی .... گھٹائیں باندھ کر آتی۔ کیا

بتاؤں تو کیا ہوتا۔ عجیب و غریب انوارات کا ظہور ہوتا، ماشاء اللہ!

نہیں کمایا تو فقیر ہی نے نہیں کمایا

فقیر کے سوا ہر کسی نے کسی نہ کسی انداز میں ضرور کمایا۔

یا شیخ! فقراء کی فتوحات فقراء ہی کے لیے مخصوص اور فقراء ہی کو لائق و

سزاوار ہوتی ہیں، عیش و عشرت کے لیے نہیں۔

فقر اکار ہنا مسافر کی طرح ہوتا ہے .... ایک ہتھی میں بند .... کل کے لیے نہ

ذخیرہ نہ فکر .... اور نہ ہی زندگی کی امید۔

بندہ ابھی اسلام کے اس پہلے ہی سبق پہ، جو کہ مجھے پہلے ہی دن دیا تھا،

جدوجہد کر رہا ہے۔ جس طرح کرنے کا حکم دیا گیا تھا، ابھی تک پوری طرح سے نہیں

کر سکا۔ جب کہ یہ حال ہے، کیا ہمارا اقال کیا ہمارا حال کیا ہماری طریقت اور کیا رہنمائی!



مجھے سبق دیا گیا کہ تم دنیا میں مسافر کی طرح رہو اور مسافر کے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا مگر پہنا ہوا لباس اور ضروریات کی ایک چھوٹی سی بچھی جسے کہ وہ آسانی سے اپنے ہمراہ اٹھا سکے۔ اس سے زیادہ کوئی مسافر کوئی سامان اپنے ہمراہ نہیں اٹھا سکتا اور اپنے تئیں اُن مُردوں میں شمار کر دو جو قبروں میں ہیں اور مُردوں کی کوئی بھی تمنا نہیں ہوتی مگر یہ اور صرف یہ کہ اللہ اسے دوبارہ زندگی بخشے اور وہ دنیا میں جا کر اس کی بندگی کرے۔

قبر میں چار چیزیں ہوتی ہیں اور کوئی جینے والا اس کی مطلق پروا نہیں کرتا۔

تمنائی، وحشت، عذاب اور فتنہ

اہلِ مراقب دنیا سے ایسے دور رہتے ہیں جیسے اہلِ قبور۔

مردے کا قبر کی تنگ و تاریک گھاٹی میں ہزاروں سال قیامت کے انتظار میں

ترپنا کوئی معمولی منزل ہے؟ یہ منزل ہم سب پہ وارد ہونے کو ہے۔

قبر کی یہ تمنائی مرنے سے پہلے مر کر اس دنیا میں کاٹی جاسکتی ہے۔

قید اور قبر میں پشیمانی اور ندامت کے سوا کوئی اور منظر نہیں ہوتا۔

قبر میں تین چیزیں ہوتی ہیں :

عذاب، فتنہ اور داویلا .. ہائے دنیا میں وہ کام کیوں نہ کیے جو یہاں کام آتے۔

مردہ اور صرف مردہ یہ جانتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا اس کا کوئی اور

مونس و نغمسار نہیں۔ نہ ماں باپ، نہ بیوی بچے نہ بہن بھائی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اللہ کے

سوا کسی اور کو دوست نہیں رکھتا اور نہ ہی کسی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

ساری دنیا کے سارے رشتے مطلب ہی کے رشتے ہیں۔

کیا تجھے یہ پتہ ہی نہ تھا کہ دنیا مطلب ہی کا گھر ہے؟  
 دنیا میں کوئی کسی کا کچھ نہیں لگتا، مطلب ہی مطلب کا دوست ہے۔  
 اب تجھ سے کسی کا کوئی مطلب نہیں  
 مر کر ہی یہ راز تم پر افشا ہوا

تیرے اگائے ہوئے باغ لکڑ منڈی میں ہے۔ تیرا مال جگہ جگہ لٹا۔ اسے دیکھ  
 کر ہم نے قسم کھائی اللہ کی قسم! کسی بھی انداز میں کبھی مال جمع نہیں کرنا، آتے ہی  
 تقسیم کر دینا ہے۔

مردے کی مطلق کوئی تمنا نہیں ہوتی مگر یہ اور صرف یہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ  
 اسے دوبارہ زندگی بخشے اور وہ دنیا میں جا کر اللہ کی عبادت کرے۔ شب دروڑ کرو فکر میں  
 محو و منہمک رہے، کوئی بھی دم یاد سے خالی نہ گزرے۔

اس اور صرف اس کی نظروں میں دنیا اور ماٹھیا کی کوئی بھی چیز کوئی وقعت  
 نہیں رکھتی، پیچن کے برابر بھی نہیں اور نہ ہی کوئی منصب کوئی اہمیت رکھتا ہے۔ اس  
 کے اور صرف اس کے نزدیک اللہ کے سوا ہر شے بیچ و بیکار ہے۔

دنیا میں مُردوں کی طرح جینا کافی مشکل ہے  
 موت کے وقت مردہ اللہ کے سوا کسی اور طرف بالکل متوجہ نہیں ہوتا اور نہ  
 ہی اس کی کوئی تمنا ہوتی ہے مگر یہ اور صرف یہ کہ اللہ اپنی رحمت سے اس کو بخش دے  
 اور قبر کے عذاب سے بچالے۔

قبر میں ایک بار لیٹ کر پھر کبھی نہیں اٹھنا۔ ان ہاتھوں سے کوئی کام نہیں  
 کرنا۔ ان آنکھوں سے کسی کو بھی نہیں دیکھنا۔ اس زبان سے کوئی بھی کلمہ نہیں نکلنا۔ اس

دل میں کسی کا بھی کوئی خیال کبھی نہیں آتا۔ قیامت تک پچھتانا ہی پچھتانا ہے۔  
یہ زندگی جس پہ تو پھولے نہیں ساتا، سراب و فریب ہے۔ دانش کے بازار  
میں کسی بھی قیمت کی نہیں۔

قبر میں پچھتانا کس کام کا؟ آج پچھتا! اب پچھتا۔  
زندگی ایک موقع ہے پھر کبھی ہاتھ نہیں آتا، کوئی بھی وقت ضائع مت کر۔  
اپنی عمر بھر کی کمائی راہ میں لٹا کر گھر پہنچ کر پچھتایا تو کیا پچھتایا!  
لاکھوں کروڑوں کا مال چھوڑ کر مر گیا۔ وارثوں میں تقسیم پر فتنہ برپا ہوا۔ کیا  
خوب ہوتا ہے ہاتھوں سے مستحق مخلوق میں تقسیم کرنا جو آخرت کے لیے زور راہ بنتا۔  
یہ دنیا جسے تو کسی خاطر میں نہیں لاتا، اس ہی کی کمائی بندے نے قبر، برزخ،  
حشر اور آخرت میں کھانی ہے، وہاں کوئی کمائی نہیں کرنی۔  
جو کھانا میں اب کھاتا ہوں دنیا ہی کا کھانا ہے۔ آخرت کے کھانے کے قابل  
نہیں اور آخرت کا کھانا بدی ہوتا ہے۔

آخرت میں تین قسم کے کھانے ہوتے ہیں :

بہترین، میانہ اور بدترین

بہترین : ایمان و عملِ الصالح

میانہ : عام مخلوق کی بے لوث خدمات کی حسن کارکردگی کا صلہ

بدترین : اعمالِ بد کا عذاب و فتنات

ہر کمائی دنیا میں کمائی جاتی ہے اور برزخ میں کھائی جاتی ہے۔

زندگی کی کمائی، برزخ میں کھائی۔

جیسا کمایا، ویسا کھایا۔

دنیا کی کمائی، آخرت کے کسی کام نہ آئی۔

آخرت کی کمائی بندوں نے رنج رنج کھائی

اوروں کو بھی جی بھر کھلائی۔

اس دارِ فانی میں جو بھی آیا، زینت الحیوۃ الدنیا ہی کا شیدائی آیا۔

ضرورت اور زینت میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ضرورت محدود اور زینت

لا محدود ہے۔ ضرورت رکتی نہیں اور زینت مکتی نہیں۔

ہر کوئی اس تن ہی کی آرائش و زیبائش میں مشغول ہے حالانکہ یہ مٹی اور

کیڑوں ہی نے کھانا ہے۔

بندے کے لیے کھانے پینے کی کوئی کمی نہیں ہوتی۔ چند پیسے خرچ آتے ہیں

باقی ساری کمائی زیب و زینت ہی کے کام آتی ہے۔

ایک خاتون بولی اللہ کی قسم ستر سال گزرے جو چیزیں میں نے زندگی کی

زینت سمجھ کر رکھی ہوئی تھیں جوں کی توں پڑی ہیں۔ میرے کسی بھی کام کی نہیں۔

آج تک انہیں استعمال کرنے کی نوبت ہی نہیں آئی۔ اب نہ میں انہیں چھوڑ سکتی ہوں،

نہ رکھ۔ گلے کا ہار بنی ہوئی ہیں۔ پیسے پاس ہوتے بازار جاتی جو چاہتی لے لیتی۔

زیب و زینت کا حشر دیکھنا ہو تو روڑی پہ جا کے دیکھ۔

ایک قبرستان کے عقب میں کوڑے کرکٹ کا ڈھیر دیکھا ”کبھی یہ نعمت تھی

آج کوڑے کا ڈھیر۔ کھانے والے مر گئے کوڑا کرکٹ چھوڑ گئے۔“

کسی دن یہ پسندیدہ ترین ملبوسات تھے، لیر لیر ہو کر پس گئے۔

بالآخر روڑی کا ڈھیر بن کر اپنی کہانی سنانے لگے۔

میرے آقا روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی کی بنیادی ضروریات اور فضولیات کے درمیان ایک لطیف خط امتیاز کھینچ دیا ہے کہ زندگی قائم رکھنے کے لیے خوراک، ستر ڈھانپنے کے لیے لباس اور رہنے کے لیے مکان امن آدم کا حق ہے، باقی سب فضولیات۔ یہی وہ خط مستقیم ہے جس پہ چل کر پتھر ہیرا بنے۔ اسی ایک سمت نے باقی سب رستے معدوم کر دیے۔

○ حضرت امن مسعودؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

فمن یرد اللہ ان یرہدیہ یشرح صدرہ للاسلام ج

(الانعام: ۱۲۵)

(یعنی اللہ تعالیٰ جس شخص کی ہدایت کا ارادہ کرتا ہے اس کا سینہ اسلام کے لیے کشادہ کر دیتا ہے)

پھر فرمایا جب نور سینہ کے اندر داخل ہوتا ہے تو سینہ فراخ اور کشادہ ہو جاتا ہے۔

پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا اس حالت کی کوئی علامت ہے جس سے اس کی شناخت کی جاسکے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں اور وہ ہے .... غرور کے گھر (یعنی دنیا) سے دور ہونا، آخرت کی طرف رجوع کرنا اور مرنے سے پہلے مرنے کے لیے تیار ہو جانا۔

(مہتممیؒ)

جملہ خواہشات کو ایک ایک کر کے کھل میں پس کر کپڑ چھان کر کے دریا

میں بہادریا، نشان تک باقی نہ رہنے دینا

اصطلاح میں اسے موتوا قبل ان تموتوا کہتے ہیں۔

”مرنے سے پہلے مرنا“ اور کسے کہتے ہیں؟

موتوا قبل ان تموتوا .... ہمدے کی اصل ہمدگی ماشاء اللہ!

من کی نگری میں اللہ کاراج اور

تن .... من کے تابع۔

طریقت الاسلام کے چار معروف مقامات :

☆ التوبہ و الاستغفار

☆ الصمت التام

☆ الذکر الدوام

☆ موتوا قبل ان تموتوا

○

سچی اور پکی توبہ کر۔ توبہ کی برکت سے الصمت التام

الصمت التام .... مفتاح الذکر الدوام اور

الذکر الدوام .... موتوا قبل ان تموتوا کی طرف پہلا

قدم ہے۔ ماشاء اللہ!

رمزِ سلوک .... موتوا قبل ان تموتوا

جس نے بھی موتوا قبل ان تموتوا کے راز کو پایا

بدی سے دور ہوا .... دور، دور، دور اور

نیکی کے قریب ہوا .... قریب، قریب، قریب۔

انسان کی حیات الدنیا اور طریقت الاسلام کی منزل کا سب سے اونچا،  
سب سے اخیر اور سب سے مشکل مقام موتوا قبل ان تموتوا ہے۔

### موتوا قبل ان تموتوا

کسی کا جیتے جی مرنا کٹھن ترین منزل ہے۔ اے اوجینے والے! اگر تو  
جیتے جی مرے تو زندگی تیرا استقبال کرے اور جیتے جی مرنے  
والوں ہی نے زندگی کو جینا سکھایا۔

اگر تو مرنے سے پہلے مرجاتا،

دین، دنیا اور آخرت کی تمام ادائیں سمٹ کر تجھ میں سما جاتیں۔

موت کا استقبال .... فقر کی معراج۔

جو مرنے سے پہلے مرا، موت نے اس کا استقبال کیا۔

مرنے سے پہلے مرنے والے کی سب سے پہلے تمنا مرتی ہے، پھر ہر شے مر

جاتی ہے۔ نہ جینے کی حسرت نہ مرنے کا غم۔

کسی بھی شے کو چا کر مت رکھ، بھری محفل میں لٹا دے اور

موتوا قبل ان تموتوا کی منزل کے داؤ پر جو بھی شے رکھتا ہے، لگا دے۔

اپنی جان تو ہے ہی نہیں، انہی کی ہے، انہی کو لوٹا دے۔

زندوں کو زندگی کا پیغام مر کر ہی سنایا جاسکتا ہے، زندگی میں نہیں۔

واذکر اسم ربک و تبتل الیہ تبتیلا ط (المزمل: ۸)

اور تو اپنے رب کا ذکر کر اور ماسوائے منقطع ہو۔

ما سوا سے منقطع، اللہ سے منسلک

اصحابِ طریقت کا نصب العین۔

و اذکر اسم ربک و تبتل الیہ تبتیلاً ط کی تشریح میں ایک نے کہا  
جب میں اللہ کے ذکر میں محو ہوا، مخلوق نے مجھ سے نفرت کی اور میں نے اس انقطاع کو  
اللہ کی طرف سے ایک حکمت سمجھ کر شکر ادا کیا اور یہ انقطاع ہی میرے اتصال کا  
موجب بنا۔ ماشاء اللہ!

انسان کا چاند پہ پہنچنا ایک کمال ہے اور

تبتل الیہ تبتیلاً ط کمال کمال ہے۔

دنیا بھلی او بھلی۔ ایک سے ایک بڑھ کر ....

ہوں گے، ضرور ہوں گے .... دیکھا نہیں

دیکھا نہیں جو جمیع امور کلیتاً اللہ رب العالمین کے حوالے کر کے

و تبتل الیہ تبتیلاً ط کا مصداق ہو۔

فرمایا: و اذکر اسم ربک و تبتل الیہ تبتیلاً ط (المزمل: ۸)

بتل: کسی شے کو تلوار سے کاٹ کر کسی سے جدا کرنا

تبتل: دنیا سے کٹ کر اللہ کی طرف رجوع کرنا

ف: اور تلوار کا کاٹنا ہوا کبھی جڑ نہیں سکتا۔

و اذکر اسم ربک و تبتل الیہ تبتیلاً ط

سوا بھی تشریح کریں، تبتیلاً ہی رہے گا۔



جس دن سے اس نے سچے دل سے یہ مان لیا کہ ”ہر جینے والے نے اوڑک  
اک دن مر جانا ہے اور بالآخر میں نے بھی اور پھر کبھی اس دنیا میں نہیں آنا اور نہ ہی کبھی  
کسی نیکی و بدی پہ گزر رکھنا ہے۔“ جیتے جی مرنے کے لیے تیار ہو گیا اور ایسے تیار ہوا  
جیسے کہ آج ہی مر جانا ہے۔

اپنی دنیا کی ہر شے، ایک ایک کر کے، اللہ کے لیے جیسے بھی بی، جس بھی بھاؤ  
بچی.... پیچ دی اور ستر ڈھانپنے کے علاوہ کوئی شے پاس نہ رکھی۔ و ما علینا الا  
البلاغ۔

کوئی بھی شے چاکرمت رکھ۔

تیرے پاس رکھنے والی کوئی شے ہے ہی نہیں۔

جمعِ حسنت ..... میرے آثار و جی فدائے صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے مُردوں میں  
تقسیم کر اور

سینات ..... یا حی یا قیوم برحمتک استغیث

(یاد دوسرے لفظوں میں: اللہ رحمن و رحیم ہی کے حوالے)

زندگی ایک جُوا ہے۔ ہر شے اس جوئے ہی پہ لگا دے۔ جس بھی بھاؤ ہے، پیچ  
دے۔ اگر کوئی بھی نہ لے، سر بازار پھینک۔

جب تک کوئی زندہ مُردوں کی طرح نہیں مرتا، اِرم کی کوئی کھیل کبھی نہیں  
کھیل سکتا نہ ہی کوئی بازی جیت سکتا ہے۔

زندہ مُردوں کی قبور کثیر البرکات کا خزانہ ہوتی ہیں اور ہر فنا سے نا آشنا۔  
ہوا کی طرح جہاں چاہیں اڑ جاتے ہیں جیسے ارواح۔

اہلِ قبور اگر قبور ہی میں ہوتے تو کیا حیاتِ جاودانی ہوتی؟  
 اہلِ قبور ہی کی بدولت زندوں نے زندگی پائی،  
 منکر فیض سے محروم۔

ایک نے کہا تم مرو  
 اللہ کے فقیر بھی کبھی مرا کرتے ہیں؟  
 فقیر ایک بار مرتا ہے پھر کبھی نہیں مرتا  
 نقل مکانی کیا کرتا ہے ایک دم دوسرے میں منتقل ہو جاتا ہے۔  
 حاضرین نے کہا: ”تو نے سچ کہا“

مومن مر کر میدان میں آتا ہے پھر کوئی موت اسے مار نہیں سکتی۔ ابدی  
 حیات پا کر مرا ہوتا ہے۔

”تجھ پہ موت کے اسرار وارد ہوتے رہتے ہیں۔ مطمئن رہ، برکات کا نزول  
 ہوگا، ماشاء اللہ! اور اس منزل کو معمولی مت جان!“

موت کے بعد، موت کا ہر تذکرہ بھول جاتا ہے اور بھلا دیا جاتا ہے

موتوا قبل ان تموتوا

کا تذکرہ ابد الابد زندہ اور قائم رہتا ہے۔

زندگی کی فنا کا عارف دنیا سے بیزار ہو کر ہی موتوا قبل ان تموتوا کے  
 مقام پر فائز ہو سکتا ہے، کسی اور طرح نہیں اور اس مقام پہ ذکر کے سوا کوئی اور مقام  
 قائم نہیں رہتا۔

یہ اللہ کی راہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھتے چلا چل

یہ اللہ کا ذکر ہے محوہ

یہ دین کی تبلیغ ہے جاری رکھ

یہ مخلوق کی خدمت ہے کیے جا

یہ دور کی منزل ہے پر کوئی دور نہیں

طے ہونے پہ آئے تو دم بھر میں ہو جائے۔

اصح الصمت التام

والذکر الدوام کی برکات کا منتظر رہ۔

منزل کتنی بھی دور ہو، کوئی دور نہیں

یہ پہنچا، یہ پہنچا، یہ پہنچا۔

مرنے سے پہلے مرنے والے صرف دو کاموں کے لیے زندہ رہتے ہیں :

۱۔ اللہ کی عبادت

۲۔ اللہ کی مخلوق کی خدمت

تیسرے کسی بھی کام میں کبھی دلچسپی نہیں لیتے، یگانہ ہو یا بیگانہ۔

جب آئی یہ آئے

سبیل السلام کی راہیں بتادیں گے

بجڑی ہوئی بات بتادیں گے

قالو بلی کے اقرار کو الست بتادیں گے

جو کبھی نہیں مانے، منادیں گے  
گرتی ہوئی تمکنت کو کبھی گرنے نہ دیں گے۔

اسلام کی دو مایہ ناز سبل السلام:

ذکرِ الہی

خدمتِ خلق

اور مٹنے کا طریق بھی بتادیں گے۔

کسی میر و سلطان سے کوئی واسطہ نہ رکھنا  
مفلوک الحال مساکین کی گتھلی بھرتے رہنا

یہی طریقت التام کی اسناد اور

یہی فتنات سے باز رہنے کا دستور۔

طریقت نے اسے مر جا کہا۔

ہم سب کچھ رکھتے ہیں،

اللہ نہیں رکھتے۔

سب کچھ کرتے ہیں،

اللہ کا کام نہیں کرتے۔

ہر کسی کے بٹتے ہیں،

اللہ کے نہیں بٹتے۔

اللہ کا بن کر دیکھ، ساری خدائی تیری ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قِیَاسُ

## اللہ تعالیٰ انسان سے فرماتا ہے

میری طرف آ کر تو دیکھ	متوجہ نہ ہوں تو کہنا
میری راہ میں چل کر تو دیکھ	رہیں نہ کھول دوں تو کہنا
مجھ سے سوال کر کے تو دیکھ	بخشش کی حد نہ کر دوں تو کہنا
میرے لیے بے قدر ہو کر تو دیکھ	قدر کی حد نہ کر دوں تو کہنا
میرے لیے ملامت سہم کر تو دیکھ	اکرم کی انتہا نہ کر دوں تو کہنا
میرے لیے لٹ کر تو دیکھ	رحمت کے خزانے نہ لٹا دوں تو کہنا
میرے کوچے میں بک کر تو دیکھ	انمول نہ کر دوں تو کہنا
مجھے رب مان کر تو دیکھ	سبب سے نیاز نہ کر دوں تو کہنا
میرے خوف سے سہا کر تو دیکھ	مغفرت کے دریا نہ بہا دوں تو کہنا
وفا کی لاج نہجا کر تو دیکھ	عطا کی حد نہ کر دوں تو کہنا
میرے نام کی تعظیم کے تو دیکھ	تکریم کی انتہا نہ کر دوں تو کہنا
مجھے جی اقدوم مان کر تو دیکھ	ابدی جیسا کا امین نہ بنا دوں تو کہنا
اپنی ہستی کو فنا کر کے تو دیکھ	جہاں بقا سے سرفراز نہ کر دوں تو کہنا
بالآخر، میرا ہو کر تو دیکھ	ہر کسی کو تیرا نہ بنا دوں تو کہنا

تحریر تاجدارِ دارالاحسان

حضرت شیخ ابوالنیل محمد برکت علی لودھی انوی قسطنطنیہ

(مقالاتِ حکمت، جلد سیزدہم (۱۳) صفحہ ۲۹۹ تا ۳۰۱)

قرونِ اولیٰ کا صوفی اپنی جگہ سے اٹھ کر کہیں نہ گیا مگر اللہ کے لیے۔ کسی کا مہمان نہ بنا لیکن ہر کسی کا میزبان بنا۔ جو روزی اللہ نے دی، اللہ ہی کے لیے اللہ کی مخلوق میں تقسیم کر دی۔ کسی بھی شے کی نہ طمع کی اور نہ ہی کوئی شے جمع کی۔

اللہ کے بندے اللہ کے سوا کسی بھی شے کے طلبگار نہیں ہوتے اور مطلق نہیں ہوتے۔ ان کی نظروں میں دنیا اور جو کچھ بھی اس میں ہے کوئی وقعت نہیں رکھتی، بچہ و بیکار ہوتی ہے۔ کسی بھی درجے یا منصب کی کوئی طلب نہیں کرتے۔ صحرے کے پھول کی طرح گمنام زندگی گزار کر چل دیتے ہیں۔ بنی بنائی پہ آتے ہیں اور بنی بنائی چھوڑ جاتے ہیں۔ اللہ کے کاموں کو حکمت پہ بنی سمجھ کر ہر امر کو اگرچہ وہ بظاہر ناخوشگوار ہو، خندہ پیشانی سے تسلیم کرتے ہیں۔ کبھی اعتراض نہیں کرتے اور نہ ہی کسی حال کو بدلنے کی فرمائش کرتے ہیں۔ حال حال پہ عنایت ہوتا ہے اور اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔

اللہ کے فقیروں کی نظروں میں اللہ کے سوا کوئی اور شے چچا نہیں کرتی اور نہ ہی وہ اللہ کے سوا کسی بھی شے کے طالب ہوتے ہیں۔

اللہ کے بندوں کی نظروں میں اللہ کے سوا کوئی اور چیز کوئی معنی نہیں رکھتی۔ اللہ نے اپنے بندوں کی نظروں کو وہ استغنا عنایت کیا ہوتا ہے کہ ان کی نظروں میں دنیا و مافیہا کی کوئی بھی شے بالکل نہیں چچا کرتی، سونا ہو یا مٹی۔

کسی عمدہ کھانے کی رغبت نہیں رکھتے۔ جو روزی اللہ دیتا ہے شکر کر کے کھا لیتے ہیں۔ حلوہ ہو یا نان جو ہیں۔ اسی طرح تن ڈھانپنے کے لیے جو بھی کپڑا میسر ہو، پہن لیتے ہیں۔ زیبائش و آرائش کی مطلق پرواہ نہیں کرتے۔

اللہ کے بندے اللہ ہی کے لیے دنیا میں جیا اور مرا کرتے ہیں۔  
 اللہ کے کاموں کے سوا کسی اور کام میں کبھی مصروف نہیں ہوتے۔  
 جو خدمات اللہ ہی کے لیے کی جاتی ہیں، مقبول ہوتی ہیں، مرنے کے بعد بھی  
 زندہ رہتی ہیں۔

اللہ کے بندے :

ہر بندہ اللہ کا بندہ نہیں اگرچہ اللہ کا بندہ ہے۔ اللہ کے بندے خاص ہوتے ہیں  
 اور وہ اللہ ہی کے ہوتے ہیں۔ اللہ کے سوا کسی سے بھی کوئی تعلق نہیں رکھتے۔  
 اللہ کے بندے مال جمع نہیں کیا کرتے اور نہ ہی ان کے مال کی میراث ہوتی  
 ہے۔ جو کچھ بھی وہ ترکہ میں چھوڑیں، صدقہ ہوتا ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے رحلت کے بعد ترکہ میں کوئی بھی مال نہ چھوڑا۔ نہ  
 درہم، نہ دینار، نہ اونٹ، نہ بکری اور نہ ہی کسی چیز کی وصیت کی۔

میرے مولائے کریم رؤف الرحیم روحی فداہ ﷺ کی یہ سنت قدیم و عظیم  
 ہے کہ تو دنیا میں مسافر کی طرح رہے اور مسافر کے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا مگر پہنا ہوا  
 لباس اور ضروریات کی ایک چھوٹی سی بچی جسے کہ وہ آسانی سے اپنے ہمراہ اٹھا سکے۔

فقر کے تمام مراتب خدمت ہی کے معیار پہ مرتب ہوتے ہیں۔ ہر نیکی ایک  
 عظمت ہے۔ خدمت کی عظمت سب سے بالا ہے۔

قرونِ اولیٰ کے صوفی کا سرکاری نام اہلِ خدمت ہوتا تھا اور خدمت ہی کی  
 بدولت آج اس کا نام زندہ ہے۔ اس کے پاس کچھ بھی نہ ہوتا مگر خدمت اور ہمارے پاس  
 سب کچھ ہے لیکن خدمت نہیں۔ وہ مخلوق کا خادم تھا ہم مخدوم۔  
 یہاں کوئی کسی کا خادم نہیں، ہر کوئی مخدوم ہے۔

خادم کے روپ میں مخدوم الاماں الاماں

رذیل، رذیل، رذیل۔

ہم حکومت کے انجام سے بے خبر ہیں ورنہ کوئی بھی کسی بھی قیمت پہ کبھی حاکم

بننا پسند نہ کرے۔

بادشاہوں کو حسرت ہے کہ وہ دنیا میں فقیر ہوتے۔ سب کے سب کہتے ہیں  
اگر ہم دنیا میں کچھ بھی نہ ہوتے تو کیا خوب ہوتا اور وہ کام کرتے جو یہاں کام آتے، کوئی  
مال جمع نہ کرتے اور نہ ہی چھوڑ کر یہاں آتے۔ اللہ کا مال اللہ کی راہ میں لگا کر آتے تو کیا  
خوب ہوتا! اللہ کا ذکر کرتے، ذکر کی مجلسوں میں جاتے۔ اللہ کے لیے جیتے اور اللہ ہی  
کے لیے مرتے۔ زندوں کو زندگی کا نمونہ دے کر آتے اور زندگی کی حسرت مٹا کر  
آتے۔

”میں اس شہر کا بادشاہ تھا۔ میرے سر پہ موتیوں سے جڑا ہوا تاج رکھا جاتا۔  
لوگ مجھے سجدے کرتے۔ اگر مجھے آج کا پتہ ہوتا اور اس بے قدری سے واقف ہوتا تو  
کبھی بادشاہت قبول نہ کرتا۔ سر پہ تاج نہ رکھتا، بوری پن کر وقت گزارتا اور کوئی بھی  
کام ایسا نہ کرتا جو آج یہاں کام نہ آتا۔ میرا کوئی کام میرے کسی کام نہیں آیا۔ ہر کام  
میری پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے۔

کاش! میں کچھ بھی نہ ہوتا اور کسی کا ذلیل غلام ہوتا۔“

واوایلا کرنے والوں میں بادشاہوں کا پہلا نمبر ہے۔

کاش ہم دنیا میں کچھ بھی نہ ہوتے۔ اگر ہوتے تو کسی کے خادم ہوتے۔ سارا  
دن خدمت کرتے، مخدوم کی جھڑکیاں سہتے اور آج یہاں مزے سے آرام کی نیند  
سوتے۔ اگر ہمیں آج کی خبر ہوتی تو تاج و تخت کبھی قبول نہ کرتے۔



سلطان محمود غزنوی کی قبر پہ کسی نے مراقبہ کیا۔ بولے مجھ کو مرے سینکڑوں سال گزرے، میرے دور حکومت میں جتنے قتل ہوئے ایک ایک کا حساب لیا جا رہا ہے اور ابھی تک میں ان کے حساب سے فارغ نہیں ہوا۔

اے اوجینے والے! مرنے والوں سے عبرت حاصل کرو۔

دنیا میں الجھ کر آخرت کو برباد مت کرو۔

وہ کہنے لگے! اگر ہمیں اپنی اس بے قدری کا دنیا میں پتہ ہوتا، دم بھر کے لیے بھی دنیا میں جی نہ لگاتے اور کسی بھی شان سے بسنا پسند نہ کرتے۔ اگر ہمیں دنیا کی ناپائیداری اور میوہ فانی کا دنیا میں علم ہوتا، گلے میں الفیاں ڈال کر بیوں کو چل دیتے اور مُردوں کی طرح جیتے اور کبھی دنیا میں جی نہ لگاتے۔ اللہ ہی کی رضا کو راضی کرنے کے لیے ذکر و طاعت میں مصروف رہتے۔ ٹاٹ کو اٹلس اور چنے کے دانوں کو اس پلاؤ پیہ، جس سے کہ انسانیت کا دقار مجروح ہو، ترجیح دیتے۔ اللہ کی راہ میں دنیا کی ہر شے لٹا کر آتے۔ اللہ نے جو بھی شے دنیا میں دی تھی، اللہ ہی کو دے کر آتے۔ ہمیں یہ پتہ ہی نہ تھا کہ ہماری یہ چند روزہ زندگی برزخ کی لبدی زندگی کے لیے ہے دنیا کے لیے نہیں لیکن ہمیں آخرت کی کوئی پروا نہ تھی۔ ہمیں مال دیا گیا لیکن اس میں سے آخرت کی کوئی تجارت نہ کر سکے۔ دنیا میں مال آخرت کی تجارت کے لیے دیا جاتا ہے، افسوس! ہم اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکے۔ ہم نے دنیا میں زندگی کی بازی ہار دی اور یکسر ہار دی، آج ہم ساتھی دست کوئی نہیں۔

اے دنیا میں بسنے والے خوش نصیب، بدو! ہماری زندگی سے عبرت حاصل کرو آخرت کے لیے عمل اختیار کرو۔

دنیا دار العمل ہے

یہاں کوئی عمل نہیں کیا جاتا۔ جو عمل دنیا میں کسی نے کیا ہوتا ہے، اسی کا بدلہ

یہاں ملتا ہے۔ یہاں شاہ و گدا ایک ہی حال میں پچھتا رہے ہیں کہ دنیا میں رہ کر آخرت کیوں نہ کمائی۔ یہاں کوئی کسی کا کچھ نہیں لگتا، ہر کوئی اپنے حال میں مبتلا ہے۔ باپ اپنے حال میں اور بیٹا اپنے میں۔ اسی طرح ماں کو چچ کی اور بھائی کو بہن کی کوئی خبر نہیں۔ اس دنیا کی یاد ایک خواب کی طرح ہے جیسے کہ کوئی راہِ بحیر دم بھر کے لیے کہیں ستایا ہو۔ جو بھی یہاں آتا ہے روتا ہوا آتا ہے، روتا ہی رہتا ہے صرف ایک حسرت لے کر آتا ہے کہ اللہ سے ایک بار پھر سے دنیا میں بھیجے اور وہ دنیا میں جا کر اللہ کی عبادت کرے دم بھر کے لیے بھی کبھی غافل نہ ہو لیکن اسکی یہ مراد کبھی پوری نہیں ہوتی۔

قدیم بادشاہوں کا دستور تھا کہ خزانوں کو بند کر دیا جاتا مستری کو اس کے اہل و عیال کے لیے عمر بھر کا وظیفہ دے کر مار دیا جاتا تاکہ پتہ نہ چل سکے کہاں کیا رکھا ہے؟ اسی طرح ہزاروں بادشاہوں کے بھرے خزانے زمین میں موجود ہیں، نہ خزانے کا پتہ چلا نہ بادشاہ کا۔ قیمتی ہیرے جو اہر چھوڑ کر مٹی میں مٹی ہو۔

○ ترجمہ :

اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کے رستے میں خرچ نہیں کرتے ان کو اس دن کے دردناک عذاب کی خبر سنا دو جس دن وہ مال دوزخ کی آگ میں خوب گرم کیا جائے گا پھر اس سے ان غلیوں کی پیشانیاں اور پہلو اور پٹھیں داغی جائیں گی اور کہا جائے گا کہ یہ وہی ہے جو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا سو جو تم جمع کرتے تھے اب اس کا مزہ چکھو۔ (القرآن)

جیسے جس کے اعمال تھے ویسے ہی اس کی قبر کا منظر تھا۔ (جیسا وہ دنیا میں کیا کرتا تھا، اسی طرح اسکی قبر یہ دیکھا)

بادشاہ کی قبر پر حسرت..... اور..... فقیر کی قبر پر رحمت برس رہی تھی۔

اے مخاطب! اے میری جان!

یہ زندگی اگرچہ سو سالہ ہو..... یہ گئی، یہ گئی اور یہ گئی۔ نہ معلوم یہ باتیں کیوں

تیرے دل میں نہیں اترتیں؟

کسی دن قبور کی سیر کو جا اور دیکھ! ایک ملکہ کی قبر پر گھڑوں، ہی کا ڈیرا لگا رہتا ہے  
گھڑوں کے ساتھ گدھے اور کتے ضرور ہوتے ہیں۔ کیا عبرت کے لیے یہ منظر کافی  
نہیں؟

جہانگیر کی سیر گاہ اب اہل جہان کی عبرت گاہ ہے۔ ایک آدمی کے نفس کی  
تفریح کے لیے لاکھوں آدمی شب و روز محو کار رہے۔ اگر اتنا کام اور اتنی محنت دین کے  
لیے ہوتی، دین اسے کبھی فراموش نہ کرتا ہمیشہ زندہ رکھتا۔

تیرا قیام بہت عارضی تھا، چند دن رہنا تھا، قلعہ، بند محلات کی تعمیر میں الجھا  
رہا۔ پچارے کو یہ خبر نہ تھی کہ محلات بادشاہوں کی رہائش ہوتے ہیں اور بادشاہت  
عارضی۔ اگر یہ محنت دین کے احیا کے لیے ہوتی لہذا آباد قائم رہتی، کبھی اُلوؤں کا سیرا  
نہ بنتی۔

شہزادوں کی رہائش گاہیں اور سیر گاہیں اب عبرت گاہیں ہیں، ان سے عبرت  
حاصل کر۔ یہ سوچ کہ اگر اتنا مال اور اتنا سبب دین کے کاموں میں خرچ کیا جاتا تو  
قیامت تک قائم اور جاری رہتا۔ اللہ کے دین اسلام کو بلند کرنے کے لیے اگر اتنی  
کوشش کی جاتی تو کبھی رایگاں نہ جاتی، رنگ لاتی اور ضرور لاتی۔

تجھے سمجھانے کے لیے قلم چلے، زبانیں چلیں، تو نے کسی کی بھی پروا نہ کی،

بتا! جس دنیا کے لیے تو نے دین کو بالائے طاق رکھا کہاں ہے؟ تیرے کس کام آئی؟  
تیری نجات کی صرف ایک ہی راہ ہے کہ کوئی تیرے لیے کچھ کرے اور اللہ اپنی رحمت  
سے تجھ کو بخش دے۔ تو اب اپنے لیے کچھ نہیں کر سکتا، تیرا کرنا ختم ہو چکا۔  
دین تیری نظروں میں کوئی چیز نہ تھی تیری ساری جدوجہد دنیا ہی کے لیے  
تھی، کاش تجھے آج کا پتہ ہوتا!

قبر کا حال کسی مرنے والے سے پوچھ بندہ اس کی تاب نہیں لاسکتا اور ہر کسی  
نے اوڑک ایک دن مر ہی جانا ہے اور دنیا چھوڑ جاتی ہے۔  
ابے! کہاں گئی وہ دنیا جو تیری آخرت میں کام نہ آئی؟ اور آخرت دنیا ہی میں  
کمانی جاتی ہے۔

زندگی ایک دم ہے، ضائع نہ کر۔  
اے جینے والو! اے خوش نصیب بندو! یہ زندگی جو آج تمہیں حاصل ہے،  
قیمتی متاع ہے اسے ضائع مت کرو۔

ہمارے حال سے عبرت حاصل کرو اور ذکر و طاعت میں مصروف رہو۔  
دین کے لیے آئے تھے، دنیا کما گئے۔ کہاں ہے وہ دنیا جس کے لیے آخرت کو  
بھول گئے؟ ایسے ”محو“ ہوئے کہ بس بھول ہی گئے!  
بسنے والو! زندگی سے عبرت حاصل کیا کرو۔ یہ فانی ہے..... وہ باقی۔

مضبوط ترین قلعے جن کے گرنے کا کوئی بھی خدشہ نہ تھا آن کی آن میں غرق  
ہو گئے لیکن کسی نے بھی کوئی عبرت حاصل نہ کی مسمار شدہ کو دیکھا، سیر و سیاحت کی  
اور چل دیے۔

یہ تھی دیکھنے کی چیز جو بھول گئے۔

بھانویں ڈھول بجا، لہندے چڑھدے سنا  
اے اوجینے والو! دنیا کی ہر شے دنیا ہی میں چھوڑ جانا ہے  
اور عبرت کسے کہتے ہیں؟

نہ بہرام رہانہ رستم، نہ دارانہ سکندر۔ یہ زندگی پر لے درجے کی ناپائیدار کلیتاً  
بے اعتبار ہے۔ پھر کس ناز پہ تم اترتے نہیں تھکتے؟ کیا عبرت کے لیے یہ کافی نہیں!  
روز بتاتے ہیں روز یاد دہانی کراتے ہیں کہ میرے آقا روجی فداہ علیہ السلام نے  
فرمایا ہے کہ دنیا ملعون ہے پھر ملعون سے کیوں باز نہیں آتے؟  
یہ دنیا مردار ہے پھر کیوں اس کے پیچھے پیچھے بھاگے پھرتے ہو؟ کیا تمہیں  
مرنا یاد نہیں اور یہ یاد نہیں کہ دنیا آخرت کی کھیتی اور چند روزہ ہے؟  
تیری ہستی کا ہنگامہ ہر ناپائیدار سے ناپائیدار! پھر کسی ہستی پہ اترتے نہیں  
تھکتے؟

کس بل بوتے پہ کیانا کرتے ہو جب کہ کسی بھی چیز کا کوئی اعتبار نہیں! دم بھر  
میں کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے۔  
کائنات میں ہر کسی کو اپنی اپنی پڑی ہوئی ہے سر کھلانے کو بھی اللہ کی یاد نہیں  
رہتی۔ آخرت کی کمائی سے بے نیاز! پھر کب کرو گے؟  
کیا تمہیں مرنا یاد نہیں جو پروا نہیں کرتے؟ موت تجھ کو ہانکے پہ ہانکا دے  
رہی ہے۔

ہم سب جانتے ہیں لیکن مانتے نہیں۔

قبر کا منظر انتہائی وحشت نیز، حشرات الارض کا مرکز۔  
 اگر کوئی قبر کے عذاب و فتنات کو جان لے جیتے جی کبھی دنیا میں جی نہ لگائے۔  
 دنیا آخرت کا سرمایہ ہے اور یہ سرمایہ دنیا ہی میں رہ کر جمع کیا جاتا ہے۔  
 احسن دنیا وہ ہے جو دین کے رنگ میں رنگی ہوتی ہے۔  
 اسے بار بار دیکھ اور خوب غور سے دیکھ تیری دنیا دین ہی کے رنگ میں رنگی  
 ہو، اور ساری کی ساری رنگی ہو۔ یہ رہبانیت نہیں عین اسلام ہے روح بھی کہیں تو بے  
 جا نہیں۔

کوئی روزی کی تلاش میں نکلا ہے کوئی دین کی۔  
 احسن دنیا، احسن آخرت ہوتی ہے۔  
 احسن دنیا وہ ہے جو آخرت کے لیے زاد راہ ہو۔ دین کو تقویت پہنچانے کے  
 لیے تن، من، دھن قربان کر۔ دنیا ہی میں رہ کر آخرت کمائی جاتی ہے اور دنیا ہی میں  
 رہ کر آدمیت و انسانیت و بشریت کا بول بالا کیا جاتا ہے۔  
 آدمیت و انسانیت و بشریت کا نمونہ انبیائے کرام علیہم السلام ہی نے دیا  
 کہ..... یہ دنیا احسن ہے..... یہ ملعون۔

احسن کا استقبال کر اور ملعون سے اجتناب۔  
 صدیقین، شہداء اور صالحین نے من و عن تائید و تصدیق کی۔  
 ملبوسات تیرے لیے      ماکولات تیرے لیے  
 مشروبات تیرے لیے      حکمت تیرے لیے  
 حکومت تیرے لیے      غرض دنیا کی ہر شے تیرے لیے

اور

تو اللہ کے لیے ہے۔ وما علینا الا البلاغ

اللہ نے تجھے زندگی کی آسائش و راحت کا ہر سامان فراہم کیا۔  
 حضور اقدس ﷺ کا امتی بنایا اور توجہ اکبر کا مجاہد بن کر میدان میں آیا۔  
 تجھے لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون کا مشردہ جانفزا سنایا۔  
 دنیا کی ہر شے تیرے لیے پیدا کی اور تجھے..... اپنے لیے۔  
 تو پریشان رہتا ہے یا س و حزن کا شکار رہتا ہے آخر کیوں؟.....  
 اس لیے کہ تو

۱۔ جھوٹ بولتا ہے

جھوٹ کی بو سے فرشتہ میل بھر دور چلا جاتا ہے اور صدق کی برکات اڑ جاتی  
 ہے۔

۲۔ غیبت کرتا ہے

گویا مردار کھاتا ہے مردار تیری خوراک بنا ہوا ہے اسی لیے تجھے غلاظت و  
 کراہت محسوس نہیں ہوتی۔

۳۔ چغلی کھاتا ہے ہر وقت کھاتا ہے

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا چغلی خور جنت میں نہ جائے گا۔

۴۔ حسد کرتا ہے

اور حسد نیکیوں کو ایسے کھا جاتا ہے جیسے آگ سوکھی لکڑی کو۔

○

یہ ہے تیری زندگی جھوٹ، چغلی، غیبت اور حسد کا مرقع۔

نہ تو نے چھوڑا، نہ باز آیا اگرچہ سو سال رہا، انہی کے گرد گھوما۔ کوئی اور وجہ  
نہیں تو اپنے ہی جھوٹ، چغلی، غیبت اور حسد کا مارا ہوا ہے۔

اگر تو ان چاروں سے نجات پالے تیری مٹی پاک ہو جائے جس کام کے لیے  
اللہ نے تجھے پیدا کیا پورا ہو جائے۔

ان چاروں سے اجتناب انفرادی ہو یا اجتماعی، ملی تمکنت کی جان و ایمان۔  
ان سے نجات پا اور ضرور پا۔

تیرا جسم الوجود جب جھوٹ، غیبت، چغلی اور حسد سے پاک ہو اشفیاب ہوا  
اور فیضیاب ہوا۔ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ !

کفار انہی پہ کار بند ہوا شہاب ثاقب بنا!

جھوٹ، غیبت، چغلی اور حسد تیرے جسم الوجود میں خون کی طرح رواں  
دواں ہے اور تو انہی کے تحت راہ حیات پہ گامزن۔

یہ تیری نماز

قرآن کریم کی تلاوت

روزہ

حج

زکوٰۃ

سب کو باطل کر دیتے ہیں صرف کلمہ باقی رہ جاتا ہے۔

نہ کسی کی خلافت کام آئے گی، نہ خطابت۔ افسردہ و پشتر مردہ

جب تک جھوٹ، چغلی، غیبت کا خاتمہ نہیں ہوتا ہر شے جوں کی توں۔



اور یہ ترک حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا صحیح مذہب تھا۔

ہر مذہب میں منہیات چار ہیں۔

کذب

غیبت

نمیت

حسد

جو اسے پا گیا، لے گیا۔

دنیا بھلی او بھلی۔

ابھی تک کوئی ایسا جوان دیکھنے میں نہیں آیا جو

جھوٹ نہ بولتا ہو

غیبت نہ کرتا ہو

چغلی نہ کرتا ہو

حسد نہ کرتا ہو اور

مال جمع نہ کرتا ہو۔

دیکھنے کی چیز تو تیرا مال ہے۔ دین کے پاس تو ہوتا ہی نہیں دنیا نے بھی اس کو

مات کر دیا۔

منہیات و مکروہات میں ایسے لپٹا کہ ہر شے بالائے طاق رکھ کر انہی پہ لٹوینا

رہا۔

دین تیری منزل تھی، اسے گم کر گیا۔

ر قوم جگہ جگہ گھومیں، کوئی باریابی نہ ہوئی۔ اور ک ہتھ دھو کر بیٹھ گئیں۔  
یہ تھا تیرا فقر، جو اب تم میں نہیں!  
جب سے کردار رخصت ہو اکوئی بتائے کہ کیا ہوا؟  
کردار ہی تو تیری متاع تھی جو گم کر دی۔

نہ نذرانے لیے نہ فطرانے جو لیا، مفلوک الحال میں تقسیم کیا۔ جب رات کو  
آرام کے لیے لوٹے تو کوئی بھی شے باقی نہ رہنے دی اور تو کلت علی اللہ صبح کا انتظار کیا۔  
یہ تھی تیری منزل جو تو گم کر گیا۔

دنیا تو ہمارے پاس ہے ہی نہیں، دڈی لنگڑی دین بھی نہیں۔ اور اس ناداری کا  
ہمیں احساس تک نہیں اس حال میں ہم جی بھر کر بھی روئیں کم ہے۔  
حضرات! دین ملعون و مردار سے پاک ہوتا ہے قریب تک پھٹکنے نہیں دیتا۔  
قول بے عمل..... دین کا بدترین مظاہرہ

سالہا سال سے چند چیزیں چھوڑنے کی تبلیغ کرتے ہیں خود کبھی نہیں  
چھوڑتے۔ جو کہ نہیں سکتا ”اگر مگر“ کا شکار ہوتا ہے۔ جس نے کوئی شے ترک کرنی  
ہوتی ہے فوراً کر دیتا ہے۔ ”اگر مگر“ کی گنجائش نہیں رکھتا۔

اللہ رب العالمین کی کتاب قرآن عظیم و کریم و مجید پڑھتے ہو، لوگوں کو  
پڑھاتے ہو خود باز نہیں رہتے۔ جھوٹ بولتے ہو..... عجب نہیں تو کیا ہے؟  
جب بھی کسی سے ملتے ہو..... غائب کی غیبت کرتے ہو، چغلی کرتے ہو اور ہر  
کسی سے حسد کرتے ہو۔ ان ہی چند منہیات کے باعث پریشان رہتے ہو، انہ مطمن  
ہوتے ہو نہ مسرور۔

اس باب میں میں اپنے ہی نفس سے ہمکلام ہوں۔

اوائے تیرے سینے میں تو سکون کا دریا ٹھاٹھیں مارتا ہوا رہتا تھا، سکون کی برکت

سے تیرا اپنا سینہ کیوں روشن نہ ہوا؟ جواب دو

یہ ”شرمتِ روشن“ ہے..... اسے کیوں نہ پیا؟

تیرے ذکر کے نور کے جلال نے اگر شیطان کو منہ کے بل نہ گرایا اور پٹھیاں

کر کے نہ لٹکایا تو کیا تیرا ذکر اور کیا تیری مردانگی، کیا تیرا جبہ اور کیا تیری دستار؟

تیری باتیں تیرے ذکر کے نور کو جھگا گئیں۔ ہائے ہائے اتنا بڑا خسارہ!

کیا خوب ہوتا..... تو گنگ ہوتا۔

شیطان میرے نفس کا مشیر ہے اگر تو نے اسے متخیر نہ کیا تو کیا تیری طریقت،

کیا مردانگی؟

کیا تیرا ذکر اور کیا تیری مجلس؟

ابے! ذکر تو شیاطین کو جلا دیتا ہے۔

ارے وہ موذی تو ہر کسی کو پریشان کیے ہوئے ہے اگر ہم نے بھی اسے پریشان

نہ کیا..... کیا یہ منزل اور کیا حاصل!

علم و حکمت کا ہر باب لکھا جا چکا ہے ذرہ بھی کمی نہیں۔ جو علم تجھے سکھایا گیا

ہے، اس پہ عمل کر۔

دین اسلام میں امر و نہی کی تعلیم سادہ و عام فہم ہے لیکن کسی ایک پہ بھی کاربند

اور پابند ہونے کے لیے سینکڑوں مراحل طے کرنے پڑتے ہیں ہر کسی کو علم ہے ہر کوئی

جانتا ہے..... مانتا نہیں۔ نہ کاربند، نہ پابند۔

نہ کوئی امر کا پابند ہے، نہ نہی کا اسی باعث ڈانواں ڈول۔

کسی بات کو بار بار لکھنے کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ لکھنے والے نے ابھی تک من و عن مانا نہیں اور جسم الوجود پہ وارد نہیں۔

تیری ہر کلام اور ہر کام میں جھوٹ، غیبت، چغلی اور حسد کسی نہ کسی انداز میں کار فرما رہتا ہے اور زندگی اس سے بیزار۔ ان چار چیزوں سے باز رہ زندگی تیرا استقبال کرے گی۔

قطع حرام کو کسی نے بھی قطع حرام نہیں سمجھا۔ الا ماشاء اللہ!  
دین میں چار چیزیں قطع حرام ہیں

۱۔ جھوٹ

۲۔ غیبت

۳۔ نینمت

۴۔ حسد

جو ان سے باز آجاتا ہے دین دار بن جاتا ہے۔

جو حرام سے باز نہیں رہتا، کیا دین دار ہے؟

جملہ برکات کا ظہور حرام سے اجتناب ہی کی بدولت ہوتا ہے۔

محبت دین کی روح ہے، حرام میں کیونکر سما سکتی ہے؟

باز آ۔ جب بھی کوئی باز آیا، محبت نے اسے کبھی نہ لوٹایا..... قبول فرمایا۔

ہم نے تو کبھی باز نہیں آنا، آسکتے ہی نہیں البتہ ذکرِ جمیل کا نور سدا تار ہے۔

ہو سکتا ہے ذکرِ جمیل کا نور مجملہ منہیات کو خاکستر کر دے۔

تبلیغ دینِ حق کی اشاعت کی علمبردار۔ اگر کوئی بندہ ملعون و مردار سے کلیتاً اجتناب کر لے قرونِ اولیٰ کا حال وارد ہو اور جب تک کوئی ملعون و مردار سے باز نہیں رہتا جوں کا توں جنب رہتا ہے۔

تیری تبلیغ میں اوامر و نواہی تو ہیں محبت کا نام تک نہیں اور محبت ہی کی برکت سے جھوٹ، غیبت، چغلی اور حسد کی جڑیں اکھڑا کرتی ہیں۔

تم سبھی کچھ ہو پر ملعون و مردار سے باز نہیں آتے گویا کچھ بھی نہیں۔ ہر مجلس میں اگرچہ دو افراد کی ہو، غیبت و چغلی مسلسل جاری رہتی ہے اسے حرام نہیں سمجھا جاتا بلکہ محفلِ گرمانے کا لائحہ عمل گردانا جاتا ہے۔ غیبت اور چغلی ہر فتنے کا موجب ہے اگر انہیں کلیتاً بند کر دیا جائے دنیائے دوں کے ننانوے فیصد فتنات کا خاتمہ ہو جائے۔

اے اوذاکر! تیری زبان سے ذکر جاری رہتا ہے پر ذکر کے ہمراہ غیبت اور چغلی بھی ہوتی رہتی ہے گویا تیری کمائی غیبت اور چغلی ہی نے کھائی۔ ہماری کمائی منہیات ہی نے کھائی۔

حسنت کی کمائی منہیات ہی نے کھائی یا کھلے لفظوں میں:  
رات دن کی کمائی جھوٹ

غیبت

چغلی اور

حسد ہی نے کھائی

جو منہیات سے باز آگیا

دین پر بہار بن کر چھا گیا

میرے آقا روحی فدائے ﷺ کی چار باتوں کو ماننا ایمان کی تکمیل کا امید افزا

مقام ہے۔

ترکِ کذب

ترکِ غیبت

ترکِ فحمت اور

ترکِ حسد

اور حسد مشکل ترین۔

حسد بدترین برائی ہے، دین کا مبلغ حسد کا شکار ہو گیا۔

جس نے زندگی کو زندگی کا پیغام سنانا تھا درجات و مقامات میں الجھ گیا۔

ہر قندیل کو روشن کرنے والے کی اپنی قندیل بچھ گئی۔

یا حی یا قیوم برحمتک استغیث

تیری تاریخ کے انٹ عنوان حسد ہی کے باعث ابھرتے رہے اور

ابھرتے رہیں گے۔ کاش کوئی جوان اسے ملیا میٹ کرتا!

شیطان معلم الملائک حسد ہی کی بنا پہ مردود ہوا۔

اس کی ابتدا آسمان سے ہوئی فرش پہ پوری آب و تاب سے جاری ہے اللہ

کرے کسی خاکی کو اسے جلانے کی سعادت نصیب ہو آئین۔ یا حی یا قیوم!

جب بھی جہادِ اکبر کا بگل ججا، حسد سا تھ آیا۔

حسد ہر تن میں اور ہر من میں ہمہ وقت موجود رہتا ہے۔ روح جب ہیدار

ہونے لگتی ہے ذلیل ہو کر اور رذیل بن کر نکلنے پہ مجبور ہو جاتا ہے۔ اپنی ہی آگ میں

جل کر بھسم ہو جاتا ہے اور ہمیشہ نفس کو شرمندہ کرتا رہتا ہے۔  
 آدمیت کی شرافت کا اولین درس حسد کو جلا کر رکھ کرنا ہے۔  
 جب بھی جلا،  
 جس نے بھی جلایا

جذب کے جلال کی محویت ہی کے جنون میں جلایا۔ جو چیز ایک بار جل جاتی  
 ہے ہمیشہ کے لیے فنا ہو جاتی ہے۔ اس عنایتِ الہیہ پہ آدمیت و انسانیت و بشریت جتنا  
 بھی شکر کرے کم ہے، کما حقہ ادا کر ہی نہیں سکتا۔  
 اس دنیا میں کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جو

جھوٹ نہ بولتا ہو

غیبت نہ کرتا ہو

چغلی نہ کرتا ہو اور

حسد نہ کرتا ہو

ان چاروں سے کوئی بھی پاک نہیں الا ما نشاء اللہ! شب دروز جاری۔  
 جنگل میں کوئی ہو تو ہو، دیکھنے میں نہیں آیا۔

بڑے میاں جنگل تو ایسے لوگوں سے بھر اڑا ہے۔ کون کتا ہے کہ ایسے آدمی  
 دنیا میں نہیں ملتے؟

جملہ خصائلِ نبوت دنیا میں کہیں نہ کہیں ضرور موجود رہتے ہیں اور انہیں  
 رہنا بھی چاہیے ان کے بغیر زندگی کس مصرف کی اور دنیا کس کام کی؟ اگر ایسے نہ ہوتا تو  
 جو پتھر ہم کرتے ہیں کبھی کا اس کا بھٹہ بیٹھ جاتا!

ان خصائلِ نبوت ہی کی بدولت یہ دنیا زندہ اور قائم ہے  
 خصائلِ نبوت..... زندہ باد

○

کفر  
 شرک  
 کذب  
 غیبت  
 نینمیت  
 فواحش  
 معاصی

سے بیزار ہو کر باز رہنا اسلامی کردار ہے۔

کردار ..... الہی صفات کا مظہر اور عنایتِ ربانی

کردار ..... باقی

ہر شے ..... فانی

تاریخ نے کردار کو من و عن زندہ رکھا کبھی فراموش نہ کیا۔

تیرے آباء کے کردار میں دنیا نے وہ کچھ دیکھا جس کی نظیر ڈھونڈے سے

نہیں ملتی۔



حق پرستوں کو زہر پینا پڑا  
 تپتی ریت پہ لیٹنا پڑا  
 بھڑکتی آگ میں کودنا پڑا  
 کھال اتروانی پڑی  
 دہکتے انگاروں پہ لیٹنا پڑا  
 تنگی پیٹھ پہ کوڑے سہنے پڑے  
 بازو قلم کرانے پڑے  
 شیر خوار ذبح کرانے پڑے  
 مگر حق سے باز نہ آئے۔

### کردار

- آقاؤں نے غلاموں کی سواریوں کی مہاریں پکڑیں۔
- عرب و عجم کے فرمانروا نے حدود اللہ کی پاسبانی کرتے ہوئے پیٹھ پہ کوڑے برسائے۔
- حاکم وقت قاضی کی کچھری میں ملزم بن کر کھڑا ہوا۔
- خلیفہ وقت نے اکلِ حلال کے لیے باغوں میں گوڈی کی۔
- مسکوں کی جھولیاں جو اہرات سے بھرنے والوں نے سوکھے ٹکڑے چبائے۔
- جو اور کھجور کھا کر قیصر و کسریٰ کا غرور خاک میں ملایا۔
- مسجد کے کچے فرش پر بیٹھ کر ایشیا اور افریقہ کی قسمتوں کے فیصلے کیے۔
- پھٹے پرانے کپڑوں اور پھدے جو توں میں توکل و تقویٰ اور فقر و غنا کو معنی بخشے۔

○ روما اور فارس پہ قبرِ الہی بن کر جھپٹنے والا سپہ سالار معزولی کا حکم سن کر عام سپاہی کی حیثیت میں لڑا۔

اللہ کا فضل، رحمت اور برکت ہمیشہ کردار پہ اتری۔

بدر میں اتری حنین میں اتری

خیبر میں اتری خندق میں اتری

موتہ میں اتری مکہ میں اتری

قادسیہ میں اتری یرموک میں اتری

اندلس میں اتری یروشلم میں اتری

کردار پیش کر!

اب بھی اترے گی اور ضرور اترے گی۔ یہ ہو سکتا ہی نہیں کہ نہ اترے !!

دنیا بھر کے اقوال یک جا کر..... اگر کرنی پہ قائم نہیں کچھ بھی نہیں۔

قول کرنی کی قوت پا کر قوی العزیز، محض قول نامقبول۔

تیری کس کرنی پہ کیا رحمت بر سے!

کردار..... کرنی پہ ہوتا ہے قول پہ نہیں اور فضل و رحمت و برکت کردار پہ

نازل ہوتی ہے، گفتار پہ نہیں۔

تیرے کردار کی کوئی مثال، کوئی بھی مثال، تاریخ میں نہیں ملتی ورق ورق

الٹے، الٹ الٹ کر پلٹ کر پلٹ کر پلٹے، نشان تک نہ ملا۔

کردار ہی وہ نشہ تھا جسے پی کر

علما..... علم میں اور

صلحا..... عمل میں مست رہتے، الست ہو جاتے اور نت نئے عنوانات

منصہ شہود پہ لاتے اپنی ہی دھن میں محو ہو کر ماسوا سے بے خبر و بیگانہ ہوتے۔

کردار کا جام جب بھر کر پی لیتے مدہوش ہو جاتے۔ جس سے بھی ٹکراتے پاش

پاش کر دیتے۔

ایک ہوتا..... زمانے بھر کو مات کر دیتا۔ تیرے کردار کی مستی کی ہستی جب

میدان میں آتی دنیا بھر کو دنگ کر دیتی۔

انسانی کردار کی ہر خصلت کا ہر دور نے عملی نمونہ پیش کیا جو نمونہ اسلام نے

پیش کیا نادر الثال، وراى الورئى اور سب کو مات کرتا ہے۔

حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کا آڈٹ اللہ ماشاء اللہ -

خلفا و امراء کے لیے سنگِ میل۔ ہو سکتا ہی نہیں کہ کوئی اس پہ پورا اترے،

پورا تو بجا عشرِ عشرت تک بھی ممکن نہیں۔

سیدنا عمرؓ نے آڈٹ کے وہ نمونے پیش کیے جن کی نقلیں اپنا کر اقوامِ عالم نے

(مسلمان تو نہیں بنے پر) مسلمان کے کردار کے عملی نمونے پیش کیے اور جہان بینی کی

تمام ادائیں ان پر چھائیں۔

عمرؓ و علیؓ کے نمونہ کو قیامت تک کسی کا کوئی نمونہ مات نہیں کر سکتا۔

امیر المؤمنین مولائے علی کرم اللہ وجہہ کے پاس دس سال تک مینڈھے کی

کھال کا ایک ہی ٹکڑا رہا۔ اسی پر آپ سوتے، اسی پر نماز ادا کرتے اور اسی پر اونٹ کو چارا

ڈالتے۔

ہر قوت تیری -

تیری ہی عنایت کردہ -

قوتِ حیدری علی المرتضیٰؑ -

تاریخ نے اس کو مان لیا،

جو کی روٹی کھا کر خیر کادر توڑا -

حضور اقدس ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی فضیلت میں

فرمایا: ”میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ“

مولائے علی کرم اللہ وجہہ اسلامی سلطنت کے فرمانروا ہو کر بھی نانِ جویں اور

سادہ پانی کے سوا کوئی غذا استعمال نہ کرتے -

ایک بار آپ جو کی سوکھی روٹی چبا رہے تھے مگر وہ ٹوٹ نہیں رہی تھی، کسی

نے متعجب ہو کر پوچھا آپ وہی علیؑ ہیں جنہوں نے خیر توڑ ڈالا تھا؟

فرمایا ہاں وہ میں نے اللہ کی طاقت سے توڑا تھا اور یہ روٹی اپنی طاقت سے توڑ رہا

ہوں -

تیرے اندازوں کی نظیر کہیں نہیں ملتی تیرے سارے انداز پر اسرار تھے،

پُر انوار تھے اور تو اپنے انداز اپنے ساتھ ہی لے گیا کوئی تو چھوڑ کر جاتا -

تیرا ایک غلام کو اونٹنی پہ سوار کر کے نکیل تھا مے پیدل چلنا مسادات کی

حد اور اندازِ جہانبانی کی انتہا تھی -

یہ کیا تھا؟ میکدہ نبوت کے جام کی مد ہوشی -

تو نے اتنی پی اور ایسی پی کہ پی کر اپنے نفس کو لتاڑ دیا اور شیطان کو پچھاڑ دیا -

مرحباً مکرماً مشرفاً

مسلمانی کے یہ مقامات پھر کسے نصیب ہوئے!  
یہ مقامات جن میں تو کھویا ہوا ہے کیا ہیں؟ اور تجھے کہاں پہنچا سکتے ہیں؟  
کمالاتِ نبوت کی حقیقت یہ مقامات نہیں، اور دنو، انہی پہ ثابت قدمی ہے۔  
جب تک کسی کو یہ بنیادی مقام حاصل نہیں ہو تا کوئی اور مقام کبھی حاصل نہیں ہو سکتا اور  
یہ اس مضمون پہ ختم الکلام ہے۔ وما علینا الا البلاغ  
تم جب باتیں کرتے ہو، پل باندھ دیتے ہو، کوئی بھی کسی نہیں رکھتے۔  
کسی کو تبلیغ کرنے سے پہلے اپنے نفس کو تبلیغ کرو۔  
جن اور دنو، انہی کی تلقین کرنے لگو پہلے اپنے نفس کو ان پہ کاربند کرو۔  
یقیناً تیر اور میرا نفس کسی بھی امر کا پابند نہیں، نہ ہی کسی نئی کا۔ حقیقتاً آزاد ہے  
اور آزادی کو پسند کرتا ہے۔

امرو نہی کی تعلیمات میں یہ بندہ اپنے نفس ہی کی طرف متوجہ ہے،  
کسی اور طرف نہیں۔

امرو نہی اسلام کا وہ حکم ہے جس کا کوئی بھی منکر نہیں، مطلق نہیں۔ جہاں  
تک ہو سکے اور کر سکے امرو نہی پہ کاربند ہو۔

جب کوئی کسی ”نہی“ کو قطعی ترک کر دیتا ہے، نام تک رہنے نہیں دیتا  
اس کی بجائے اللہ العی العظیم سے بہترین ”امر“ عنایت فرمادیتے ہیں۔

امرو نہی پہ کاربند و پابند ہونا..... عمان فیضان۔

اور یہ عنایت میرے آقا و وحی فداہ ﷺ کی سفارش پہ منحصر۔

عقل نے نافع الخلق ایجادات کیں اور تو مقامات کی الجھن میں الجھ گیا ایسا  
الجھا کہ سلجھنے کی امید تک باقی نہیں۔

اگر کما حقہ اوامر و نواہی پہ کاربند ہوتا، دین بھی فیض کے دریا بہا دیتا۔

○ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں میں ایک روز حضور اقدس ﷺ کے پیچھے سوار تھا  
آپ ﷺ نے فرمایا! لڑ کے اللہ کے احکام امر و نہی کو محفوظ رکھ، اللہ تعالیٰ تجھ کو اپنی  
حفاظت میں رکھے گا اور تو اللہ کے حق کو محفوظ رکھ تو تو اللہ کو اپنے سامنے پائے گا۔  
جب تو سوال کا ارادہ کرے تو اللہ سے سوال کر اور جب تو مدد چاہے تو اللہ سے مدد چاہ اور  
یہ بات یاد رکھ کہ ساری مخلوق اگر جمع ہو کر تجھ کو کچھ نفع پہنچانا چاہے تو ہرگز تجھ کو نفع  
نہ پہنچا سکے گی مگر اتنا جتنا کہ اللہ نے تیرے مقدر میں لکھ دیا ہے، قلم اٹھا کر رکھ دیے  
گئے اور صحیفے خشک ہو گئے۔ (احمد)

(ترمذی)

اہلِ طریقت (مجذوب ہو یا سالک) اہلِ خدمت اور اہلِ خدمت، اہلِ وفا  
ہوتے ہیں، صاحبِ ایثار ہوتے ہیں، صاحبِ انبار نہیں ہوتے۔ کوئی مال اپنے پاس جمع  
نہیں رکھتے جو مال اللہ انہیں دیتا ہے اسی وقت اللہ کی راہ میں دے کر مال کے  
جنجال و وبال سے پاک ہو جاتے ہیں ناداری کو اللہ کی نعمت سمجھ کر شکر کیا کرتے ہیں،  
کبھی شکوہ نہیں کرتے۔

اللہ کے بندے اپنے لیے کوئی کمائی نہیں کیا کرتے اور نہ ہی کمانے کیلئے کوئی  
کام کیا کرتے ہیں ہر کام کو اللہ کا کام سمجھ کر اللہ ہی کے لیے کیا کرتے ہیں، کسی سے بھی  
کوئی اجرت یا معاوضہ نہیں لیتے۔

دنیا میں کسی بھی چیز کے کبھی مالک نہیں بنتے ہر چیز جو بھی اللہ نے انہیں استعمال کیلئے دی ہوتی ہے اللہ ہی کی ملک و میراث سمجھتے ہوئے اپنے استعمال میں لاتے ہیں لیکن کسی بھی چیز کی ملکیت کا دعویٰ نہیں رکھتے۔ ہر مال کو اللہ کا مال اور ہر ملک کو اللہ کی ملک سمجھ کر ہر مال و ملک سے دستبردار رہتے ہیں جو مال بھی ان کے پاس ہوتا ہے ہاتھ کی ہتھیلی پہ ہوتا ہے دل میں نہیں ہوتا۔ دل کو ہر وقت ہر شے سے پاک و صاف رکھتے ہیں اور اسی نسبت سے لوگ انہیں صوفی کہتے ہیں۔

دل کے حجرے کو اللہ کیلئے خالی رکھتے ہیں اپنے نفس سے ہر وقت آگاہ رہتے ہیں اسکی کسی بھی غیر مستقیم خواہش کو ابھرنے نہیں دیتے ذلیل اور قابو میں رکھتے ہیں۔

تاج، تخت اور حکومت سے دست بردار ہونا ترک کی دنیا میں کمترین درجے کا ترک ہے۔

نفس کو توڑ مروڑ کر، رذیل و ذلیل بنا کر رکھنا، کسی بھی خواہش کو ابھرنے نہ دینا..... اگرچہ تا دیلات کے پل باندھ دے..... مایہ ناز ترک ہے۔

روح من میں، نفس تن میں مصروف رہتا ہے۔  
اہل فقر کی روح غالب رہتی ہے، نفس مغلوب۔ نفس کو کتورے کی طرح گردن میں رسی ڈالے گھسیٹتے پھرتی ہے۔

نفس تیرا حاکم نہیں محکوم ہے، اپنے نفس کو زیر دست اور قابو میں رکھ۔  
یہ نفس ہے، یہ روح ہے۔ ایک کی اتباع کر  
نفس مذموم، روح مستحسن

روح جب نفس کا گھیراؤ کرتی ہے، پچارہ کسی بھی کام کا نہیں رہتا۔ انتہائی بے بسی کے عالم میں بیقرار ہو کر اتباع پہ مجبور ہو جاتا ہے کسی اور طرح کوئی بھی نفس جیتے جی روح کے تابع نہیں ہوتا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے بندے کو حاکم اور نفس کو محکوم بنا کر بھیجا لیکن حقیقتاً نفس حاکم اور بندہ محکوم ہے افسوس صد افسوس!  
مشرق سے لے کر مغرب تک نفس ہی کا راج ہے، دین کی اوٹ میں بھی نفس ہی کا فرما ہوتا ہے۔

دین جب نفس سے بیزار ہو جاتا ہے، دین دار بن جاتا ہے۔  
جب تک کوئی نفس کا عارف نہیں ہو تا دین دار نہیں ہوتا۔  
نفس ہی کماتا، نفس ہی کھاتا اور نفس ہی ہر کمائی کا ڈھنگ بتاتا ہے۔  
بندہ صرف اپنے نفس کو مانتا ہے اور اپنے نفس کی خاطر ہر شے قربان کر دیتا ہے کسی اور کو مطلق نہیں مانتا۔

ماں باپ تو ہوتے ہی کیا ہیں رب تک کی پروا نہیں کرتا۔  
زندگی کے ہر دور میں نفس اپنا تسلط قائم رکھتا ہے۔  
سارا دین، ساری طریقت نفس کی مخالفت کی تشریح ہے۔  
جن باتوں سے اللہ نے بندوں کو باز رہنے کا حکم دیا ہے، ان کی مخالفت کرنا اصطلاح میں نفس کہلاتا ہے۔

بندے کا اپنے نفس سے جہاد کرنا جہادِ اکبر ہے۔  
تیرا نفس روح کے تابع نہیں۔ کیا تیرا ذکر، کیا تیری توجہ۔



نفس جب ظاہری و باطنی منہیات سے بیزار ہو اطمین ہو۔

حضرات! یہ بندہ ان مضامین میں اپنے ہی نفس سے ہم کلام ہے۔

نفس کی ہر بات میں مخالفت کر

جب کھانے لگو کہو کم کھا، زیادہ مت کھا، سادہ کھا، مرغین غذائیں مت کھا،

کما کر کھا، مفت مت کھا۔

لباس پہ اعتراض کرو

سادہ پہن اور اتنے زیادہ کپڑے مت پہن، بدن کو بالکل ہی کپڑوں سے گرمانا

صحت کے منافی ہے۔

جب بولنے لگے روک دو کہو

قدرتی لہجہ میں سیدھی بات کر۔ شنی مت بگھار۔ جو بات تم جانتے نہیں اور

کرتے نہیں اسے اپنی طرف منسوب مت کر۔ مجمع عام میں اپنی لاعلمی کا اعتراف کر۔

سوتے وقت کہو

ساری رات سونے ہی کیلئے نہیں جاگنے کیلئے بھی ہے اور میں نے تجھے کبھی بھی

ساری رات سونے نہیں دینا اگر نہ اٹھے سزا دواسکی کسی مرغوب شے کو بند کر دو اگرچہ

ایک دن کیلئے کرو۔

جب کسی کو بڑا کہنے لگے ٹوک دو کہو کہ

یہ برائی تو خود تیری اپنی ذات میں پائی جاتی ہے اپنی برائی دور کر۔

اپنے نفس کو ذلیل کرنا بات بات پہ کرتے ہی رہنا، کسی بھی خواہش کو ابھرنے

نہ دینا، پشیمان کرتے رہنا، شرمسار کرنے رہنا بندگی ہے۔

جو ایسا نہیں کرتا، کر سکنے کا متحمل بھی نہیں، باتیں کیا کرتا ہے۔ نفس کا پروردہ ہے اور نفس اپنے خلاف کچھ بھی کہنے اور کرنے کو کبھی پسند نہیں کرتا۔  
نفس کی مخالفت..... بندگی

اور ازل وابد کی داستائیں نفس ہی کی مخالفت کی داستائیں ہیں۔ نفس امرِ عزایل ہے روح امرِ ربی۔ امرِ ربی جب نفس پہ غالب آجاتا ہے نفس مطیع ہو کر فرمانبردار بن جاتا ہے۔

اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو اور اپنے نفس کی مخالفت کرو۔  
یہ زینت و لذت و راحت و شہرت کا طالب ہے اسکی کسی بھی طلب کو پورا ہونے مت دو۔

○ حضرت شداد بن اوسؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا عاقل اور محتاط شخص وہ ہے جو اپنے نفس کو ذلیل اور اپنے قابو میں رکھے اور عمل کرے مابعد موت کے لیے اور عاجز و در ماندہ وہ شخص ہے جو اپنے نفس کی خواہشات کا غلام ہو اور (پھر) اللہ سے بخشش کا آرزو مند ہو۔  
(ترمذی۔ ابن ماجہ)

قبر کا منظر دیکھ کر ہی بندہ دنیا سے متنفر و بیزار ہوتا ہے پھر کبھی کسی لذت و راحت و زینت و شہرت کے پاس تک نہیں پھٹکتا۔

لذت و راحت و زینت و شہرت نفس کی مرغوب ترین غذا ہیں جب ذکرِ الہی کے نصاب میں منتقل ہو جاتی ہیں، خصلت بدل جاتی ہے۔

فنا تھی، بقائے گئی  
معیوب تھی، احسن بن گئی

فنا کو بقا اور بقا کو فنا نہیں

فنا کے بعد بقا لازم و ملزوم

روحانی لذت و راحت و زینت و شہرت..... ذکرِ الہی

اسے کبھی فنا نہیں ہمیشہ زندہ اور قائم رہتی ہے۔

ایسا ذکر جیسے مردوں کی تمنا ہوتی ہے کہ۔ مردے اللہ کے سوا کسی اور طرف

کبھی التفات نہیں کرتے ذکر ہی میں محو و منہمک ہوتے ہیں۔

ذکرِ الہی میں مصروف رہا کرو۔ دنیا، دین اور آخرت میں سرخروئی ذکرِ الہی کی

بدولت۔

یہ سب کام جن میں تو مشغول ہے .... فانی

ذکرِ الہی .... باقی

تیری زندگی فانی، زندگی کی ہر شے فانی۔

تیری زندگی کی ہر شے فنا کی زد میں

گویا تیری زندگی کوئی زندگی نہیں۔

تیرا مال فانی، اسباب فانی

تیرے یار فانی، اغیار فانی

تیرے کام فانی، اشغال فانی

تیری خوشی فانی، غمی فانی

تیرا فکر فانی، خیال فانی

اگر تیری کوئی بھی چیز تیری ہے..... تو وہ ذکر ہے

لسانی، قلبی، روحی اور برتری ماسواء اللہ۔

کسی بھی مرنے والی چیز کی پرواہ مت کر۔ ہر چیز مرنے والی ہے، آج مری یا کل۔  
زندہ چیز کی تلاش کر۔

تن کی ہر شے مٹی  
ذکر مٹی اور فکر مٹی

خیال مٹی اور گمان مٹی  
مال مٹی اور اسباب مٹی

رنگ مٹی اور روپ مٹی  
انگ مٹی اور سنگ مٹی

یار مٹی اور اغیار مٹی  
مٹی سے بنا تھا مٹی بن گیا، نشان تک باقی نہ رہا اور تن اپنے اس افسوسناک حال  
پہ جی بھر کے رویا۔

ہندہ دنیا میں جینے کے لیے نہیں، مرنے کے لیے آتا ہے۔

یہ مرا یہ مرا یہ مرا

یہ دنیا فنا کا مقام ہے کوئی بھی شے اس میں باقی رہنے والی نہیں۔ الا باقیات

الصالحات

روح امرِ ربی

اللہ کا ذاتی نور، باقی

ذکر باقی اور فکر باقی..... خیال باقی اور گمان باقی

ہر شے باقی اور باقیات الصالحات۔

جو بھی شے تو دیکھتا ہے، فانی ہے... فنا	
باقیات الصالحات	عین بقا
جسم فانی	روح باقی
امرِ ربی باقی	امرِ عزازیل فانی
فانی	باعثِ عذاب و فتنات
باقی	باعثِ ثواب و راحت
ارذل العمر	حسرت و ندامت
ذکر اللہ	موجبِ لہدی عیشِ الرحمت

اللهم لا عیش الا عیش الاخرة ○  
(کتاب العمل بالسنة ج ۳ ص ۳۸)

اگر ان سب نے مر ہی جانا تھا کیوں زندہ رہے؟ جیتے جی کیوں نہ مرے؟ کسی  
بدی حیات کا نشان بن کر کیوں نہ رہے کہ موت انہیں کبھی فنا نہ کرتی۔  
ہر شے چھوڑ جانی تھی جیتے جی کیوں نہ چھوڑی؟ کیا خوب ہوتا اس کفنی  
کے سوا تیرے پاس کوئی بھی شے نہ ہوتی۔ مٹی ہی ہونا تھا، جیتے جی ہوتا۔  
تیری مٹی جو تجھ سے نالاں تھی تیرا استقبال کرتی!  
تیری زندگی کی جو بھی شے فانی ہے، فنا کر اور پرواہ مت کر۔  
زندگی کسی فنا کو کسی خاطر میں کبھی نہیں لاتی، جو بھی کچھ کرنے پہ آئے  
لا دھڑک کر ڈالتی ہے۔

کسی نے کسی کو کیا پیغام دینا ہے؟ زندگی ہی زندگی کا پیغام سنایا کرتی ہے، سنایا

ہی نہیں سکھایا کرتی ہے۔

بے ڈھنگ کو ڈھنگ سکھایا کرتی ہے اور دلجوئی کے انداز بتایا کرتی ہے جہاں بانی  
کے اسرار بتایا کرتی ہے اور جہاں پہ چھا جایا کرتی ہے۔

جو کام اللہ کے لیے کیا..... زندہ

جو شے اللہ کے لیے دی..... زندہ

جو دم اللہ کے ذکر میں گزرا..... زندہ

جو شے کسی غریب کو دی وہ بھی زندہ باقی سب مردہ۔

انسانیت کو نفع پہنچانے کے لیے جو بھی کام کیا جاتا ہے زندہ رہتا ہے، کسی بھی  
زمانے میں کبھی فنا نہیں ہوتا۔

اس فنا کو بقا میں تبدیل کرنے والے

سبحان الحي الذی لا يموت

روح کی قوت..... ذکر

دلا سے..... عنایتِ الہی

سبحان ربی ذی الفضل العظیم

آنکھیں کھول کر دیکھ

یہ فنا ہے، یہ بقا

ازل وابد کی داستان

فنا..... سیئات

بقا .... محو السیئات

منزل البرکات

رافع الدرجات

جوں جوں تام ہوتی جائے گی اسرار کھلتے جائیں گے اور یہ سب ذکرِ الہی ہی

کے انوارات و برکات ہیں۔

بتانا میرا کام تھا، کرنا..... تیرا

مراقبات کی دنیا میں مایہ ناز مراقبہ

کل من علیہا فان ۵ (الرحمن ۲۶)

جتنے رُوئے زمین پر موجود ہیں سب فنا ہو جائیں گے۔

و یبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام ۵ (الرحمن ۲۷)

اور آپ کے پروردگار کی ذات جو کہ عظمت اور احسان والی ہے باقی رہ جائے گی۔

کل من علیہا فان ۵ و یبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام ۵

(الرحمن ۲۶-۲۷)

ترجمہ: جتنے (ذی روح) رُوئے زمین پر موجود ہیں سب فنا ہو جائیں گے اور

(صرف) آپ کے پروردگار کی ذات جو کہ عظمت (والی) اور احسان والی ہے باقی رہ

جائے گی۔

ہر شے جو بھی اس دنیا میں پیدا ہوئی، ایک دن مرنے والی ہے۔

کسی کے بھی مرنے کا فکر مت کیا کر، ہر کسی کی زندگی اور موت اللہ العلی

العظیم ہی کے قبضہ قدرت میں ہے۔

موت و حیات سے بے پروا ہو کر اللہ ہی کے ذکر و فکر میں محور ہا کر  
یہی تیری زندگی کی منزل اور اسی پہ تیرا دار و مدار۔  
زندگی بولی : یہ فنا کا مقام ہے  
عزم بولا : تیرا ذکر

تیرے دین اسلام کی تبلیغ اور  
تیری مخلوق عام کی خدمت

میرا لدی شعار ہے۔ ان تینوں کے سوا میں نے کوئی بھی شے اس دنیا میں رہنے نہیں  
دینی، فنا کر دینی ہے۔ جو بھی شے میری اس راہ میں رکاوٹ بنے، نیست و نابود کر دینی  
ہے۔

یہ امر کن کی وہ کلام ہے جو کبھی نہیں ملتی، لدی بقا پاتی ہے۔  
روح جو کبھی نہ مسکرائی، کھلکھلا کر ہنسی۔ مخالفین پر سکتہ طاری ہوا، سسکیاں  
لینے لگے اور رو رو کر کملے ہوئے گویا ڈوب ہی گئے۔  
عزم بولا : ان کا یہی حشر ہونا تھا۔

بڑے میاں! کیا کہتے ہو..... ہم نے کوئی بھی شے چا کر نہیں رکھنی داؤ ہی پہ لگا  
دینی ہے یہاں تک کہ جان بھی اور جہان بھی۔

ذکر الہی جہاد اکبر ہے۔ جہاد سے بھاگنا حرام نہیں تو کیا ہے؟

میدان سے بھاگنا حرام ہے، نہ ہرنا حرام ہے، نہ مرنا۔

یہ جہاد اکبر ہے اس راہ میں جو مر اللہ کی قسم! بالکل نہ مرا۔ ایک ہی دم  
دوسرے میں منتقل ہوا، موت اسے فنا نہ کر سکی۔



مجاہد کے لیے ہر قسم کے ہتھیار کی بہترین ڈھال ذکرِ الہی۔  
 فناہ بقا کی ضد ہے جب تک کوئی چیز فنا نہیں ہوتی، بقا نہیں پاتی کسی بھی ہستی  
 کی فنا میں کسی بقا کا ظہور ہوتا ہے۔ واللہ باللہ تالہ ماشاء اللہ !  
 تیری زندگی وہ زندگی ہو جسے کوئی موت کبھی فنا نہ کر سکے۔  
 فنا کے قریب تر جا، بقا کو سینے سے لگا۔  
 یہاں مرنا نہیں مٹنا ہے اور مٹنا..... بقا کے اسرار  
 اپنا جنازہ پڑھ کر ہی بقا کا ظہور ہوتا ہے پڑھ کر دیکھ !

موتو اقبل ان تموتو  
 یاجی یا قیوم کے نور کی برکت سے قبر بامر اور ہتی ہے، موت اسے فنا نہیں  
 کرتی۔ بقا باللہ بن کر شاہد و مشہود کی ترجمان ہوتی ہے ماشاء اللہ۔ واللہ اعلم  
 بالصواب!

ہر قسم کی موت سے مبرا ہو کر بقا باللہ کا شہود ہوتا ہے۔  
 جو جیتے جی مر گیا، دنیا و آخرت میں تر گیا۔  
 جب تک ایک ہستی مٹی نہیں، دوسری بنتی نہیں ایک کی فنا دوسری کی بقا  
 ہوتی ہے۔

فنا کے بعد بقا زندگی کا لبدی دستور ہے یہاں تک کہ گھانس پھونس کی کلی پہ بھی  
 اس قانون کا اطلاق ہوتا ہے۔

جب اس زندگی نے ختم ہی ہو جانا تھا تو کیوں ایسے نہ گزاری جو مرنے کے بعد  
 لبدی حیات کی امین ہوتی؟

میاں بولے: جب مر ہی جانا تھا جیتے ہی کیوں نہ مرا؟ اگر مر جاتا تو تجھے کیا بتاؤں کہ کیا ہوتا؟

دین و دنیا و آخرت کی تمام ادائیں سمٹ کر تجھ میں آجاتیں۔ ماشاء اللہ!  
خدائی نظام کے تحت آج کا دن آخری دن اور آنے والی رات آخری رات  
ہے۔ یہ کمی کل نہیں، آج پوری کر۔

اس کمی کو توبہ اور توبہ والا استغفار ہی پورا کیا کرتی ہے۔  
بندے کا کسی بھی قسم کا کوئی مال جمع نہ رکھنا اور اللہ کا دیا ہوا مال اللہ کی مستحق  
مخلوق میں اسی وقت تقسیم کر دینا بھی توبہ کا ایک زریں باب ہے۔  
توبہ کی بدولت رحمت کے وہ درجو مدتِ مدید سے بند تھے، آن کی آن میں

کھل گئے

مبصر بولا: تو نے سچ کہا۔

توبہ کے بعد بہترین تین عنایات کا اجرا

الصمت التام

الذکر الدوام

موتوا قبل ان تموتوا

اگر کما حقہ اتباع ہو..... کن فیكون کے مصداق

یہ وادی تیرا انتظار کر رہی ہے، اپنے اقوال پہ ثابت قدم رہ۔

یہ کھلی، یہ کھلی، یہ!

اس وادی کے تصرفات و برکات کسی کے بھی گمان میں آسکتے ہیں نہ سما۔

اس دور کی فقیرانہ زندگی، رہبانیت نہیں عین اسلام۔ ماشاء اللہ!  
کسی کی بھی ہوجیرت انگیز ہوتی ہے اور پسند۔ پسند ترین بھی کہیں تو بے جا  
نہیں۔

اور اکابرین کی زندگی میں شمار نہیں کی جاتی البتہ حیران کن ضرور ہوتی ہے۔  
ان ہی سے پوچھ کہ کیا ہوتی ہے؟  
سارنگی کی تمام تاریخیں بیک وقت اپنے ہی اندر جھادیں نہ من رہا، نہ دھن،  
ایک ایک کر کے اڑادیں سر بازار لٹادیں۔

فنا ہو کر ہی بقا حاصل ہوتی ہے اور یہ فنا کا منظر ہے۔  
فنا کا نمونہ پیش کر، فنا کے بعد بقا لازم و ملزوم۔ اندر ہی فنا تھی، اندر ہی بقا۔  
اس قسم کی فنا کے ہم متحمل نہیں ان کا کام تھا ان ہی کو نصیب ہوا البتہ  
جدوجہد جاری رکھیں گے۔

یہ بھی ایک عمدہ قسم کی فنا ہے اور کافی ہے۔

یہ راگ بقا کا منظر

بقا جسے بھی نصیب ہوئی اس راگ ہی کی بدولت ہوئی اس راگ کو جانا ہی تو  
مقصود تھا۔ اس راگ کو نہ جانتے کسی کی بھی کوئی زندگی نہ ہوتی، نہ کوئی شے ہوتی، نہ  
شعور، نہ مے کے ساتھ رند آتے، نہ صبحی کے ساتھ جام۔

علم و حکمت کی سارنگی میں کیا ساز جتے؟ مردنی چھائی ہوتی اس کی بدولت ہی  
زندگی کو شعور ملا، کروٹ بدلی۔ اٹھ بیٹھیں اور نت نئے راگ الاپنے لگی۔

یہ راگ میرے آقا روحی فدائے ﷺ کی امت کی مغفرت کے لیے گایا جا رہا

ہے۔ دنیاوی مجالس کو ہمیشہ کے لیے خیر باد کہہ کر ج رہا ہے قبول فرما!

نہ میری ذات، نہ صفات

تیرے نام ہی کی بستنی بسائی ہوئی ہے اور اس نام ہی کی بین بجائی ہوئی ہے۔

جانی ہے تو انہی کی بین ججا

تیرے منہ میں انہی کی بین ہو۔

ان کی بین کبھی بند نہیں ہوتی تا حشر جاری رہتی ہے۔

جس نے بھی اس بین کو ججایا کیسے کیسے راگ اس بین سے نکلے۔

○ ترجمہ :

تم کو اللہ کے رسولؐ کی پیروی کرنی بہتر ہے یعنی اس شخص کو جسے اللہ سے ملنے اور روز قیامت کے آنے کی امید ہو اور وہ اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہو۔ (القرآن)

واذکر اسم ربک وتبتل الیہ تبتیلاً ○ (المزمل-۸)

اور اپنے رب کے نام کا ذکر کرتے رہو اور سب سے منقطع ہو کر اسی کی طرف

متوجہ رہو۔

تو اپنے رب کی طرف رجوع کر یہی میرے آثارِ وحیِ فداہِ ﷺ کی سنت

مطرح ہے۔

رجوع الی اللہ..... ایمان کی روح

روح سے تعاون کرنا ہی اللہ کی طرف رجوع ہے۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام..... رجوع الی اللہ کی حد۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام میں سے خلت کا مقام حضرت ابراہیم کو

عنایت ہو اہر تعلق سے بے تعلق ہو کر اللہ کی طرف متوجہ رہے۔

○ ترجمہ :

پس دین لہر انہیم کی پیروی کرو جو سب سے بے تعلق ہو کر ایک اللہ کے ہو رہے تھے اور مشرکوں سے نہ تھے۔ (القرآن)

گامیاب ہونے والوں کی راہ پر چل کر ہی بندہ کامیاب ہو سکتا ہے۔

گامیابی کا راز..... کامیاب ہونے والوں کی راہ اپنانے میں ہے۔

یہی راہیں..... کامیابی کی راہیں ہیں۔

چینے والے! کسی ایسی خصلت کا مظاہرہ کر جو کبھی باطل نہ ہو آخر تک زندہ و

قائم رہے۔

خصلت کی تبلیغ نہیں ہوتی، خصلت بذاتِ خود ہی تبلیغ ہوتی ہے۔

قرونِ اولے کے دو مایہ ناز خصال :

ترکِ تام اور

ذکرِ دوام

ذکرِ دوام اور ترکِ تام عینِ رحمت

تیرا دل کبھی غافل نہ ہو اللہ ہی کے ذکر میں محوِ منہمک رہے۔

جو مال اللہ تجھے عنایت کرے اگلے دم کا انتظار نہ کر، بیٹھے بیٹھے ہی تقسیم کر دے۔

گویا تو نے ذکرِ دوام اور ترکِ تام کا مقلد بن کر خانقاہی نظام کو قائم کیا۔ اور

یہ میرے اللہ عزوجل و اعظم و اکبر کے فضل و کرم کی بخشش اور میرے آقا

روحی فدائے صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین کی رحمت، سفارش اور شفاعت پہ موقوف ہے۔

اللہ اپنے جس بندے کا چاہے ذکر بلند کر دیتا ہے ذکرِ جمیل ماشاء اللہ! اور یہ وہ بندے ہوتے ہیں جنہیں ذکرِ دوام کی توفیق تاحیات عنایت کی جاتی ہے۔

فقر کا حاصل

ترکِ تام اور ذکرِ دوام  
جو کرتا نہیں، کر سکتا نہیں، تاویلات کرتا ہے۔

اصل الاصول

فضیلت مآب

ذکرِ دوام

ترکِ تام

جو سمجھ گیا، وہ پا گیا۔ تشنہ تھا، سیراب ہوا۔

جب بھی نشان قائم ہو ان ہی کی بدولت ہوا۔ وما علینا الا البلاغ  
نشان منزل کا شہود ہوتا ہے قائم الدائم۔ نشان ہی کے بل بوتے پہ منزل  
پر وان چڑھا کرتی ہے اور پوری آب و تاب سے بڑھتی رہتی ہے۔

سالہا سال بننے اور مٹنے کے بعد ہی نشان قائم ہوتا ہے اور پھر کبھی نہیں

ڈگ گاتا۔

اگر ان کے فرمودات و ارشادات پہ کمر بستہ ہوتے روایاتِ کمنہ عود کر آتیں،

حال کا درود وارد ہو کر رہتا۔

### طالبانِ طریقت کی رہنمائی کے لیے

تصوف کی کتابوں کا مطالعہ کسی کو کہیں پہنچا نہیں سکتا جس نے جو بات لکھی ہوتی ہے اپنے حال کے مطابق لکھی ہوتی ہے۔

سب کے حال کے مطابق .... شریعت

شریعت .... مایہ ناز طریقت

حضور اقدس نے اعمال کی شکل میں جو کتاب ہمارے لیے لکھ دی وہی ہمارے

لیے کار آمد۔

ہمارے لیے ہر شے ہمارے مولائے کریم رؤف و رحیم روحی فداہ نے فرما دی کوئی کمی نہیں، اس سے بہتر کوئی اور عمل بھی نہیں۔

سنت کی راہ..... شاہراہ

اس پہ چلیں اور اس راہ کو ہر راہ سے افضل سمجھیں، بلاشبہ اس راہ سے بہتر اور

کوئی راہ نہیں۔

یہ وہ سیدھا راہ ہے جس کا راہی کبھی گمراہ نہیں ہوتا۔

سنت کی اتباع میں جو عمل اختیار کیا جاتا ہے، کبھی رائیگاں نہیں جاتا۔

سنت مؤکدہ کی خلاف ورزی میں کسی کے بھی حکم کو کبھی نہیں ماننا۔

سنت کی رہنمائی میں گمراہی کا امکان نہیں ہوتا۔

عمل کے نور کی ضیا طالبِ طریقت کی راہ کو روشن رکھتی ہے ورنہ اس راہ کی

تاریکی کو کوئی اور اجالا کبھی روشن نہیں کر سکتا۔

انسان عمل ہی کی بدولت اشرف المخلوقات ہے۔ عمل زندگی کی جان اور ہر

شے کا ماخذ ہے۔ ہر شے عمل ہی سے پیدا ہوتی ہے..... جمال بھی، جلال بھی اور کمال بھی۔

عمل جب ختم ہو جاتا ہے زوال آجاتا ہے۔ زوال کی کوئی حقیقت نہیں، عمل کے ابطال کا اصطلاحی نام زوال ہے۔

عمل اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے۔ اللہ جب اپنے کسی بندے پہ خوش ہو جاتے ہیں اسے عمل کی توفیق عطا کرتے ہیں اور جب بہت ہی خوش ہو جاتے ہیں تو عمل پہ استقامت عنایت فرماتے ہیں۔

استقامت بہترین کرامت ہے، کسی کی بڑی سے بڑی کرامت چھوٹی سے چھوٹی استقامت کی ہر گز برابری نہیں کر سکتی۔

کسی کے پاس کوئی نئی بات نہیں ہوتی، سنت ہی کی اتباع پہ استقامت کا حال ہوتا ہے۔

حضور اقدس ﷺ کی سنت تیری منزل اور اسی پہ استقلال سے گامزن رہنا تیری مراد ہے۔

سنت رسول اللہ ﷺ سے باہر کوئی شے نہیں اور کبھی نہ ہوگی۔ سنت کی اتباع سلوک کی راہ کا وہ نصاب ہے جو کبھی نہیں بدلا اور کبھی نہیں بدلے گا اور اس کے باہر کوئی شے نہیں۔ وما علینا الا البلاغ

ہر مشکل سے مشکل سنت کی اتباع اور ہر پابندی سے مشکل پابندی مداومت ہے۔



کھاتے تو وہ بھی ہیں، ایسے مت کھا اور ایسے مت سو۔

بول مگر اتنا مت بول اور ایسے مت بول۔

کھا مگر اتنا مت کھا،

پی مگر اتنا مت پی اور یہ مت پی،

پین مگر ایسا مت پین،

سو مگر اتنا مت سو،

جی مگر ایسے مت جی۔

تیری زندگی کے ہر شعبے میں نبوت کی اتباع کار فرما ہو۔

یہ باتیں جو تم کہتے ہو اور کرتے ہو بیشک اللہ کو ناپسند ہیں مت کیا کرو، باز رہا

کرو۔

اللہ کے پسندیدہ کام اللہ کے ہوتے ہیں ضرور کیا کرو۔

جو بھی شے اللہ اور اللہ کے رسول مقبول ﷺ کے نزدیک ملعون ہے اور

مردود ہے اس سے باز رہنا ہی دین کی اصل اور محبت کی اتباع ہے۔

جب تک کوئی ملعون و مردار سے پاک نہیں ہوتا، ناپاک ہی رہتا ہے۔ ناپاکی

میں طہارت نہیں اور طہارت کے بغیر نماز نہیں، یہی طریقت کی حقیقت ہے۔

طریقت جسے تو نے عشرت کا سامان سمجھا ہوا ہے، کانٹوں کا چھوٹا اور لوہے

کے چنے چبانا ہے۔

طریقت کی خلافت حضور اقدس ﷺ کے خلفائے راشدین کا ظل ہوتی

ہے۔ قول و فعل اور نیت و عمل میں ہمہ وقت جلوہ گر۔

قول و فعل اور نیت و عمل چاروں یکساں ہوں تو کھٹکتانی ہوئی مٹی سے  
 معرضِ وجود میں آنے والے پُتلا بقائے دوام پا لیتا ہے۔۔  
 حضور اقدس ﷺ دعوتِ ذی العشرہ سے فارغ ہو کر عزیز و اقارب کے  
 سامنے کلمہ حق پیش کرتے ہیں۔

”کون ہے جو اعلائے کلمتہ الحق میں میرا معین و مددگار بنتا ہے؟“  
 مجمع میں شہ زور قریشی نوجوان، آزمودہ کار ہاشمی نکتہ دان اور مُطلبی قادر البیان  
 موجود ہیں مگر محفل میں سناٹا ہے۔ ہادی برحق مکرر سہ کر رہا کرتے ہیں کسی طرف سے  
 کوئی آواز نہیں، سکوت مرگ طاری ہے۔ دفعتاً ایک کونے سے ابو طالب کا صغیر بن ہاشمی  
 فرزند اٹھتا ہے اسکی نحیف آواز فضا میں ارتعاش پیدا کرتی ہوئی بلند ہوتی ہے۔  
 ”اگرچہ میں چھوٹا ہوں میری ٹانگیں کمزور ہیں آنکھیں بھی دکھتی ہیں مگر میں  
 ہر حال میں آپکا ساتھ دوں گا“

اور پھر ابو طالب کا فرزند علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ قول و فعل اور نیت و عمل  
 کی یکسانیت کی ایسی مثال پیش کرتا ہے کہ مبصرِ عالم کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں۔  
 اسی طرح سیدنا صدیق اکبرؓ،

سیدنا عمر فاروقؓ اور

سیدنا عثمان غنیؓ

نے قول و فعل اور نیت و عمل کی ہم آہنگی کے ایسے ایسے نمونے دیے کہ  
 تاریخِ عالم قیامت تک ان کی مثال پیش نہیں کر سکتی۔

حکمائے قدیم (ارسطو، افلاطون، سقراط، بقراط اور جالینوس وغیرہ) کے افکار و  
 نظریات و دلکش اور جامع سہی..... چند صدیوں بعد دم توڑ بیٹھے اس لیے کہ ان کی بنیاد

قول و فعل اور نیت و عمل کی یکسانیت پہ استوار نہ تھی۔

قول کی اپنی کوئی زبان نہیں ہوتی ارادہ و نیت سے مستحکم ہو کر عمل کی زبان سے بولا کرتا ہے۔ پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل سکتا ہے، دریا اپنا رخ بدل سکتا ہے، صحرا ذرے میں سمٹ سکتا ہے مگر عمل کی زبان سے نکلا ہوا بول کبھی نہیں ٹل سکتا۔  
حضور اقدس ﷺ نے دنیا کو ملعون و مردار قرار دیا ہے۔

○ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے میرے بدن پر ہاتھ رکھ کر فرمایا ”دنیا میں یوں رہو گویا تم ایک پردیسی ہو یا ایک مسافر جو کسی راستے سے گزر رہے ہو اور اپنے آپ کو قبر والوں میں شمار کرو نیز آپ نے مجھ سے یہ بھی فرمایا کہ اے ابن عمرؓ اگر تم صبح اٹھو تو اپنے دل سے شام کی باتیں مت کرو اور جب شام تک رہو تو اپنے دل کو صبح کی خبر مت دو۔ بیمار ہونے سے پہلے پہلے اپنی صحت میں سے کچھ لے لو اور مرنے سے پہلے پہلے اپنی زندگی سے کچھ لے لو کیونکہ اے عبداللہ! تمہیں نہیں معلوم کہ کل تمہارا کیا نام ہوگا۔ (تم زندہ رہو گے یا مردہ ہو جاؤ گے)

(ترمذی شریف جلد دوم ص ۳۱ شمار ۱۹۵)

یہ ایک قول ہے، اس قول کے مطابق ارادہ و نیت و عمل و فعل کی مطابقت کا

نام

کبھی خلافتِ راشدہ ہے

کبھی اصحابِ صفہ

کبھی ام الفکر فاطمہؓ بنت رسول اللہ ہے

کبھی شاہ فقر علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ

کبھی سلمانؓ و بو ذرؓ ہے کبھی اویس قرنیؓ۔

غرض عمل و فعل اور ارادہ و نیت کے میدان میں مردانِ حق آتے رہے اور  
گفتار و کردار کی یکسانیت کا حق ادا کرتے رہے ان کے نام بدلتے رہے پر کام نہ بدلا اور یہ  
ریت رہتی دنیا تک قائم رہے گی ماشاء اللہ!

قول و عمل پہ استقامت..... مایہ ناز زندگی

ہر زندگی نے اس ہی کی بدولت زندگی پائی ورنہ زندگی کوئی زندگی نہیں۔

قول قال کی اور

عمل علم کی زینت ہوتے ہیں جب تک قائم رہتے ہیں جگمگاتے رہتے ہیں۔

اگر میرے آقا و روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مطہرہ کے تابع ہوں، ملائکہ اور

ارواحِ فضائے بسیط میں بکھیرتے رہتے ہیں۔

یہی قول و عمل کی زندگی ہوتی ہے۔

کر کے دیکھ

قول و عمل پہ استقامت دل میں دھوم مچا دیتی ہے۔

تیرے اقوال جب یکجا ہوئے دھوم مچا دی کائنات مہک اٹھی۔

میرے آقا و روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ گرامی کی تعمیل طالب کو مسرور کر

دیتی ہے اور مخمور۔

قول ہی کی بدولت دنیا معرض وجود میں آئی۔

قول ہی کی بدولت یہ دنیا قائم الدائم۔

قول ہی کی بدولت اللہ نے بندوں کا ذکر بلند کیا۔

قول ہی کی بدولت دنیا کمال کو پہنچی۔

دین ایک قول ہے جب تک قائم رہتا ہے، تمکنت رہتی ہے..... پوری تمکنت سے ہمکنار۔ حوادثِ دہر دین پر غالب نہیں آسکتے مغلوب رہتے ہیں۔

بندہ قول ہی کی بدولت باکمال اور قول ہی کے باعث زوال پذیر۔

قول جب قول سے پھر جاتا ہے، گر جاتا ہے۔

قول جب قول سے پھر گیا، گر گیا۔

قول کی میعاد قول تک رہتی ہے جب تک قائم رہتا ہے قائم رہتی ہے۔

تاریخ ہائے عالم نے کہا: تیرا قول، میرے آقا و وحی فدائے ﷺ ہر قول سے فوق الورے، ہر قول کی جان۔

قول بولا میں ہزار سال پرانا ہوں، مجھے باطل مت کر۔ اس منزل کے فقیر کے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا، مطلق نہیں مگر اللہ اور صرف اللہ۔

طریقت الی اللہ کی منزل میں اللہ اللہ کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا طلب و تمنا سے پاک ہوتی ہے اللہ کے بندے جو کچھ بھی کرتے ہیں اللہ ہی کی خوشنودی رضا کے لیے کرتے ہیں۔

فقیر، فقیر کا اور امیر، امیر کا دوست ہوتا ہے۔ ایک دوسرے سے محبت ہو تو سکتی ہے، قائم نہیں رہ سکتی۔

دو بندے ایک دوسرے کے دوست بنے ایک کوڑا کرکٹ جمع کرنے میں مصروف ہے دوسرا پھول چننے میں۔

بتا! ان کی دوستی کیونکر نبھ سکتی ہے؟

دنیا دار دین دار کا دوست نہیں ہو سکتا مگر دنیاوی اغراض کے لیے۔ اس کی  
دوستی پہاڑ کی چوٹی پہ جمی ہوئی برف کی طرح چند لمحوں کی مسمان ہوتی ہے ادھر دھوپ  
چمکی ادھر یہ پگھلی۔

فقیر کا ہم جلیس .... فقیر

فقیر .... حال میں مست

دنیا .... مال میں

حال اور مال میں کوئی مناسبت نہیں۔

حال .... باقی

مال .... فانی

جس تن میں دھن ہوتا ہے، من نہیں ہوتا۔

دھن..... فنا پر اور

من..... آدمیت و انسانیت و بشریت کی عظمت کا ازما شاء اللہ!

تن مٹی ہے، بہر وہ مت دھار

من میری آمد ہے اور من ہی میں تو رہتا ہے۔

تیری دنیا میں من کے سوار کھا ہی کیا ہے؟

تیرے من کی ہستی سد امت رہے کبھی افسردہ نہ ہو۔

من حب المساکین صدقات و خیرات الحسنات البرکات سے شاد و آباد رہتا

ہے۔

ہم اور تم مال ہی کی بھینٹ چڑھے

کیا کافی نہ تھا خود سیر ہو کر کھاتے اور مہمانان کو کھلاتے، کوئی حساب نہ ہوتا۔  
متوکلین کونت نیاز زق دیا جاتا ہے.... بہترین رزق۔

سیمغ کو موتی، گدھ کے لیے مردار۔

اگر میری مانتے ہو، اوئے، یہ فنا کا مقام ہے ڈرتے ڈرتے گزار۔

رہن بسیرا کر، کوئی مال اور قال چھپا کر مت رکھ۔

فقرا کے نزدیک دنیا کی کوئی بھی چیز (مال ہو یا منال) اور کوئی بھی منصب

(اگرچہ ہفت اقلیم کی شاہی ہو) کوئی قدر و اہمیت نہیں رکھتا مطلق نہیں۔ اللہ کے بغیر ہر

شے بچ دیکار گردانی جاتی ہے۔

تو نے پیر دیکھے ہیں، فقیر نہیں!

پھل دیکھا ہے، جڑ نہیں!

فقیر کے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا صرف جان ہوتی ہے اور ہڈیوں پہ لپٹا ہوا

گوشت و خون۔

یہ ماسی پھوپھی کا مقام نہیں، مردوں کا اکھاڑا ہے۔

سوچ کر بول،

سوچ کر چل..... اور

سوچ کر لکھ۔

جس انداز سے یہ کلام لکھو لایا جا رہا ہے، زمان اسے بدل نہ سکے، حوادثِ دہر

اسے مٹانہ سکے، اس کی کوئی لڑی ٹوٹ نہ سکے اور یہ ہر مضمون کا انوکھا باب بنے۔

میرے آثار و جی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طریقت ملعون و مردار ہی سے اجتناب پر مبنی

ہے اس کسوٹی پہ کوئی پورا نہ اتر۔

جب تک کوئی اس سے باز نہیں رہتا، بامراد نہیں ہوتا۔ جو نہی کوئی دور ہٹا  
سکیت کا نزول ہو۔ طریقت نے خندہ پیشانی سے استقبال کیا اور رحمت نے اپنی

آغوش میں ڈھانپ لیا۔ وما علینا الا البلاغ

اپنے علم پہ عمل کیا کرو، ملعون و مردار سے باز رہا کرو۔

اس طریق سے بہتر کوئی طریقت نہیں۔

میرے اللہ کی ذات،

میرے آقا و وحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات

قرآن کریم اور سنت مطہرہ میں تو ہے، ہم میں سے کسی میں بھی نہیں پائی

جاتی۔ جانتے سب ہیں مانتا کوئی نہیں۔ سو میں سے ایک بھی نہیں بتا پھر ہمارا کیا حال

ہے؟

قابلِ فکر یہ بات ہے اور ایسی باتیں ہیں اس پہ ہم میں سے کوئی جتنا بھی فکر

کرے، کم ہے۔

جو باتیں قطعی منع ہیں کوئی ان سے باز نہیں رہتا۔

قرآنِ عظیم اور سنتِ مطہرہ کا حاصل

ملعون و مردار سے اجتناب، یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

قرآنِ عظیم اور حدیثِ مطہرہ کو پڑھا جاتا ہے، پڑھایا جاتا ہے، ازبر کیا جاتا

ہے، حفظ کیا جاتا ہے، تلقین کی جاتی ہے، تبلیغ کی جاتی ہے۔

جن باتوں سے سختی سے باز رہنے کا حکم دیا گیا ہے، میں باز نہیں رہتا۔



جن باتوں پہ سختی سے کاربند رہنے کا حکم دیا گیا ہے، میں پابند نہیں رہتا۔  
اسے دیکھنے کی تمنا ہے جو کہتا ہو..... کرتا بھی ہو۔

○ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

میں نے معراج کی رات بہت سے شخصوں کو دیکھا کہ انکے ہونٹ آگ کی  
قینچیوں سے کاٹے جاتے ہیں پوچھا جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا یہ لوگ  
آپ کی امت کے خطیب (واعظ) ہیں جو لوگوں کو نیکی کی ہدایت کرتے تھے اور اپنے آپ  
کو بھول جاتے تھے (یعنی خود نیک کام نہ کرتے تھے) (شرح الحدیث)

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا یہ  
آپ کی امت کے واعظ ہیں جو ایسی بات کہتے تھے جس پر خود عمل نہ کرتے تھے، اللہ کی  
کتاب کو پڑھتے تھے مگر اس پر عمل نہ کرتے تھے۔ وما علینا الا البلاغ

○ حضرت امامہ بن زیدؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن  
ایک شخص کو لایا جائیگا اور اسکو آگ میں ڈال دیا جائے گا یعنی دوزخ میں۔ اسکی انتڑیاں  
آگ میں جاتے ہی فوراً اس کے پیٹ سے نکل پڑیں گی اور وہ اپنی انتڑیوں کو اس طرح پیسے  
گا جس طرح پن چکی یا خراس کا گدھا آنا پیتا ہے۔

دوزخی یہ دیکھ کر اسکے گرد جمع ہو جائیں گے اور اس سے کہیں گے کہ  
”اے فلاں شخص! تیرا کیا حال ہے؟ تو تو ہمیں نیک کاموں کا حکم دیتا اور برے کاموں  
سے منع کرتا تھا۔ وہ جواب دے گا ”ہاں میں تمہیں نیک کاموں کا حکم دیتا تھا لیکن  
خود اس پر عمل نہ کرتا تھا اور تمہیں بری باتوں سے منع کرتا تھا لیکن خود باز نہیں  
رہتا تھا“

(بخاری و مسلم)

تیری کس کرنی پہ کیا اعتبار کرے اور کیا عنایت کرے؟

تیرے ایمان پہ ہندو رام رام چپنے لگا،

کاشی مہنت جی بھر کر ہنسا،

یہود و نصاریٰ نے تہقے لگائے

مگر توجوں کا توں۔ نہ کبھی شرمسار ہوا، نہ پشیمان۔

تیرے ایمان کی غیرت کو بار بار لاکار ا گیا توٹس سے مس نہ ہوا۔

”پدرم سلطان بود“ ہی کے نعروں پہ لٹو ہوتا رہا۔ دادے کے نانے کے

دادے کی کرنی ہی پہ اتفا کیا ان کی کوئی بات کوئی بھی بات تجھ میں نہ آئی۔

البتہ جب بھی تو ناچا ملعون و مردار ہی کو پا کر ناچا اور اسے فضل ربی گردان کر

خوشی کے طبلے بجائے، غیرت عنقا ہوئی۔

نہ اللہ سے محبت ہے، نہ میرے آقا رومی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، نہ پیر سے، نہ

فقیر سے۔ کسی نہ کسی ”کمال“ سے محبت ہے یا ملعون سے محبت ہے یا مردار سے۔

میرے آقا رومی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جسے ملعون فرمایا تو نے اس کا استقبال کیا، جی

بھر کر کیا۔ اس کی راہ میں آنکھیں تک بچھا دیں، اس کے حصول کے لیے کسی بھی

حرب سے کبھی باز نہ آیا۔ اس کی طلب میں اڑی چوٹی کا زور لگایا۔ ہر داؤ آزمایا۔ کوئی

دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ جو ہو سکا کیا، جیسے ہو سکا، کیا۔

جس مردار کو میرے آقا رومی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھونے تک سے منع فرمایا،

قریب تک جانے کو ناپسند فرمایا، تو نے اسے سینے سے لگایا۔ رنج رنج کر کھلایا۔ ذرا سی بھی

کراہت نہ کی۔ نہ ہی اس مردار کو مردار سمجھ کر کبھی باز آیا۔ عجب یہ کہ اس کے باوجود تو

میرے آقا روحی فداہ علیہ السلام کی محبت کے دعوے کرتا ذرا نہ شرمایا۔

یہ محبت کیسی اور دعویٰ کیسا؟ وما علینا الا البلاغ۔

محبوب کے ارشاد کی تعمیل محبت کا ادب ہے۔

محبوب نے محبت سے کہا ”یہ کام مجھ کو پسند ہیں کیا کر“ ان کاموں کے

نزدیک تک نہ پھٹکا۔

جن کاموں کے متعلق تینہہ کی ”مت کریں ان سے بیزار ہوں“ ایک

بھی نہ چھوڑا۔

تیری محبت کے کیا کہنے؟

افسوس کا مقام نہیں تو کیا ہے؟

○ حضرت عبداللہ بن مغفلؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے خدمت اقدس میں

حاضر ہو کر عرض کیا میں آپ سے محبت کرتا ہوں آپ نے فرمایا سوچ لو تم کیا کہہ رہے

ہو! اس نے عرض کیا اللہ کی قسم! میں آپ سے محبت رکھتا ہوں اس نے تین بار اسی

طرح کہا تو آپ نے فرمایا اگر تم سچے ہو تو فقر کے لیے تیار ہو جاؤ اس لیے کہ جو شخص مجھ

سے محبت رکھتا ہے اسکو فقر و اخلاص بہت جلد پہنچتا ہے اس سیلاب سے بھی جلد جو اپنے

متہا کی طرف جاتا ہے۔

(ترمذی)

میرے آقا روحی فداہ علیہ السلام ملعون اور مردار میں کیا ہوتا ہوگا؟

کیف نہ محویت

لذت نہ راحت

قوت نہ جمعیت

جرأت نہ حمیت

وجاہت نہ تمکنت

سکون نہ قرار

سرور نہ خمار

بس ایک جمود طاری ہوتا ہے۔

رُوئے زمین کے علوم ازبر کر۔ جب تک ملعون و مردار سے پاک نہیں ہوتا  
کبھی پاک نہیں ہوتا۔

ملعون اور مردار کے گرد و نواح میں رہنے والی ہر شے پوری طرح متعفن  
ہوتی ہے اور ہم سب اسی ماحول میں رہتے ہیں۔

ہم اہل سلوک طریقت کے بھجے ہوئے مسافر ہیں اور طریقت کے منشور میں  
یہ کام زیب نہیں دیتے۔

بڑے میاں، برانہ منانا ہماری شیخیت مجمع الکبائر۔

ایک بھی نہیں جو پاک ہو۔ رحمت کی امید کے منتظر۔

جو بندہ ملعون و مردار سے نجات پا کر پاک ہوا، اللہ نے اس کو اپنا بندہ ملایا۔ اللہ  
کو تو کسی نے بھی نہیں دیکھا، دیکھ سکتا بھی نہیں، بندے ہی میں دیکھا اور بندے ہی نے  
بندے کو دکھایا۔

جس نے بھی کسی کو دیکھا تیرے ذکر ہی کی بدولت دیکھا اور خلق ہی میں

دیکھا۔

گو ناگوں خلق..... خالق کی منظر

زندگی جب ملعون و مردار سے پاک ہوئی زندگی نے اسے گلے لگایا،  
مخمور ہو کر مدہوش ہوئی اور سردی صوت کے نغمے گانے لگی۔

شجیت کا عمد و بیان..... فاستقم کم امرت (ہود: ۱۱۲)  
(پس جس طرح سے آپکو حکم ہوا ہے، مستقیم رہیے)

یہ نہیں تو کچھ نہیں، دنیا ہی کا کھلونا ہے، یہ خصلت نبوت کی سر فرست  
خصلت ہے۔

شیخ کہلاتے ہو، شجیت کا ادب نہیں کرتے۔ نافرمانی کرتے ہو، نافرمانی شجیت  
کو زیب نہیں دیتی۔

شیخ وہ ہے جو نافرمانی کے پاس تک نہ پھٹکے۔  
شجیت..... من و عن تسلیم۔

جاننا تھا مگر ماننا نہ تھا کہ تیری ناز بھری ادلوں ہی نے اس ملعون و مردار کا  
ستیاناس کیا۔

اے مخاطب! اگر اب بھی باز نہ آیا اور اس کا ستیاناس نہ کیا تو کیا تیری  
شجیت اور کیا تیرا کمال؟

یا حی یا قیوم وما علینا الا البلاغ  
شجیت جو قرآن کی تفسیر نہیں تو کیا ہے؟

محدث حدیث کا عامل ہوتا ہے۔ ملعون و مردار سے اجتناب اس کی منزل۔

○ حضرت معاذ بن جبلؓ کو جب حضور اقدس ﷺ نے یمن روانہ فرمایا تو یہ  
نصیحت فرمائی اپنے آپ کو آرائش و استراحت سے بچا اس لیے کہ اللہ کے بندے

آرام و آسائش حاصل نہیں کرتے۔ (احمد)  
 دینی فتوحات (عطیات) اللہ ہی کے لیے وقف و مخصوص ہوتی ہیں  
 لیکن دنیا ہی میں لگادی جاتی ہیں۔

بیوہ و یتیم و نادار و لاچار و بیمار کے لیے جو رزق اللہ نے تجھے عنایت فرمایا  
 تیرے عیش و عشرت کے کام آیا، طریقت بلکہ بلک کے روئی۔

کسی نے قسم کھا کر بتایا ایک کتے کے علاج کے لیے انگلستان سے ڈاکٹر بلو لیا۔  
 اتنے روپے کہاں سے ملے کس نے دیے؟

میں نے تو کبھی کوئی محنت نہیں کی، زردہ پلاؤ کھاتا ہوں، مزے اڑاتا ہوں۔  
 یہ دور کورانہ تقلید کا نہیں، بالکل نہیں۔ دن کو دن اور رات کو رات کہنے کا

ہے۔

اگر تو اب بھی ان خرافات و واہیات سے باز نہ آیا تو دور خود خود مجبور کر دے

گا۔

جسے بھی دیکھا دین ہی کی اوٹ میں کھاتے دیکھا۔

تیرے آنے سے دین کو کیا فائدہ پہنچا؟ اور خلق نے کیا فیض پایا؟

دین کے میدان میں دین دار بن..... صرف دین دار!

دنیا کی کسی بھی شے سے تجھے کوئی دلچسپی نہ ہونہ ہی کسی منصب کی تمنا ہو۔ تیری

نظروں میں اللہ کے سوا ہر شے بچ و بیکار ہو! اس حال میں اگر شام تک اللہ کی طرف سے

سکینت نہ اترے جو چاہے کہہ۔

تیری اپنی دنیا میں جس چیز کو دین نے ملعون و مردار قرار دیا ہے جب تک تو

اس سے دور نہیں ہو تا رحمت کا نزول نہیں ہوتا۔  
 اگر تو نے ملعون و مردار کی دھجیاں نہ اڑائیں تو کیا تیرا حال اور کیا اس کی  
 تشریحات۔  
 سبیل النور :

ملعون و مردار سے اجتناب

○

دین سچا، دین کی ہر شے سچی  
 دنیا جھوٹی، دنیا کی ہر شے جھوٹی  
 بہرہ پ مت دھار، تیری ہر شے قدرتی ہونہ کہ مصنوعی۔ تیرا لباس،  
 پوشاک، رفتار و گفتار فطری ہو۔

لباس بدلنے سے صفات نہیں بدلتیں۔

لباس ..... نمائش جبہ و دستار کے لیے نہیں، تن ڈھانپنے کے لیے ہوتا ہے اسی  
 طرح کھانے سے لذت مقصود نہیں قوت کے لیے ہوتا ہے۔

ہر شے کا غلبہ قوت پہ موقوف ہے ہر لاغر مغلوب ہوتا ہے۔ فاقہ نفس کو  
 لاغر اور روح کو بیدار کرتا ہے۔ کھانا نفس کی اور فاقہ روح کی غذا ہے کھا کر تو دیکھ ہی لیا  
 اب بھوکے رہ کر بھی دیکھ۔ کھانا اگرچہ طیب ہو پھر بھی فاقے کی برابری نہیں کر سکتا یہ  
 امحاث و فتنات اس کھانے ہی کی پیداوار ہیں جہاں سے جو ملا لے لیا اور کھا لیا۔

زندگی کے یہ معمولات جس پہ کہ تم پھولے نہیں سماتے کیا ہیں؟ کچھ بھی  
 نہیں ..... یہ تو ایک بڑھیا بھی کر سکتی ہے، نہ اٹھانے کے قابل نہ گرانے کے قابل۔

جو خصلت اقوامِ عالم کے لیے نمونہ اور برتری کا موجب رکھتی..... اب تم میں  
نہیں۔

تیری نقل و حرکت ناپسند، نامعقول اور نامقبول۔ ہائے ہائے..... باز آ۔  
آج بدل..... ابھی بدل یہ وقت کی آخری پکار ہے۔  
ظاہر میں بال بھر کمی نہیں اور باطن میں کچھ بھی نہیں گویا ظاہر پاک، باطن  
خاک۔

ظاہر : مبلغ، متقی، پارسا، پرہیزگار  
باطن : نفس و شیطان و خناس کا کھلونا  
باہر : کوئی کسریاقی نہیں  
اندر : اللہ اللہ! بدترین مکار، دعا باز، فریب کار، کاذب، غیبت خور اور  
حاسد۔

قارئین حضرات!

ہندہ ان مقالاتِ حکمت میں اپنے ہی نفس سے مخاطب ہے، کسی دوسرے پہ  
مطلق تنقید نہیں۔ ہم نے جب بھی تنقید کی اپنے ہی نفس پہ کی، کسی اور پہ نہیں!  
واللہ باللہ تالہ ماشاء اللہ!

جس دنیا پہ تو پھولے نہیں سماتا اور کسی کی بھی ہدایت کو کسی خاطر میں نہیں  
لا تا گندگی کا ایک ڈھیر ہے اور تیری دنیا کی ہر شے تجھ ہی سے مل کر گندی ہوئی۔  
تیرے حضور میں دنیا ذلیل ہو ا کرتی تھی لیکن آج تو اس کے حضور میں  
ذلیل ہے آہ!



تو اسے ایسا منہ کے بل گر کہ دوبارہ اٹھنے کی طاقت ہی نہ رہے یہ مردانگی ہے۔  
 ○ حضرت ابو موسیٰؓ کہتے ہیں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!  
 جو شخص اپنی دنیا کو عزیز و محبوب رکھتا ہے وہ اپنی آخرت کو ضرر پہنچاتا ہے اور  
 جو شخص اپنی آخرت کو عزیز رکھتا ہے وہ اپنی دنیا کو ضرر پہنچاتا ہے پس تم اس چیز کو اختیار  
 کر لو جو باقی رہنے والی ہے اور فنا ہونے والی چیز کو چھوڑ دو۔ (احمدؒ - بیہقی)

جس دنیا کے پیچھے ہم مارے مارے پھرتے ہیں وہ بھی کیا دن تھے کہ یہی دنیا  
 ہمارے پیچھے پھرا کرتی تھی اور ہم اسے کسی بھی صورت قبول کرنے پہ آمادہ نہ ہوتے  
 تھے بے شک یہ دنیا دین کی ضد ہے۔

دنیا دین کی اور دین دنیا کی ضد ہے۔

جس کسی مقام پہ دین آتا ہے پورے کا پورا آتا ہے اور دنیا کو مسہر کر کے آتا  
 ہے۔

یہ دنیا جس کے پیچھے تم مارے مارے پھرتے ہو مردار کی مانند ہے اور مردار  
 کا کوئی طالب نہیں ہوتا مگر کتا اور گدھ۔

بڑے میاں! کیا بتائیں اور کیسے بتائیں؟ ہمارے پاس کوڑا ہی کوڑا ہے اور  
 کوڑے میں سر اسر گندگی ہوتی ہے۔

میرے آقا و روحی فدائے ﷺ نے اس دنیا کی جس چیز کو ملعون و مردار قرار دیا  
 ہوا ہے کسی نہ کسی روپ میں ہمیشہ جلوہ گر رہتی ہے ذرا سا موقع پا کر متوجہ ہو جاتی ہے۔  
 ناز و انداز دکھاتی، انگڑائیاں لیتی، ہوش سنبھالتی اٹھ بیٹھتی ہے۔ سچ دھج کر بے  
 جہانہ اور بے باکانہ ہنسستی مسکراتی مسند پر براجمان ہو جاتی ہے۔ سیاہ و سفید کی مالک

بن کر جو چاہے کروانے لگتی ہے۔

تیری ساری دنیا اے دنیا ہانے والے! ملعون و مردار ہی کی متلاشی ہے کسی نے بھی اس دنیا کو کبھی ترک نہ کیا۔ سنا ہے دیکھنے میں نہیں آیا کبھی کسی ماں کے لال نے اس دنیا کو پٹھیاں کر کے لٹکایا اور منہ کے بل گرایا ہو۔

فاعلم علم و حکمت اور عشق و رقت کے جملہ ابواب اس ملعون و مردار ہی سے اجتناب کی بدولت کھلتے ہیں۔

○ ترجمہ :

اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔

اور جس دن اللہ انکو جمع کرے گا تو دنیا کی نسبت ایسا خیال کریں گے گویا وہاں گھڑی بھر دن سے زیادہ رہے ہی نہیں تھے۔ (القرآن)

○ ترجمہ :

اور کئی طرح کے لوگوں کو جو ہم نے دنیا کی زندگی میں آسائش کی چیزوں سے بہرہ مند کیا ہے تاکہ ان کی آزمائش کریں ان پر نگاہ نہ کرنا۔ اور تمہارے پروردگار کی عطا فرمائی ہوئی روزی بہت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔ (القرآن)

○ حضرت عمر بن عوفؓ کہتے ہیں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہے!

اللہ کی قسم میں تمہارے فقر و افلاس سے نہیں ڈرتا بلکہ اس سے ڈرتا ہوں کہ دنیا تم پر کشادہ کی جائے گی جس طرح ان لوگوں پر کشادہ کی گئی تھی جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں پھر تم دنیا کی طرف رغبت کرو گے (یعنی دنیا کی لذتوں میں گرفتار ہو جاؤ گے) جس طرح تم سے پہلے لوگوں نے رغبت کی اور یہ دنیا تم کو ہلاک کر دے گی جس

طرح انکو ہلاک کیا۔ (بخاری و مسلم)

○ حضرت محمود بن لبیدؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!  
دو چیزیں ہیں جن کو آدم کا بیٹا برا سمجھتا ہے ایک تو موت کو حالانکہ موت  
مومن کے لیے فتنہ سے بہتر ہے۔ دوسرے مال کی کمی کو حالانکہ مال کی کمی حساب میں  
کمی کی موجب ہے۔ (احمد)

○ حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مسلمان  
کسی ننگے مسلمان کو کپڑا پہناتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جنت کے پھلوں سے کھلائے گا اور جو  
مسلمان کسی پیاسے شخص کو پانی پلاتا ہے اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اسے مہر لگی ہوئی  
شراب (یعنی شرابِ طہور) میں سے پلائے گا۔ (ابوداؤد۔ ترمذی)

○ حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!  
اے ابن آدم! اپنی حاجت سے زیادہ مال کو خرچ کرنا تیرے لیے بہتر ہے اور  
مال کو روکنا تیرے لیے برا ہے اور نہیں ملامت کیا جائے گا تو بقدر ضرورت مال اپنے  
قبضہ میں رکھنے پر اور تو سب سے پہلے اپنے عیال پر خرچ کرنے کے ساتھ شروع کر۔  
(مسلم)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!  
جو شخص سوال کی ذلت سے بچنے، اہل و عیال پر خرچ کرنے اور ہمسایہ کے  
ساتھ احسان کرنے کی نیت سے جائز طریقے پر (مال و دولت) حاصل کرے، قیامت  
کے دن وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے

چاند کی مانند چمکتا ہو گا اور جو شخص مال جمع کرنے، اظہارِ فخر و ریا کرنے کی نیت سے (خواہ) جائز طریقہ سے (ہی) دنیا کو حاصل کر لے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاتی ہو گا کہ اللہ اس پر غضبناک ہو گا (کیونکہ اسکی نیت درست نہ تھی)۔ (۱۹۵)

○ حضرت ابو کبشہ انماریؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے حضور اقدس ﷺ کو فرماتے سنا ہے تین باتیں ہیں جن پر میں قسم کھاتا ہوں کہ وہ حق ہیں اور تم سے میں ایک بات بیان کرتا ہوں تم اس کو محفوظ رکھو۔

وہ تین باتیں جن پر میں قسم کھاتا ہوں یہ ہیں کہ بندہ کمالِ صدقہ اور خیرات کرنے سے کم نہیں ہوتا اور جس بندہ پر ظلم و زیادتی کی جائے اور وہ اس پر صبر کرے اللہ تعالیٰ اس کی عزت کو بڑھاتا ہے اور جس بندہ نے سوال کا دروازہ کھولا اللہ تعالیٰ اس کے لیے فقر و افلاس کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ اسکے بعد آپ ﷺ نے فرمایا جس بات کا میں نے ذکر کیا تھا اب میں اس کو بیان کرتا ہوں اس کو یاد رکھو۔

دنیا چار آدمیوں کے لیے ہے

ایک تو اس بندہ کے لیے جسکو اللہ نے مال و علم عطا فرمایا پس وہ مال کو خرچ کرنے میں اللہ سے ڈرتا ہے (اور حرام کاموں میں خرچ نہیں کرتا) رشتہ داروں سے (اچھا) سلوک کرتا ہے اور اس مال میں سے مال کے حق کے موافق اللہ تعالیٰ کے لیے خرچ کرتا ہے اس شخص کا بڑا درجہ ہے۔

دوسرے اس بندہ کے لیے جس کو اللہ تعالیٰ نے علم عطا فرمایا اور مال عطا نہیں فرمایا یہ بندہ (علم کے سبب) سچی نعمت رکھتا ہے اور یہ آرزو کرتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں شخص کی طرح اس کو نیک کاموں میں خرچ کرتا اس کو بھی پہلے

بندہ کی مانند اجر ملے گا اور ثواب میں دونوں برابر ہوں گے۔

اور تیسرا بندہ وہ ہے جس کو اللہ نے مال دیا ہے اور علم نہیں دیا وہ بندہ اپنے مال کو علم نہ ہونے کی وجہ سے بری طرح خرچ کرتا ہے۔ نہ تو خرچ کرنے میں اللہ سے ڈرتا ہے نہ رشتہ داروں سے سلوک کرتا ہے اور نہ اللہ کا حق اپنے مال میں سے نکالتا ہے اور نہ بندوں کا حق ادا کرتا ہے یہ بندہ بدترین مرتبہ کا ہے۔

اور چوتھا بندہ وہ ہے جس کو اللہ نے مال بھی نہیں دیا اور علم بھی نہیں دیا وہ کہتا ہے اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں فلاں شخص کی طرح کرتا (یعنی برے کاموں میں)۔ یہ بندہ اپنی نیت کے سبب مغلوب ہے اور اس کا گناہ تیسرے شخص کے گناہ کی مانند ہے۔ (ترمذی)

○ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں اور دو واپس چلی آتی ہیں اور ایک اس کے پاس رہ جاتی ہے۔ گھر کے لوگ اور مال اسکے ساتھ جاتے اور اسکو تنہا چھوڑ کر واپس آجاتے ہیں اور اس کا عمل اسکے ساتھ جاتا اور اسکے ساتھ رہتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

○ حضرت محمد بن ابو عمیرہؓ (جو صحابی ہیں) کہتے ہیں اگر کوئی بندہ پیدائش کے دن سے بوڑھا ہو کر مرنے تک اللہ کی طاعت و عبادت میں سرنگوں رہے تو وہ البتہ اپنی اس عبادت و طاعت کو قیامت کے دن حقیر خیال کرے گا اور یہ آرزو کرے گا کہ اس کو پھر دنیا میں واپس کر دیا جائے تاکہ اس کا اجر و ثواب زیادہ ہو جائے۔ (احمد)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہے کہ

بندہ ”میرا مال“ ”میرا مال“ کہتا رہتا ہے اور حقیقت یہ ہے اسکے مال میں سے

جو کچھ اس کا ہے وہ صرف تین چیزیں ہیں ایک تو وہ جو کھائی ایک تو وہ جو کھائی اور ختم کر دی، دوسرے وہ جو پستی اور پھاڑ ڈالی، تیسرے وہ جو اللہ کی راہ میں دی اور آخرت کے لیے ذخیرہ کر لی۔ ان تینوں کے سوا جو کچھ ہے اس سب کو وہ لوگوں کے لیے چھوڑ جانے والا ہے۔ (مسلم)

○ حضرت مقدم بن معد یکربؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ آدمی نے کوئی برتن پیٹ سے بدتر نہیں بھرا (جبکہ پیٹ کو خوب بھرا جائے اور اس سے دینی ودنیوی خرابیاں پیدا ہوں)

آدمی کے لیے چند لقمے کافی ہیں جو اسکی کمر کو سیدھا رکھیں اور اگر پیٹ بھرنا ہی ضروری ہو تو چاہیے کہ پیٹ کے تین حصے کرے۔ ایک حصے میں کھانا دوسرے حصے میں پانی اور تیسرا حصہ سانس (کی آمد و رفت) کے لیے۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

یہ ہے دین کی اصل

دین کی بنیاد

دین کی روح

یہ نہ ہو..... دین ودنیا میں کوئی تمیز نہ ہو۔

جس طرح آگ اور پانی کا میل نہیں اسی طرح دین اور دنیا کی راہیں جدا جدا

ہیں۔

یہ آتا..... وہ چلی جاتی ہے

وہ آتی ہے..... یہ چلا جاتا ہے

دنیا مردار تھی کیونکر ان کے ہمراہ رہتی؟

دنیا کو دین میں بدل۔ جو بھی شے ملعون ہے اسے بدل اور جو بھی شے مردار ہے اسے بھی بدل۔

دین نے قسم کھا کر فرمایا یہ دنیا جس میں تم رہتے ہو، جھوٹی ہے۔  
تبدیل کرنا چاہتے ہو تو دنیا کو تبدیل کرو، دین میں دنیا کا نام تک نہیں ہوتا۔ وما علینا الا البلاغ  
دو حرنی بات تھی اور چلنے والے کے لیے یہ منزل دو قدم تھی .... سالہا سال گزار دیے۔

جو اللہ کے لیے اللہ کی راہ میں آتا ہے، اللہ کی قسم! اللہ کی رحمت اس کا استقبال کرتی ہے۔

دین کی تبلیغ کا بیڑ لٹکا کر جہاں چاہے چلا جا۔ ذاتی مفاد کے لیے تنگ و دو مکاری نہیں تو کیا ہے؟

○ حضرت کعب بن مالکؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

دو بھوکے بھیر دیے جن کو بحریوں میں چھوڑ دیا جائے اتنا نقصان نہیں پہنچاتے جتنا کہ انسان کی حرصِ جاہ و دولت دین کو نقصان پہنچاتی ہے۔

(ترمذی۔ داری)

تیری منزل ایک دوسرے کو ایک دوسرے سے گرانا، دین کی آڑ میں دنیا کمانا، ملی اتحاد کو پارہ پارہ کرنا اور ایسی ایسی باتیں اور من گھڑت مسائل جو آج تک کسی کے فہم و گمان میں بھی نہ تھے، منصفہ شہود پہ لانا اور گرمانا ہے پھر کس بل بوتے پہ کسی

کامیابی کی کیا امید؟ جن کی نقلیں کرتے ہو ان کی ایک بھی بات تم میں نہیں۔  
 ”دین رہے نہ رہے بھادریں کچھ بھی نہ رہے میری انا قائم رہے پھر مجھے کسی کی  
 کوئی پروا نہیں، نہ ہی کسی بات کا غم۔“

دین کی تبلیغ میں انا کباب نہیں ہوتا، کتاب و سنت کے مطابق اتباع ہوتی ہے۔  
 ساری دنیا کی تنظیم کا محرک .... ذاتیات کی ذات میں گم گیا۔  
 احرام تیری زینت تھی جو گم ہو گئی۔

طریقت کا جب احرام باندھ لیتے، کون و مکاں کی ہر شے سے مستثنیٰ و  
 دست بردار ہو جاتے۔ جیتے..... مگر اللہ کے لیے..... اللہ اللہ!!

احرام باندھ کر بعض حلال چیزیں حرام ہو جاتی ہیں۔  
 وہ اللہ کے پُر اسرار بندے ہر شے اور ہر شے سے جو ان کی منزل کی محویت  
 میں نخل ہوتی..... حرام قرار دے کر دستبردار ہو جاتے۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے

الانسان سری وانا سرہ

”انسان میرا بھید ہے اور میں اس کا بھید ہوں“

پیشک وہ بندے پُر اسرار ہوتے۔ الانسان سری وانا سرہ کے رازداں  
 بن کر نام و نمود اور ہست و بود کی بستنی کو لٹا کر اور ہستی کو مٹا کر..... صدق دل سے  
 ..... دنیا کو ہیچ و بیکار سمجھ کر الست کے نشے میں مست ہو کر جب عاشقانِ طریقت کی  
 منزل پہ گامزن ہوتے، ایک اکھاڑا جم جاتا۔

یہی عاشقانِ باصفا اور کشتگانِ با وفا کا دستور ہوتا۔



جو پیرا ہن پن کردہ اس وادی میں داخل ہوتا آخر دم تک کبھی نہ بدلتا۔  
وہی گلی، وہی جلی وہی گلی۔

تیرے انداز فقیرانہ اور راہبانہ لیکن دلبرانہ۔ تھیبتاً جہانبانی کی تمام ادا میں  
گدڑی میں پنہاں۔ جہاں بان ہوتا مگر جہان نہ رکھتا۔

جہاں بانی کی تمام صلاحیتیں جہان پہ قربان کر دیتا۔

جب وہ جہانبان طریقت کے میدان میں اترتا، اللہ اللہ، نفس کی دھیماں اڑا  
دیتا۔ کسی بھی معاملہ میں کبھی نہ شرماتا۔ جس طرح بھی اسے کرنا ہوتا، کر کے رہتا۔ اللہ  
نے اپنے بندوں کو رنگارنگ کے درجات مرحمت فرمائے ہوتے ہیں یقیناً بہم وہ نہیں۔

ہم نے اپنی نسبت کی ناموس اور منصب کے اکرام کی دھیماں اڑادیں۔

لذت و راحت و زینت و شہرت نے ہمارا خانہ طریقت خراب کر دیا۔

ناپسندیدہ حرکات سے گریز کر اور باز آ۔

جس دنیا کو تو مردار کہتا ہے، اسی کی جستجو میں مارے مارے پھرتا ہے۔

دنیا پوری طرح دین میں موجود رہتی ہے۔ ہر حال میں، ہر وقت، ہر جگہ

موجود۔

اگر تیرے دین سے دنیا دور کر دی جائے، میدان چھوڑ کر چلا جائے۔

دنیا کو بہتر بنانے کے لیے دینی کام کرتے ہیں، اگر صرف دین مقصود ہوتا،

دین اپنے مخفی خزانے کھول دیتا۔

لبادہ ہم نے اوڑھا ہی نہیں، لبادہ کی گدڑی میں لعل ہوتا ہے۔

مال ہم رکھتے ہی نہیں مگر گدلا، اور گدے میں کثافت ہوتی ہے،

سراسر کثافت۔ لطافت کا نام تک نہیں ہوتا۔

مال سے پاک ہو اور آ۔

کسی کو بھی کسی سے محبت نہیں، مال سے ہے اور مال ہی کی بدولت جملہ فتنات

پیدا ہوتے ہیں۔

مال ہی دنیا کا اصل فتنہ ہے۔ مراتب ایثار پہ موقوف ہوتے ہیں، نام و نمود پہ

نہیں۔

ایثار..... جمع کی ضد

دنیا مطلب پرست ہے، خدا پرست نہیں۔

نہ دین پرست نہ خدا پرست، مفاد پرست۔

کوئی کسی کا بھی طالب نہیں، دنیا ہی کا طالب ہے اور دنیا دین کی ضد ہے۔

جملہ علوم و فنون کا حاصل اگر دین نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ دین اگر ملعون و

مردار سے پاک نہیں، دنیا ہے۔

دین دار ہی دین سے نفرت پھیلانے کا موجب۔

قرآن کریم اور سنتِ مطہرہ کا داعی خود ممنوعات کا مرتکب ہو جاتا ہے۔

ایک ایک بات کو سن!

ایک ایک چیز کو دیکھ!

خود ہی بتا یہ ملعون نہیں تو کیا ہے؟ مردار نہیں تو کیا ہے؟

ان سے دور رہنا اور باز رہنا ہی عین اسلام ہے۔

کون کہتا ہے یہ رہبانیت ہے؟ اسلام کی روح کو گرمانے کی دُھونی ہے،

یہی تپش زندگی کی حرکت اور اسی میں عین برکت۔

تو ند پھولے نہ پھولے، رت ہونہ ہو، جوش کبھی کم نہ ہو۔

آنے والو! جلد آؤ

کرنے والو! جلد کرو

تلقین..... دلوں کو لبھانے اور

عمل..... جوش کو گرمانے کی واحد سبیل

تلقین عمل کی محتاج ہے،

جب تک عمل جوش میں نہیں آتا، ناکام رہتی ہے۔ وما علینا الا البلاغ

تلقین نے وحشی جانوروں کو رام کر کے کرتب پہ آمادہ کیا۔

انسان خود سر ہے، بھلائی و برائی کا عارف ہونے کے باوجود برائی سے باز نہیں

رہتا۔

تبلیغ میرے آقا و وحی فدائے ﷺ کے ارشادات کی تلقین ہے، اس پہ ہمیں

دسترس نہیں۔

دین کا حاصل..... ملعون و مردار سے اجتناب۔

تو خود باز نہیں رہتا، کسی اور کو کیوں کر باز رہنے کی تلقین کر سکتا ہے؟

قول بے عمل

اذا مروا بالناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتب ط

افلا تعقلون O (البقرہ ۴۴)

کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھلا دیتے ہو حالانکہ تم

کتاب پڑھتے ہو کیا تم سمجھتے نہیں؟

تلقین کے پاس اگر نمونہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

دین کا مبلغ خود باز نہیں رہتا، کسی اور کو کیا تلقین کر سکتا ہے؟

آپ مبلغ ہیں ماشاء اللہ!

آئیے آئیے اھلا دھلا کیا خوب ملاقات ہوئی!

ہائے ہائے حضرات! ایسی ایسی باتیں کرنا اور کہنا ہمیں قطعی زیب نہیں دیتا۔

مبلغ تو مکروہات و واہیات و منہیات سے بیزار ہوتا ہے۔!

ہائے ہائے تبلیغ کے نام کو بدنام مت کیا کرو۔

ایسے مت کہا کرو،

ایسے مت کیا کرو۔

ایسا کرنے والوں کی طرف دیکھا مت کرو، سنا مت کرو۔

اللہ کی طرف متوجہ ہو کرو۔

امید ہے اللہ کی رحمت جوش میں آئے اور ہم سب کو بخش دے۔

دین کا حاصل ملعون و مردار سے اجتناب۔ اگر یہ نہیں گویا کچھ بھی نہیں۔

کسی نے بھی ملعون و مردار سے کبھی اجتناب نہیں کیا، ہمہ تن و من ان ہی

کے حصول میں سرگرداں۔

ہر کوئی جانتا ہے لیکن کسی نے بھی ان کی کبھی مخالفت نہیں کی۔

کیا کسی کی تبلیغ! کیا اس کا حاصل!

علم گونا گوں، لامنتہی،

کسی علم پہ عمل کر۔

سالہا سال گزر گئے..... ابھی تک کوئی بھی کسی عمل کا پابند نہیں،

کسی نے بھی کوئی برائی قطعی ترک نہیں کی

نہ ہی کوئی کسی نیکی پہ کار بند۔

افسوس نہیں تو کیا ہے؟

طالبانِ طریقت کے لیے

☆ کوئی وہ ذکر بتاؤ جو تیرے جسم الوجود میں جاری ہو اور جس کا تونے کبھی ناغہ نہ

کیا ہو۔

☆ کوئی وہ برائی بتاؤ جو تم کبھی نہیں کرتے۔

☆ کوئی وہ نیکی بتاؤ جو تم ہمیشہ کرتے ہو۔

یہ تینوں چیزیں انسانی زندگی کی منزل ہیں ماشاء اللہ!

قابلِ تعریف تو کوئی بات ہے ہی نہیں

کیا بتائیں اور کیسے بتائیں؟ ہم میں سے کسی کو بھی ابھی تک ملعون و مردار سے

نجات نہیں۔

جب تک کوئی ملعون و مردار سے پاک نہیں ہوتا

کسی عنایت کی کیا امید رکھ سکتا ہے؟

اگر پاک ہوتے علم و حکمت اور عشق و رقت کے دفتر کھل جاتے۔

سارا دن چکنی چڑی باتیں سن سن کر مست ہو رہے ہیں۔

دین کی اصل، دین کی روح.... ملعون و مردار سے اجتناب۔

ہم میں سے کوئی بھی اس سے پرہیز نہیں کرتا اور بازر ہنا پسند نہیں کرتا۔  
ہم جو کچھ بھی کہتے ہیں، لوگوں ہی کو سنانے کے لیے کہتے ہیں ورنہ اپنا  
حال کوئی حال نہیں۔

جہاں قال ہوتا ہے، حال نہیں ہوتا اور جہاں حال ہوتا ہے، قال نہیں  
ہوتا۔ قال قال میں اور حال حال میں مصروف رہتا ہے۔

جو کچھ اللہ نے اپنی کتاب قرآن کریم میں فرمایا قال ہے۔ اس قال پہ عمل کا  
اصطلاحی نام حال ہے۔

اسی طرح جو کچھ حضور اقدس ﷺ نے ہماری اصلاح و فلاح کے لیے فرمایا  
قال ہے اور اس پہ عمل کا نام حال ہے۔

آپ جو بھی کہتے ہیں قال ہے، جو کرتے ہیں حال ہے۔ اور یہ ازبر کر لیں کہ  
قال پہ عمل ہی سے حال پیدا ہوتا ہے۔

میرے پیٹے! قال کے ساتھ حال کا ہونا لازم و ملزوم ہے۔ تو نے قال دیکھا  
ہے حال نہیں دیکھا۔ نمائندہ دیکھا ہے، نمونہ نہیں دیکھا۔

علم پہ عمل کا اصطلاحی نام: حال

حال کا کوئی منکر نہیں۔

علم قال ہے ..... عمل حال

علم کا نمونہ عمل اور

عمل لبد الآباد قائم الدائم۔

علم نے عمل کو اور عمل نے علم کو زندگی بخشی۔

علم نے جب بھی کسی عمل کا مظاہرہ کیا، تاریخ نے اسے کبھی نظر انداز نہ کیا۔  
 علم کی تاریخ میں عمل جگمگاتا رہا اور زندگی کو زندگی کا پیغام سناتا رہا۔  
 علم کا نمونہ محدثین کرامؓ نے دیا اور حد کر دی  
 فقراً نے فقر کا۔ وما علینا الا البلاغ۔  
 قول و فعل اور ارادہ و نیت کی یکسانیت کا اصطلاحی نام فقر ہے اور  
 فقر..... ان کا فخر۔

طریقت کی سند..... الفقر فخری  
 وما علینا الا البلاغ۔

جس بات پہ تم شرماتے ہو حضور اقدس ﷺ فخر کرتے تھے۔  
 جس فقر پہ حضور اقدس ﷺ کو فخر تھا آج ہم اسی سے بیزار۔  
 فقر خصالِ نبوت میں سرفہرست فخر۔

اس خصلت نے دنیائے دُوں کی ہر خصلت کو مات کر دیا۔ حضرت آدم علیہ  
 السلام صلی اللہ کی اولاد کو اسی خصلت کی بنا پہ آبدار و تابدار کیا اور ہم میں اس کا نام تک  
 نہیں، نشان تک نہیں۔ ماضی کی داستان ازبر کیے جاتے اور دل بہلائے جاتے ہیں۔  
 فقیر کی میراث کا وارث فقیر ہوتا ہے اور فقیر کے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا مگر  
 اللہ اور صرف اللہ۔

یہ تھی اور ہے طریقت کی راہ۔ جب بھی کوئی اس پہ چلا کائنات نے اس کا  
 احترام کیا۔

فقر کی یہ خصلت جب تک باقی رہی چمکتا رہا، دمکتا رہا۔ جب سے رخصت  
 ہوئی، ہر شے رخصت ہوئی۔ نام باقی تھا وہ بھی نہ رہا۔ اے ہمیشہ! عجب یہ کہ اس کا

احساس تک نہیں۔

اگر کوئی کسی کی ایک بات کو، صرف ایک بات کو، کماحقہ مان لے، مظہر الجباب کا نمونہ بن کر اوجِ ثریا پہ چمکے۔

میرے آثارِ وحیِ فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائلِ نبوت میں سے کسی ایک کو کماحقہ اپنا تاثریقت میں خصلت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

علم نے ایک امرِ دہنی کی تلقین فرمائی، فقر نے کاربند ہو کر اس کا عملی نمونہ پیش کیا۔ اگر نمونہ نہ ہوتا علم کیا تصدیق کرتا؟ ہر خصلت کا نمونہ فقر ہی نے دیا۔

خصائلِ نبوت کی فہرست میں جو خصلت سب سے مشکل ہے، وہی سب سے آسان۔

خصائلِ نبوت کا کمالِ کمال جملہ منہیات کو بہالے جانا ہے۔

فقیروں کا تذکرہ کسی بھی طرح امیروں کے تذکرے سے کم نہیں ہوتا، فوق الوراء ہوتا ہے۔ افسوس نظر انداز کیا جاتا ہے۔

کرنے والی چیز تو فقراء کا تذکرہ ہے نہ کہ امرا کا۔ اے، امراء کا بھی کوئی تذکرہ ہوتا ہے؟ امراء ہی کے نام قلمبند کیے جاتے ہیں۔ امیر عیش پرست ہوتے ہیں، صاحبِ تذکیر نہیں۔

ہستی دہر میں نامور تذکرہ فقیروں کا ہے، امیروں کا نہیں۔ خصلت کی دنیا میں سرِ فہرست فقرا ہی کا تذکرہ رہا۔ اول و آخر، ظاہر و باطن کا تذکرہ فقرا ہی کو ورثہ میں ملا۔

تیرے خطبات میں فقر کی بابت تک نہیں اور فقر ہی نے ہر خصلت کا نمونہ دے



کردنیا کو بتایا کہ یہ خصلت، یہ خصلت ہے۔

تیرے پاس باتوں کے سوا کچھ بھی نہیں اور ان کے پاس سب کچھ ہوتا، باتیں نہ ہوتیں۔

حضور اقدس ﷺ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کامیابی کا صرف ایک ہی راز تھا کہ جو نبی حضور اقدس ﷺ سے کوئی فرمان سنتے اسی وقت اس پہ عمل پیرا ہو جاتے اور ہم دن میں سو سو بار سنتے سنا تے ہیں مگر کبھی عمل نہیں کرتے، بات جوں کی توں رہتی ہے۔

حکومت ایک حکم دیتی ہے مان لیتے ہیں کوئی چون و چرا نہیں کرتے مگر اللہ و رسول ﷺ کے کسی حکم کو بالکل نہیں مانتے۔ جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور کرتے ہی رہتے ہیں یا حی یا قیوم برحمتک استغیث۔

طریقت عزم الامور کی عظیم ترین ترجمان۔

صد ہا منازل عبور کر کے منصفہ شہود پہ آئی اور حقیقت کے وہ عنوان والو اب جو

صدیوں سے نقاب کشائی کے منتظر تھے، ہوو کے میدان میں لے آئی۔

جو منظر کتاب میں تو تھا، میدان میں گم تھا، اکھاڑے میں لے آئی اور

کس کس منظر کی کیا کیا ترجمانی فرمائی!

عزم و عمل

اگر ایسے نہ ہوتا طریقت سکیاں لیتی۔ کتاب سے نکلی تھی، کتاب ہی میں

رہتی۔ کسی نظام کی زینت نہ بنتی۔

نظام عمل کے تابع ہوتا ہے۔

الہی نظام کے تحت زندگی..... زندگی کی تمنا۔

اور کوئی زندگی نہیں۔

الہی نظام میں غفلت نہیں ہوتی۔

غفلت..... ارذل العمر

مر کر جینے والے نے صرف یہ خبر سنائی

زندگی کا جو وقت غفلت میں گزرا، ناپسند گزرا۔

تیرے نام کا جام کبھی غافل ہونے نہیں دیتا، ماسوا سے دور رکھتا ہے۔

ذاکر..... زندہ اور

غافل..... مردہ متصور ہوتا ہے

زندہ ایک اور مردہ اگرچہ سارا جگ ہو، زندہ کی برابری نہیں کر سکتا۔

کوئی بھی ہو، غافل..... محزون و مغموم

ذاکر..... مطمئن و مسرور و مخمور

○ حضرت ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

مثال اس شخص کی جو ذکر الہی میں مشغول رہتا ہے اور اس شخص کی جو اللہ کا

ذکر نہیں کرتا زندہ اور مردے کی سی ہے۔ (صحیح بخاری جلد ۲ ص ۹۳۸)

○ حضرت ابو درداءؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں

تمہیں نہ بتاؤں کہ کون سا عمل ہے جو تمہارے مالک کے نزدیک اچھا اور پاکیزہ ہے اور

تمہارے درجوں میں سب اعمال سے بلند ہے اور تمہارے لیے اس سے بھی اچھا ہے کہ

تم اپنے دشمنوں سے لڑو، تم ان کی گردنیں مارو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں۔

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ضرور بتائیے۔

فرمایا وہ اللہ کا ذکر ہے۔

حضرت معاذ بن جبلؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کے نزدیک ذکر الہی سے بڑھ کر کوئی

دوسری چیز اللہ کے عذاب سے نجات دلانے والی نہیں۔ (جامع ترمذی، جلد ۲، ص ۱۷۴)

خانقاہ میں ذکر ہوتا ہے، سیاست نہیں ہوتی۔ جہاں سیاست ہوتی ہے، ذکر

نہیں ہوتا۔ وما علینا الا البلاغ۔

یہ ذکر الہی کی مجلس ہے، اس میں سیاست کو شامل مت کر۔

سیاست جب طلبہ میں داخل ہوئی، تعلیم و تربیت پہ بے حد اثر انداز ہوئی،

مٹی ہو یا خانقاہی۔

سجادہ .... دین ہے

سجادگی .... دنیا

وما علینا الا البلاغ

دین کی سجادت سجدہ سے تھی، رخصت ہوئی۔ سجادگی کا تقدس سجدہ میں

ہے۔ کوئی سجدہ پیش کر، سجدہ تیرا استقبال کرے گا۔

○ حضرت جبیر بن نصیرؓ مرسلاروایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے

فرمایا!

مجھ کو وحی کے ذریعہ حکم نہیں دیا گیا کہ میں مال کو جمع کروں یا تجارت کروں

بلکہ یہ وحی کی گئی ہے کہ تو اپنے پروردگار کی حمد کی تسبیح کر، سجدہ کرنے والوں میں ہو اور

اپنے پروردگار کی عبادت کر یہاں تک کہ تو موت سے ہمکنار ہو جائے۔ (شرح السنۃ)

اس تن میں، اس من میں، سبھی کچھ ہے .... ایک سجدہ نہیں۔

سجدہ کے بناں سجدائیں۔

ہر علاقے سے منقطع ہو کر سجدہ کر۔

شیطان جب بھی رویا،

سجدہ ہی پہ رویا۔

رب جب بھی خوش ہوا،

سجدہ ہی پہ ہوا۔

سجدہ، دیرو حرم کا پابند نہیں۔ جہاں بھی کرو، ہو جاتا ہے۔

تمہیں یہ علم نہیں کہ مومن کا سجدہ مقام سجدہ کو سات تہوں تک پاک کر

دیتا ہے۔ (عائشہؓ/اوسط)

سجدہ میں لین دین کی کتاب نہیں ہوتی۔ یہ مستغنی عن العبادات و عبارات

ہوتا ہے اور اُمّی بن کر ہوتا ہے۔ جو بھی رب کو رب مان کر سجدہ ریز ہوا، سجدہ نے اسے

قبول کیا۔

فقیر کچھ بھی نہیں جانتا، حاضر کو ناظر جان کر سجدہ ریز ہوتا ہے

گویا جملہ علوم ازبر کیے،

جملہ اعضا سجدہ ریز۔

یہ ذکرِ الہی ہے .... محورہ

یہ تبلیغ ہے .... کیے جا

یہ مخلوق کی خدمت ہے .... جاری رکھ

باقی سب سیاست

ذکر و مذکور کی محفل میں سیاست کو دخل نہیں ہوتا وعلینا الا البلاغ  
ایسی محافل میں سیاست بدترین حماقت ہوتی ہے۔  
سجادگی میں سادگی ہوتی ہے، سیاست نہیں۔ جب بھی سیاست داخل ہوئی،  
سجادگی رخصت ہوئی۔  
سجادگی جب سے رخصت ہوئی، ہر شے رخصت ہوئی۔ ساغر و مینا کا نام باقی  
تھا، وہ بھی رخصت ہوا۔  
سجادگی جب تک پھر سے حال ہو کر حقیقی روپ میں جلوہ گر نہیں ہوتی، کوئی  
بہار عود کر نہیں آتی۔

خانقاہی نظام جب تک پاک رہا عظمت رہی، تمکنت رہی  
دورِ حاضر کی سیاست میں الجھ کر بے سلجھ ہوا  
اور سیاست میں الجھن کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا۔  
الہی نظام کو اللہ تک محدود رکھ!  
الہی نظام میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے،  
اللہ کے دین اسلام کی بین الاقوامی دعوت و تبلیغ ہوتی ہے اور عام مخلوق کی  
بے لوث خدمت  
اور کچھ بھی نہیں ہوتا۔

اٹھ! بیدار ہو۔ اپنی منزل کے سفر پہ گامزن ہو۔ یہ دنیا اور جو کچھ بھی اس میں  
ہے، اس کی حیثیت چھڑ کے پر کے برابر بھی نہیں۔ ناپائیدار، فانی اور چند روزہ مہمان

خانگی اور خانقاہی امور کی کارکردگی میں جو وقت صرف ہو، ذکر میں شمار ہوتا ہے۔

یہ ذکر ہے، باقی سب سیاست

اور سیاست میں ذکر کے سوا ہر شے شامل ہوتی ہے۔

جہاں اللہ کا ذکر ہوتا ہے،

کسی اور کا نہیں ہوتا۔

اللہ کا ذکر ہر ذکر سے اعلیٰ۔

اہل ذکر اللہ کے ذکر کے سوا کوئی اور ذکر کبھی نہیں کرتے،

ذکر ہی میں محمود منہمک رہتے ہیں۔

تیرے لیل و نہار،

تیرا مال و اسباب

جن پر تو پھولے نہیں سماتا،

شیطان و خناس ہی کے مشورے کے تحت نقل و حرکت پہ گامزن ہیں اور

ملعون و مردار ہی کے لیے تقویت بخش۔

ترقی ہے یا زوال؟

اس ترقی میں اللہ کے ذکر کا نام تک نہیں۔

جس کام کے لیے اور جن کاموں کے لیے اللہ نے تجھے پیدا کیا ہے، کرتا

نہیں۔ اللہ نے تجھے اپنے ذکر کے لیے اور ذکر کو بلند کرنے کے لیے پیدا کیا، پھر کرتے

کیوں نہیں؟

ذکرِ الہی زندگی کا جہادِ اکبر ہے

وقت اور مال قربان کر

سکون حاصل ہوگا۔ ماشاء اللہ!

جہادِ بانفس .... جہادِ اکبر

ولادت تا موت جاری و ساری

اللہ تبارک و تعالیٰ عزوجل ذوالجلال والا کرام نے ہمیں نیک عمل کرنے اور

برے عمل سے باز رہ کر زندگی گزارنے کے لیے دنیا میں بھیجا ہے۔ نیکی کرنے اور برائی

سے بچنے کی کوشش کا اصطلاحی نام جہاد ہے .... جہادِ اکبر یعنی سب سے بڑا جہاد۔

○ جہادِ اکبر :

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ ایک غزوہ سے واپس

تشریف لائے تو آپؐ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا تم خیر و عافیت سے واپس آئے ہو، تم

جہادِ اصغر سے جہادِ اکبر کی طرف واپس لوٹے ہو۔

صحابہ کرامؓ نے پوچھا اے اللہ کے رسولؐ جہادِ اکبر کیا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا بندے کا اپنے نفس سے جہاد کرنا جہادِ اکبر ہے۔

(تاریخ بغداد للخطیب بغدادی جلد ۱۳ ص ۴۹۲)

جہاں میرے اندر اللہ رہتا ہے، وہیں شیطان کا بھی ڈیرہ ہے۔ جب دم بھر

کے لیے بھی غافل ہوا، کو دپڑا۔ میں اسے روکتا رہتا ہوں

یہی جہادِ اکبر ہے۔

جہادِ زندگی کی دعا: ایاک نعبد و ایاک نستعین

الم O لا اله الا هو الحي القيوم ولا اله غيرك ط کی تشریح  
یا حی یا قیوم نے سمجھائی۔

میرا اپنا نفس ہی غیر ہے، اللہ کرے غیریت سے پاک ہو۔ اسے کوئی جتنا  
بھی ذلیل کرے، کم ہے۔

غیریت جب دور ہوئی، عافیت کا ظہور ہوا۔

عافیت جب اندر آئی، مجھی ہوئی زندگی جگمگائی۔

نفس سے خطاب :

تو بھی کیا کہے گا کہ کس روح سے تیرا واسطہ پڑا۔ پل بھر کے لیے بھی من مانی  
نہ کرنے دی۔

میرے آقا روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ رذیل کس زبان سے تیری عنایات بے بہا پیہ  
کیونکر اور کیسے شکر یہ ادا کرے!

نفس کو بے آرام اور رذیل رکھنا ہی تو جہادِ اکبر ہے

اور جہاد کسے کہتے ہیں؟

جہادِ اکبر میں ذکر ہوتا ہے،

ذکر کی مجلس قائم و دائم رہتی ہے۔

جسم الوجود کے اندر رہنے اور بسنے والے

کافر، مشرک اور منافق

اس میں شامل نہیں ہوتے۔

مجاہدِ جہاد کی طرف متوجہ ہوتا ہے، عشرت کی طرف نہیں۔ جہاد میں



عشرت کا نام تک نہیں ہوتا، ہمہ وقت جہاد ہی کے متعلق غور و فکر جاری رہتا ہے  
.... کس طرح دشمن کے وار کا چاؤ کرے۔ اور میرا دشمن میرا اپنا ہی نفس ہے اور یہ  
ذکر دوام عین جہادِ اکبر۔

زندگی جہاد ہے

جہاد میں کوئی بھی شے چاکر نہیں رکھی جاتی

مخاڑ ہی پہ پیش کر دی جاتی ہے۔

مال و دولت تو چیز ہی کیا ہوتے ہیں،

جان تک کی بازی لگادی جاتی ہے۔

جہاد کرنے والوں کی ہر شے مجاہدین کی سی ہوتی ہے۔ دیکھ کر ہر کوئی تصدیق

کرے کہ یہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا ہے۔ یہ گھر کسی مجاہد کا ہے دنیا دار کا نہیں۔

زندگی کا ہر ساز و سامان شاہد ہو کہ یہ سامان مجاہد کا ہے، دنیا دار کا نہیں۔

جہاد میں کھانے پینے اور سونے کے علاوہ راحت کا کوئی سامان نہیں ہوتا اور نہ

ہی اسے زیب دیتا ہے۔

ہر شے میں نور نازل ہوتا ہے

جب ذات نازل ہوتی ہے، ماشاء اللہ کہیں نہیں ساتی

ارض و سما کی ہر شے اپنی مجبوری ظاہر کر دیتی ہے

اوڑک مجاہد کے دل میں سما جاتی ہے۔

اللہ کے ذکر کے سوا ہر ذکر بند کر دو۔

اللہ کے لیے اللہ کی راہ میں لڑنے والے مجاہد کی ہر شے اللہ اور صرف اللہ ہی

کے حوالے ہوتی ہے اور اللہ ہی اس کا محافظ و نگہبان۔

تیری راہ میں تیرے لیے لڑنا اور مرنا کوئی معمولی بات ہے؟ عنایت کی حد ہے، ماشاء اللہ!

○ حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ اگر میں صبح کی نماز پڑھ کر طلوع آفتاب تک ایسی قوم کے ساتھ بیٹھوں جو اللہ کا ذکر کرتی ہو مجھے اس بات سے زیادہ محبوب ہے کہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے کے لیے گھوڑوں کی پیٹھ پر بیٹھوں اتنی ہی دیر۔ اور میں اگر عصر کی نماز پڑھ کر غروب آفتاب تک ایسی جماعت کے ساتھ بیٹھوں جو اللہ کا ذکر کرتی ہو مجھے زیادہ محبوب ہے اس بات سے کہ اتنا عرصہ میں گھوڑوں کی پیٹھ پر بیٹھ کر اللہ کے راستے میں جہاد کروں۔ (الدر الثور جلد ۱، ص ۱۵۱)

○ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے صبح و شام اللہ کا ذکر کرنا اللہ کے راستے میں تلواروں کے زخم کھانے سے بڑا درجہ رکھتا ہے اور سخاوت سے مال تقسیم کرنے سے بھی اجر میں زیادہ ہے۔ (الدر الثور جلد ۱، ص ۱۵۰)

○ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے صبح کی نماز پڑھ کر ایسی قوم کے ساتھ بیٹھنا جو سورج نکلنے تک اللہ کا ذکر کرتی ہو، تمام دنیا سے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے زیادہ محبوب ہے اور عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک ایسی قوم کے ساتھ بیٹھنا جو اللہ کا ذکر کرتی ہو، دنیا و ماں بھیا سے زیادہ محبوب ہے۔ (الجامع الصغیر للسيوطی جلد ۲ ص ۱۰۱)

○ حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت ابو سعید خدریؓ (دونوں) گواہی دیتے ہیں کہ حضور اقدس جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!

ہر وہ جماعت جو اللہ کا ذکر کرتی ہے اسے فرشتے آکر گھیر لیتے ہیں اور

رحمتِ الہی ان لوگوں کو ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر اطمینان قلب نازل ہوتا ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ عزوجل ذوالجلال والاکرام ان کا ملائکہ مقررین میں ذکر کرتے ہیں۔

(ترمذی شریف جلد دوم)

○ حضرت ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے چند فرشتے راستوں میں اللہ کا ذکر کرنے والوں کو ڈھونڈتے پھر اترتے ہیں اور جب ان کو اللہ کا ذکر کرنے والے مل جاتے ہیں تو وہ (اپنے ساتھی فرشتوں کو) پکارتے ہیں کہ آؤ اپنی حاجت کی طرف۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا پھر یہ فرشتے ان لوگوں کو اپنے پروں میں ڈھانپ لیتے ہیں (اور) آسمان دنیا تک (تمہ بہ تمہ پہنچ جاتے ہیں) فرمایا پھر (ذکر کی مجالس پر) حاضری ہونے کے بعد جب یہ فرشتے اپنے مقام پہ پہنچتے ہیں (اللہ تبارک و تعالیٰ ان سے دریافت کرتا ہے، اور حالانکہ وہ ان سے زیادہ واقف ہوتا ہے، کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے؟ وہ کہتے ہیں (الہی!) تیری تسبیح و تکبیر و حمد و ثنا کر رہے تھے اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں (اے فرشتو!) کیا انھوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں (واللہ انھوں نے تجھے نہیں دیکھا) اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں پھر اگر وہ مجھ کو دیکھتے تو کیا ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ تجھے دیکھتے نہایت شدت سے تیری حمد و ثنا اور تسبیح و تقدیس کرتے (حضور اقدس ﷺ نے) فرمایا پھر اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں (اے فرشتو!) وہ مجھ سے کس چیز کا سوال کرتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں کیا انھوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ (جو اسکی طلب کرتے ہیں) فرشتے کہتے ہیں نہیں دیکھا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں اگر دیکھتے تو کیا ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ اسکو دیکھتے تو بہت شدت سے اسکی خواہش کرتے۔

پھر اللہ تبارک و تعالیٰ فرشتوں سے کہتے ہیں وہ (ذاکرین) کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں دوزخ سے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں کیا انھوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں اگر دیکھتے تو کیا ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ اسکو دیکھتے تو اس سے بھاگتے اور بہت ہی خوف کرتے۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں (اے فرشتو!) میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ ان لوگوں کو میں نے بخش دیا پھر ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ اے اللہ! ان ذکر کرنے والوں میں ایک آدمی ذکر کی خاطر ان میں شامل نہ تھا بلکہ وہ کسی ضرورت سے وہاں چلا گیا تھا (اسکے بارے میں کیا حکم ہے؟) اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں (میں نے اسے بھی بخش دیا کیونکہ وہ ایسے لوگ ہیں جن کا ہم نشین بھی محروم نہیں رہتا۔  
(بخاری شریف جلد سوم)

○ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا خبردار ہو کہ میں نے تم سے بدگمان ہو کر تم کو قسم نہیں دلائی لیکن میرے پاس حضرت جبرئیل آئے انھوں نے مجھے خبر دی کہ اللہ سبحانہ تمہارے سبب سے فرشتوں میں فخر کرتا ہے۔

یہ بات حضور اقدس ﷺ نے اس وقت فرمائی جب حضور اقدس ﷺ اپنے اصحاب کی محفل سے گزرے تو فرمایا کس چیز نے تمہیں یہاں بٹھایا؟  
حضرات صحابہ کرام نے کہا ہم بیٹھے اللہ سبحانہ کی یاد کرتے ہیں اور اسکی تعریف کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کی راہ بتائی اور اس کے سبب سے ہم پہ احسان کیا۔  
حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تمہیں اللہ کی قسم ہے کہ تمہیں اسکے سوا کسی اور کام نے تو یہاں نہیں بٹھایا؟

صحابؓ نے عرض کیا اللہ کی قسم ہمیں سو اللہ کی یاد کے کسی کام نے نہیں  
بٹھایا۔ (ابوسعیدؓ/مسلم)

○ حدیث قدسی ہے اللہ سبحانہ فرماتا ہے قیامت کے روز لوگوں کو معلوم ہو  
جائے گا کہ اہل کرم (جن پر اللہ سبحانہ انعام فرمائے گا) کون ہیں؟ دریافت کیا گیا  
یا رسول اللہ ﷺ! اہل کرم کون ہیں؟  
آپ ﷺ نے فرمایا! مساجد میں ذکر کی مجلسیں کرنے والے۔

(ابوسعید خدریؓ/المنہاج/الطبرانی فی الکبیر/ابویعنی)

○ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے اگر دو شخص ایک مشرق سے چلے اور  
دوسرا مغرب سے روانہ ہو، ایک کے پاس سونا ہو جو جائز طریقہ پر خرچ کرتا ہو اور  
دوسرا اللہ کا ذکر کرتا ہو اور دونوں راستہ میں آپس میں ملیں تو اللہ کا ذکر کرنے والا ان  
میں افضل ہوگا۔ (الدرالمنثور جلد ۱ ص ۱۵۰)

○ حضرت ابو دردائؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت  
کے روز اللہ تعالیٰ بعض قوموں کا حشر ایسی طرح فرمائیں گے کہ ان کے چہروں میں نور  
چمکتا ہوگا۔ وہ موتیوں کے منبروں پہ متمکن ہوں گے۔ لوگ ان پر رشک کریں گے۔  
وہ لوگ انبیاء اور شہداء نہ ہوں گے۔

ایک دیہاتی نے گھٹنوں کے بل کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ!  
ان کا حال بیان فرما دیجیے تاکہ ہم ان کو پہچان لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، وہ وہ لوگ  
ہوں گے جو اللہ کی محبت میں مختلف جگہوں سے مختلف خاندانوں سے آکر ایک جگہ جمع  
ہو گئے ہوں اور اللہ کے ذکر میں مشغول ہوں۔ (مجمع الزوائد منبع الفوائد جلد ۱ ص ۷۷)

حضرت عمر بن عبسہؓ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے رحمن کے دائیں ہاتھ .... جبکہ اسکے دونوں ہاتھ ہی دائیں ہیں ... میں کچھ لوگ ہوں گے جو نہ تو نبی ہونگے اور نہ ہی شہید۔ ان کے چہروں پر سفیدی ہوگی جو دیکھنے والوں کو نظر آئے گی ان پر نبی اور شہید رشک کریں گے بوجہ ان کی (عمدہ) نشست اور اللہ تعالیٰ کے قُرب کے۔

پوچھا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ لوگ کون ہیں؟  
 آپ ﷺ نے فرمایا وہ ایسی جماعتیں ہوں گی جو مختلف قبیلوں سے نکل کر اللہ کے ذکر پر جمع ہوں گی۔ وہ پیارے کلام کو چھانٹ لیں گی جیسے کھجوروں کو کھانے والا اچھی اچھی عمدہ کھجوروں کو چھانٹ لیتا ہے۔ (مجمع الزوائد منج الفوائد جلد ۱۰ ص ۷۷)  
 ذکر ہی سے زندگی زندہ اور ذکر ہی کی بدولت قائم ہے۔ جہاں زندگی کا ذکر نہیں پہنچتا، ختم ہو جاتی ہے۔

ہزاروں بندے روز پیدا ہوتے اور مرتے ہیں، اللہ کی راہ میں جینا اور اللہ ہی کی راہ میں مرنا سعادت اور شہادت کی حد ہے، اس حد کو کوئی مات نہیں کرتا۔

اللہ کی رحمت اللہ کی راہ میں چلنے والوں کی منتظر رہتی ہے کہ آئیں تو بر سے۔

ایمان کو بچا، دین کو بچا

باقی ہر شے بازی پہ لگا

زندہ رہا غازی، مر گیا شہید۔

نہ ہرنا حرام ہے نہ مرنا،

بھاگنا حرام ہے۔

جو دین کے علم کے لیے چلا ، علم نے اس کا استقبال کیا  
 جو دین کی تبلیغ کے لیے چلا ، تبلیغ نے اس کا استقبال کیا  
 جو اللہ کے ذکر کے لیے چلا ، ذکر نے اسے مالا مال کیا  
 جو مخلوق کی خدمت کے لیے چلا ، مخلوق نے آفرین کہا  
 جو دنیا میں مصروف ہوا ، دنیا نے اسے کشادہ کیا۔

حرص و ہوا میں مبتلا کر کے فتنہ و فساد کی سب راہیں کھول دیں۔  
 سکون و اطمینان کے دروازے بند کر دیے۔  
 جو دروازے بند کرنے تھے کھول دیے ،  
 جو کھولنے تھے بند کر دیے۔

کسی دروازے کو بند کر کے ہی دوسرا کھلتا ہے۔

تیرے جسم الوجود کے باہر نودروازے شاہراہ عام کھلے رہتے ہیں  
 کسی کو بھی ، جہاں سے کوئی چاہے ، جانے کی کوئی ممانعت نہیں ....  
 جبکہ اندر کے دروازے مخصوص ہوتے ہیں اور بند رہتے ہیں۔  
 جب تک باہر کے دروازے بند نہیں ہوتے ، اندر کے کبھی نہیں کھلتے۔  
 اندر کا دروازہ باہر کے دروازوں کو بند کرنے سے ہی کھل سکتا ہے۔

اللہ کرے تیرے اندر کا دروازہ کھلے اور اندر کا دروازہ صرف اور صرف  
 باہر کے دروازوں کو بند کرنے پہ ہی کھلتا ہے۔

باہر کے دروازے بند کر اور ابھی کر

اگر اسی وقت اندر کے دروازے نہ کھلیں جو چاہے کہہ۔

آنکھ .... مجہ جمال

کان .... الست بریکم ط قالوا بلی

ناک .... دم کی گزرگاہ

زبان .... گنگ

تن .... گوشت، خون کا پنجر

صحیح استعمال سے ہی اندر کے دروازے کھلتے ہیں، کسی اور طرح کھل سکتے ہی

نہیں۔

باہر کے دروازوں سے نام دبیز ارہو کر ہی اندر کے دروازے کھلتے ہیں۔

باہر کے دروازوں میں ہر قسم کے فتنات و فساد، خوف و غم اور یاس و حزن۔

اندر کے دروازوں میں راحت و سکون اور لا خوف علیہم و لا ہم

یحزنون کا مشردہ جانفزا۔

کان .... صوتِ سردی کے سرد سے مسرور

ناک .... دم کی زندگی کا پاسبان دہوشیار

من کی محویت .... دریٰ الوریٰ

اور تن .... سر بسجده

یہ تھا ہماری زندگی کا منشور۔

اللہ رب العالمین کے فضل و احسان اور میرے آقا و روحی فداہ ﷺ کے

جود و کرم اور کمالِ رحمت سے ہی انسانی جسم الوجود کے باہر کے دروازے بند اور اندر

کے کھلتے ہیں، اپنی کسی کوشش سے نہیں۔ تاریخ نے اس کو مان لیا۔



قرآن کریم میری روح ہے،

سجدہ کر اور باہر آ۔

جو بھی شے تیری راہ میں مغل ہو، تیری نہیں۔

سربازار پھینک۔ ایک ایک کو کھلار۔ منادی کر

میرے آقا لٹاتے ہیں لنگر

لوٹ لو جس نے لوٹا نہیں ہے

جو چاہے اٹھالے۔ مجھ کو ان کی اور اس کی کوئی ضرورت نہیں۔

جو بھی اس راہ پہ چلا، جو بھی چلا، ہر کسی نے یہی کہا۔

یہ راہ ملامت کی راہ ہے، انا سے مبرا،

کسی بھی شے کو کسی خاطر میں مت لا

ہر شے کو میدان میں لا۔ اپنے قول کو چچا،

باقی ہر شے کو بازی پہ لگا۔

لُٹ جائے پروانہ کر

قول زندہ، ہر شے زندہ۔

بڑے میاں! کیا پوچھتے ہو! ہم سب انا ہی کے مارے ہوئے ہیں

انا جب بھی بولی، شر مندہ ہوئی۔

جب بھی کوئی بولا، نادم ہوا۔

”بزرگی“ ہی کے دعوے سے پشیمان ہوا۔

”بزرگی“ جب بھی بولی، اتر کر بولی

بالآخر اسے ندامت کا سامنا کرنا پڑا۔

جس نے بھی دعویٰ کیا، غلط کیا۔ بندگی اسے قبول نہیں کرتی۔ بندے کا اصلی  
دعویٰ ”گہنگاری و شرمساری“ ہے اور کوئی اپنے لیے یہ خطاب کبھی پسند نہیں کرتا۔  
ہر کمال تیرا ہی کمال ہے،

بندہ بیچارہ کمال پہ کیا قدرت رکھتا ہے!  
بندہ ہی کمال کو شرمندہ کرتا ہے۔

پہلے بننے والوں سے جا کر پوچھ، بن کر وہ کیانے اور پھر ان کا کیا بنا؟ کیا ہی خوب  
ہوتا کوئی کچھ بھی بتا، نہ ہی کچھ بننے کی تمنا کرتا۔ اگر طلب و تمنا کو مٹا کر اس راہ میں آتا،  
رنگارنگ کے مراتب پاتا۔

اللہ کرے بندوں کے القابات، بندوں کو اللہ سے دور کرنے کا موجب نہ  
ہیں۔

شرمندہ ہو۔ بات بات پہ شرمندہ ہو۔

کیا تم ایسے ہو جیسا کہلاتے ہو اور جیسا لوگ تمہیں کہتے ہیں؟  
اپنی بریت کے لیے:

یہ بندہ رذیل و ذلیل و کمین و گنہگار و خطاکار ہے اور یہی اس کے صحیح القابات  
ہیں۔

کئی بار بتا چکے .... سرکار مت کہا کرو، میں اللہ کے در کا فقیر ہوں اور یہی  
میر القاب ہے۔ مزید القابات سے شرمسار مت کیا کرو۔ ہر القاب کی باز پرس ہوگی کیا تم  
ایسے ہی تھے جیسا لوگ تمہیں کہا کرتے تھے؟

کسی بھی کمال کا دعویٰ مت کر۔ تیرا کمال کمال ”عبدُ مُذنبٌ ذلیلٌ“  
 ہے اور یہ کمال لازوال ہے۔  
 بزرگی مت گھوٹا کرو  
 اصل چیز ذکر ہے  
 ذکر ہی میں ہر شے ہے  
 اس پہ اکتفا کیا کرو۔  
 بے شک مقامات کی تقدیس مقامات کے معبود و مالک کے ذکر ہی کی بدولت  
 ہوا کرتی ہے۔

مقام کی عظمت ذکرِ الہی پہ موقوف۔  
 زندہ رکھنا مستحسن۔  
 قناعت .... اطمینان کی جان  
 کثرت .... فضول الا ذکر اللہ  
 دنیا کثرت ہی کی ماری ہوئی ہے، ہائے کثرت ہائے کثرت۔ کثرت ہی  
 مطلوب ہے تو ذکر کی کر۔

ذاتیات و مفادات .... معیوب  
 ذکرِ الہی ان کی ضد۔

درجات و مقامات کو ایک پتھی میں لپیٹ کر ذکر میں محو و منہمک ہو۔

○ حضرت معاذ بن جبلؓ سے روایت ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ  
 سے پوچھا اعمال میں سے کون سا عمل اللہ عزوجل کو زیادہ محبوب ہے؟ تو آپ ﷺ

نے جواب میں فرمایا تجھے موت آئے اور تیری زبان اللہ عزوجل کے ذکر سے تر ہو (یعنی زبان پر اللہ کا ذکر ہو) (الوابیل الصیب لابن قیم ص: ۷۱۶)

○ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ آسمان کے فرشتے اللہ کا ذکر کرنے والوں کے گھروں کو پہچانتے ہیں۔ ان کے گھر روشن ہوتے ہیں جیسے اہل زمین چمکتے ہوئے تاروں کو پہچانتے ہیں۔

(الدر المنثور جلد ۱ ص: ۱۵۲)

اہل ذکر ..... اولوالالباب

○

الذین یذکرون اللہ قیما و قعودا و علی جنوبہم (العمران: ۱۹)

(اہل عقل وہ ہیں) جو اللہ کو یاد کرتے ہیں کھڑے بھی بیٹھے بھی اور لیٹے بھی۔

○ حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو شخص با وضو اپنے بستر پہ جائے اور اللہ کا ذکر کرتا رہے یہاں تک کہ اسے نیند آ جائے اور جب رات کو پہلو بد لے تو اللہ اسے دنیا و آخرت کی بھلائی عطا فرمادیتا ہے۔

(کتاب الاذکار (نووی)، کتاب العمل بالسنتہ جلد ... ص: ۷۵۸)

اہل ذکر ذکرِ دوام کے عمل کے نور کی برکت سے مطمئن، مسرور و مخمور۔

ذکرِ زبان سے جاری ہو کر قلب میں

قلب سے روح میں

اور روح سے سردی سردی بن کر

الانسان سری و انا سرہ کے مصداق

راگ بجانے لگ جاتا ہے

اسے اصطلاح میں انحد کہتے ہیں۔

علم نہیں، شہود اس کی تشریح ہے۔

انحد راگ ج رہا ہے

سنائی نہیں دیتا

شب و روز رگ رگ میں بختار ہتا ہے

”کان بند کر، باجہ نہیں ج رہا تو کیا ہے؟“

یہ صوتِ سرمدی ہے“

کان صوتِ سرمدی کی آواز سنتے ہیں

ہر شے ذکر کرتی ہے۔ پتا پتا ذرہ ذرہ ذکر میں مصروف۔

ذکرِ الہی اور صلوة و سلام کی یہ آواز دم بدم گونج رہی ہے اور دھوم مچا رہی ہے

تو کیوں نہیں سنتا؟

اطمینان و شفا

زندگی کے دو ہی شاہ مہرے ہیں اور مومن کی میراث ہوتے ہیں۔ ان کے

بغیر کوئی زندگی زندگی نہیں، ڈانواں ڈول ہوتی ہے۔

ذکرِ الہی سے نور پیدا ہوتا ہے

ذکرِ الہی کا نور ملعون و مردار کو کھا جاتا ہے

اگر اور کوئی مدعانہ ہوتا تو سیکنہ چھا جاتی اور اجڑے ہوئے دلوں کو بسا دیتی

گھٹائیں اٹھا کر آتیں اور جل تھل کر دیتیں۔

ہر دل میں پھول بھی ہوتے ہیں یو بھی،

آبیاری نہ ہونے کے باعث کمہلائے رہتے ہیں، مہکتے نہیں۔

سکینہ ایک فرشتہ ہوتا ہے جو سینے میں رہتا ہے۔ جب اللہ چاہتا ہے، اس

دل کی آبیاری کا حکم دیتا ہے۔ جس سے پھول کھلنے اور یو مہکنے لگتی ہے۔

سکینتہ کیا ہے؟

سکینتہ..... اولین قدم پر خوف و حزن کو کھا جاتی ہے، وحشت کو دور کر

دیتی ہے۔ دکھوں کو جلا کر راکھ بنا دیتی ہے، پریشانی کو رگڑ رگڑ کر کاجل بنا دیتی ہے۔

مرجھایا ہوا باغِ ارم بچھے اور مہکنے لگتا ہے۔

بہار کا یہ مژدہ جانفزا سن کر مالی کی جان میں جان آ جاتی ہے اور سکینہ کے

کاجل سے آنکھوں میں ٹھنڈ پڑ جاتی ہے۔

یہاں صرف ذکرِ الہی ہوتا ہے اور یہاں کی ہر شے ذکرِ الہی ہی کی لپیٹ میں

لپیٹی ہوئی ہے۔

ذکرِ الہی کا حیلہ..... اللہ العلیٰ العظیم کو راضی کرنے کا انسب وسیلہ۔

ذکر کا نصاب

صلوٰۃ

تلوات القرآن العظیم

تسبیحات

دعوات

سب سے بڑا گناہ .... اللہ کے ذکر سے روگردانی۔

بیماری بلا ہے کرب بھی

دونوں کا دنیویہ .... ذکر اللہ

ناصحا او ناصحا!

جملہ برکات کا نزول

جملہ بلیات کا دنیویہ

جملہ امراض نفسانی و روحانی سے شفا ذکر اللہ ہی ہے۔

ذکر الہی اور مخلوق کی خدمت میں شب و روز مصروف رہ۔ اس سے بہتر

دنیا و آخرت میں اور کوئی کام نہیں۔

ذکر کے ہمراہ صدقات و خیرات لازم و ملزوم۔ ذکر بذات خود بھی ایک

صدقہ و خیرات ہے۔

صدقات و خیرات .... مایہ ناز اعمال

ذکر الہی کی تبلیغ .... بہترین خیرات

بہترین صدقہ

صدقات و خیرات .... ظلم پہ حاوی

○ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ

جلدی کرو صدقات و خیرات دینے میں۔ (یعنی مرنے سے پہلے پہلے) اس لیے کہ

صدقہ سے بلا نہیں بڑھتی (یعنی صدقہ بلا کو روکتا ہے) (رزین)

صدقات زندگی کے معاون ہوتے ہیں  
ہر صدقہ ہر بلا کی روک۔

صدقات و الحسنات بلیات کی جڑیں اکھاڑ دیتے ہیں۔  
صدقات و الحسنات کی کوئی حد نہیں، اسی طرح اکرام کی۔  
جسے تم ”لٹ پٹا“ کہتے ہو،

صدقات الحسنات البرکات کا اولین باب ہوتا ہے۔  
خیرات .... حب المساکین کا اکرام۔  
سائل کو خیرات دیا کرو۔

حاسد کو حسد ہی کے حوالے کر  
خیر الحسنات کا باب کھول  
خیرات سدا بپٹی رہے  
یہی تو ایک راہ تھی جو بھول گیا  
خیرات اپنے ہمراہ خیر لاتی ہے  
خیر مانگ۔

### سبحان القوی العزیز

صدقات کی توفیق عنایت ہوتی ہے اور صدقات قوی العزیز ہوتے ہیں۔  
دیا کرو۔

ترجمہ : کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ اللہ ہی اپنے بندوں سے توبہ قبول فرماتا  
اور صدقات و خیرات لیتا ہے۔ (القرآن)



○ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی کے ہر جوڑ پر، ہردن، جس میں سورج طلوع ہوتا ہے، صدقہ لازم ہوتا ہے۔ اگر وہ دو آدمیوں کے درمیان عدل کرے یہ اس کے لیے صدقہ ہے۔ کسی آدمی کے سوار ہونے یا اس کا سامان بار کرنے میں مدد کر دینا اس کا صدقہ ہے۔ اچھی بات کہنا صدقہ ہے۔ ہر قدم جو وہ نماز کے لیے اٹھاتا ہے، صدقہ ہے۔ اگر وہ راستے سے ایذا دینے والی چیز کو دور کر دیتا ہے تو یہ بھی اس کا صدقہ ہے۔ (بخاری، مسلم)

○ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے (مسلمان عورتوں کو مخاطب کر کے) فرمایا اے مسلمان عورتو! کوئی ہمسایہ اپنے ہمسائے کو ہدیہ یا صدقہ بھیجنے میں حقیر نہ سمجھے اگرچہ وہ بخری کی کھری ہی کیوں نہ ہو۔ (بخاری، مسلم)

○ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ صحابہ کرامؓ نے ایک بخری ذبح کی (اور اللہ کی راہ میں تقسیم شروع کی، کچھ دیر کے بعد) نبی اکرم ﷺ (گھر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے پوچھا اس میں سے کس قدر باقی ہے؟ حضرت عائشہؓ نے کہا اس کا صرف ایک شانہ باقی رہ گیا ہے۔ فرمایا (نہیں، بلکہ) کندھے کے سوا باقی سب بچ گئی ہے (یعنی ثواب کے لحاظ سے)۔

(ترمذی)

○ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت کو دور کرتا ہے۔

(ترمذی)

○ حضرت ابو ہریرہؓ اور حکیم بن حزامؓ (دونوں) سے روایت ہے کہ

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: بہترین صدقہ وہ ہے جو بے پروائی سے دیا جائے اور ان لوگوں سے صدقہ دینا شروع کر جن کا نانِ نفقہ تیرے ذمے ہے۔

(بخاری، مسلم، عن حکیم بن حزام)

○ حضرت ابن مسعودؓ کہتے ہیں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن آدمی کے پاؤں جنبش میں نہ آئیں گے جب تک اس سے پانچ باتیں دریافت نہ کر لی جائیں گی۔ اس سے پوچھا جائے گا کہ اپنی عمر کو اس نے کس کام میں صرف کیا۔ اپنی جوانی کس کام میں ختم کی۔ مال کو کیونکر کمایا اور کیونکر خرچ کیا اور جو علم حاصل کیا تھا اس کے موافق کیا عمل کیا۔ (ترمذی)

○ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا آدم کا بیٹا قیامت کے دن (اس طرح) لایا جائے گا گویا کہ وہ بحری کاج ہے۔ پھر اس کو اللہ کے روبرو کھڑا کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا میں نے تجھ کو زندگی عطا کی تھی میں نے تجھ کو لونڈی، غلام اور مال و دولت دیا تھا اور میں نے تجھ پر انعام کیا تھا (یعنی کتاب اور اپنے رسول تیری ہدایت کے لیے بھیجے تھے) تو نے کیا کام کیا؟ آدمی کہے گا اے پروردگار! میں نے مال کو جمع کیا۔ اس کو تجارت وغیرہ سے بڑھایا اور اس سے زیادہ دنیا میں چھوڑ آیا جتنا کہ وہ پہلے تھا۔ مجھ کو دنیا میں پھر بھیج دے کہ میں اپنے سارے مال کو تیرے پاس لے آؤں (یعنی دنیا میں جا کر اسے خیرات کر دوں) پھر اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ جو مال کہ تو نے آگے بھیجا (یعنی آخرت کے لیے) اس کو دکھلا وہ جواب میں کہے گا اے پروردگار! میں نے مال جمع کیا، بڑھایا اور اس سے زیادہ دنیا میں چھوڑ آیا تھا جتنا کہ وہ تھا تو مجھ کو دنیا میں بھیج دے کہ میں اپنے سارے مال کو تیرے پاس لے آؤں۔ آخر وہ ایک ایسا بندہ ثابت ہو گا جس نے آخرت میں کچھ ذخیرہ نہ کیا ہو گا اور اس کو دوزخ کی طرف لے جایا جائے گا۔ (ترمذی)

○ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر انسان کو تین سوساٹھ جوڑوں پر پیدا کیا گیا ہے (یعنی ہر انسان کے جسم میں تین سوساٹھ تک جوڑ ہوتے ہیں) پس جو شخص اللہ اکبر کہے، اللہ کی حمد کرے، لا الہ الا اللہ کہے، سبحان اللہ کہے اور اللہ سے استغفار کرے اور لوگوں کے راستے سے پتھریا ہڈی اور کانٹے (یعنی ایذا رساں چیزیں) ہٹائے یا کسی کو نیک بات بتائے اور بری بات سے روکے اور یہ سب باتیں تین سوساٹھ تک ہو جائیں تو وہ شخص اس روز اس طرح چلتا ہے گویا اس نے اپنے آپ کو آگ سے دور رکھا ہے۔ (مسلم)

○ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جو مسلمان کوئی درخت لگائے یا کھتی ہوئے اس سے کوئی انسان یا پرندہ یا کوئی مویشی کھالیتا ہے وہ اس کے لیے صدقہ بن جاتا ہے۔

اور مسلمؓ کی ایک روایت میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ جو اس میں سے چرایا جاتا ہے وہ بھی اس کے لیے صدقہ ہے۔

(بخاری و مسلم)

حضرت ابو بکر صدیقؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: جنت میں مکار اور حلیل داخل نہ ہوگا اور نہ وہ شخص جو خیرات دے کر احسان جنائے۔ (ترمذی)

○ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہر مسلمان پر صدقہ کرنا لازم ہے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا اگر اس کے پاس صدقہ دینے کے لیے کچھ نہ ہو تو؟

فرمایا اپنے دونوں ہاتھوں سے کام لے (محنت و مشقت سے کمائے)۔ اپنے آپ کو بھی فائدہ پہنچائے اور صدقہ بھی کرے۔

صحابہؓ نے عرض کیا اگر اس کی بھی طاقت نہ رکھے یا ایسا نہ کر سکے (تو کیا کرے؟) فرمایا کسی حاجت مند غمگین شخص کی مدد کرے۔ صحابہؓ نے عرض کیا اگر وہ یہ بھی نہ کر سکے تو؟ فرمایا نیکی کی تلقین کرے۔ عرض کیا اگر وہ ایسا نہ کرے تو؟ فرمایا خود برائی سے باز رہے۔ پس یہ بھی اس کے لیے صدقہ ہے۔

(بخاری و مسلم)

○ حضرت مغارقؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ معراج کی رات میرا گزر ایسے شخص کے پاس سے ہوا جو اللہ کے عرش کے نور سے ڈھانپا گیا تھا۔ میں نے کہا یہ کوئی فرشتہ ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ نہیں۔ میں نے کہا وہ کوئی نبی ہے؟ کہا گیا کہ نہیں۔ میں نے کہا پھر یہ کون ہے؟ آواز آئی! یہ وہ آدمی ہے جس کی زبان دنیا میں ذکر سے تر تھی۔ اور اس کا دل ہر وقت مسجد سے لگا ہوا تھا اور اس نے کبھی اپنے ماں باپ کو گالی نہ دی تھی۔

(الترغیب والترہیب جلد ۲، ص: ۳۹۵)

○ حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عثمانؓ سے حاضری کی اجازت چاہی۔ حضرت عثمانؓ نے اجازت دے دی۔ اس وقت ابوذرؓ کے ہاتھ میں لاٹھی تھی۔ (جب ابوذرؓ بیٹھ گئے تو عثمانؓ نے (کعبؓ سے جو ہاں موجود تھے) کہا اے کعبؓ! عبدالرحمنؓ نے وفات پائی اور مال چھوڑ گئے۔ پس تم اس مال کی نسبت کیا رائے رکھتے ہو؟ کعبؓ نے کہا اگر وہ مال میں سے اللہ کا حق نکالتے تھے یعنی زکوٰۃ ادا کرتے تھے تو کچھ

مضائقہ نہیں یعنی اس کو جمع کر کے چھوڑ جانے پر کوئی خوف نہیں (یہ سن کر) حضرت ابو ذرؓ نے اپنی لائٹھی اٹھائی اور حضرت کعبؓ کو مارا اور پھر کہا میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ نہیں پسند کرتا میں اس بات کو کہ اگر ہو میرے پاس یہ پہاڑ (أحد) سونے کا اور خرچ کروں میں اس کو اور امید رکھی جائے مجھ سے یہ کہ چھوڑ جاؤں میں اس میں سے چھ اوقیہ یعنی دو سو چالیس درہم۔ اس کے بعد حضرت ابو ذرؓ نے حضرت عثمانؓ کو مخاطب کر کے کہا میں قسم دیتا ہوں تم کو عثمانؓ اللہ تعالیٰ کی، تم نے بھی اس کو سنا ہے؟ تین مرتبہ حضرت ابو ذرؓ نے یہ الفاظ کہے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا ہاں (میں نے بھی سنا ہے)

(احمد)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: کسی فاسق و فاجر کی نعمت و دولت پر رشک نہ کر اس لیے کہ تو نہیں جانتا مرنے کے بعد اس سے کیا سلوک ہونے والا ہے۔ فاجر کے لیے اللہ کے ہاں ایک ایسا قاتل ہے جو اسے مرنے نہیں دیتا یعنی دوزخ کی آگ۔

(شرح السنہ)

○ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا میری امت میں ستر ہزار بے حساب جنت میں داخل ہوں گے اور یہ وہ لوگ ہوں گے جو نہ منتر کرتے ہوں گے اور نہ شگون بد لیتے ہوں گے اور صرف اپنے پروردگار پر توکل کرتے ہوں گے۔

(بخاری و مسلم)

○ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کتے ہیں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جو شخص اللہ کے دیے تھوڑے رزق پر راضی ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے تھوڑے سے عمل پر راضی ہو جاتا ہے۔ (بہی)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا میرے پروردگار نے مجھ کو نوباتوں کا حکم دیا ہے :

- ۱- ظاہر و باطن میں اللہ سے ڈرنا۔
- ۲- سچی بات کہنا، غصہ اور رضامندی کی حالت میں۔
- ۳- فقر اور غنا میں میانہ روی (یعنی تنگی و فراخی ہر حالت میں اعتدال سے کام لینا)
- ۴- میں اس سے قرابت داری کو قائم و برقرار رکھوں جو مجھ سے قطع تعلق کرے۔
- ۵- میں اس شخص کو دوں جو مجھ کو محروم رکھے۔
- ۶- جو شخص مجھ پر ظلم کرے، میں (باوجود قدرت انتقام کے) اس کو معاف کر دوں۔
- ۷- میری خاموشی غور و فکر ہو۔
- ۸- میری گویائی ذکرِ الہی ہو۔
- ۹- میری نظر عبرت حاصل کرنے کے لیے ہو اور میرے پروردگار نے یہ حکم دیا ہے کہ میں امر بالمعروف کروں۔

(رزین)

○ ایک شخص حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں سائل بن کر حاضر ہوا۔ اس نے آپ ﷺ سے چند سوالات کیے جن کے جوابات آپ ﷺ نے مرحمت فرمائے۔ اس نے پوچھا: اے اللہ کے نبی ﷺ! میں چاہتا ہوں کہ سب سے بڑا عالم بن جاؤں۔

آپ نے فرمایا: اللہ سے ڈرتا رہو تو سب سے بڑا عالم بن جائے گا۔ (یعنی اللہ کا خوف رکھو اور اس کے حکموں پر عمل کرو۔ اللہ تجھے علم و حکمت کے خزانے بخش دیں گے۔)

اس نے پوچھا: میں چاہتا ہوں کہ تمام لوگوں سے زیادہ مالدار بن جاؤں۔

ارشاد ہوا: قناعت اختیار کر، سب سے زیادہ مالدار ہو جائے گا۔

اس نے عرض کیا: میں چاہتا ہوں کہ سب سے بہتر شخص بن جاؤں۔

فرمایا: سب سے بہتر وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے۔ تو سب کے لیے نفع

بخش بن جا، سب سے بہتر شخص بن جائے گا۔

اس نے عرض کیا: میں سب سے عادل شخص بننا چاہتا ہوں۔

ارشاد فرمایا: تو دوسروں کے لیے وہی پسند کر جو اپنے لیے پسند کرتا ہے، تو سب

سے زیادہ منصف اور عادل ہو جائے گا۔

عرض کیا: میں اللہ کے دربار میں سب لوگوں سے زیادہ مقرب بننا چاہتا ہوں۔

فرمایا: اللہ کا ذکر کثرت سے کر تو اللہ کے دربار میں سب سے زیادہ

مخصوص اور مقرب بن جائے گا۔

عرض کیا: میں محسنین اور نیکو کاروں میں سے بننا چاہتا ہوں۔

- ارشاد ہوا : تو اللہ کی عبادت یوں کر گویا تو اسے دیکھ رہا ہے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو (کم از کم) اس طرح جیسے کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔
- عرض کیا : میں چاہتا ہوں کہ میرا ایمان مکمل ہو جائے۔
- فرمایا : اپنے اخلاق سنوار لے تیرا ایمان مکمل ہو جائے گا۔
- پوچھا : میں اطاعت گزاروں میں سے بننا چاہتا ہوں۔
- ارشاد ہوا : اپنے فرائض ادا کرتا رہ، تو اللہ کے مطیع لوگوں میں شمار ہو گا۔
- عرض کیا : میں اللہ سے اس حال میں ملنا چاہتا ہوں کہ تمام گناہوں سے پاک صاف ہوں۔
- فرمایا : جنات سے غسل کیا کر، اس کی برکت سے گناہوں سے پاک اٹھے گا۔
- عرض کیا : میں چاہتا ہوں کہ حشر میں نور کے ساتھ اٹھایا جاؤں۔
- فرمایا : تو کسی پر ظلم نہ کر، قیامت کے دن نور میں اٹھے گا۔
- عرض کیا : میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر رحم کرے
- فرمایا : تو اپنی جان پر رحم کر (اطاعت کر کے خود کو دوزخ سے بچا) اور خلق خدا پر رحم کر، اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے گا۔
- عرض کیا : میں چاہتا ہوں میرے گناہ کم ہو جائیں۔
- فرمایا : کثرت سے استغفار کیا کر، تیرے گناہ کم تر ہو جائیں گے۔
- عرض کیا : میں سب لوگوں سے بزرگ تر بننا چاہتا ہوں۔
- فرمایا : مصیبت میں لوگوں سے اللہ کی شکایت نہ کر، سب لوگوں سے



بزرگ تر ہو جائے گا۔

عرض کیا: میں چاہتا ہوں میرے رزق میں زیادتی ہو۔

فرمایا: تو ہمیشہ طہارت سے رہ، تیرے رزق میں برکت ہوگی۔

عرض کیا: میں چاہتا ہوں کہ اللہ اور رسول ﷺ کا دوست بن جاؤں۔

فرمایا: جو چیزیں اللہ اور رسول ﷺ کو پسند ہیں ان کو پسند کر اور جن چیزوں

سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو نفرت ہے، ان سے نفرت کر۔

تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا دوست بن جائے گا۔

عرض کیا: میں اللہ کے غضب سے بچنا چاہتا ہوں۔

فرمایا: کسی پر بے جا غصہ نہ کر، تو اللہ کے غضب اور ناراضی سے بچ جائے

گا۔

عرض کیا: میں اللہ کے ہاں مستجاب الدعوات بننا چاہتا ہوں۔

ارشاد ہوا: حرام چیزوں اور حرام باتوں سے بچ، تو مستجاب الدعوات ہو جائے

گا۔

عرض کیا: میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو قیامت میں سب کے سامنے رسوا

نہ کرے۔

فرمایا: اپنی شرمگاہ کی حفاظت کر، اللہ تجھے رسوا نہ کرے گا۔

عرض کیا: میں چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ میرے عیب چھپالے۔

فرمایا: تو اپنے بھائیوں کے عیب چھپالے، اللہ تعالیٰ تیرے عیب

چھپائے گا۔

عرض کیا: میری غلطیاں کس طرح معاف ہو سکتی ہیں؟  
 فرمایا: خوفِ الہی سے رونے اور اللہ سے عاجزی کرنے سے اور بیمار یوں  
 سے۔

عرض کیا: کون سی نیکی اللہ کے نزدیک افضل ہے؟  
 فرمایا: اچھے اخلاق، انکسار، مصیبتوں پر صبر اور اللہ کے فیصلوں پر  
 خوشی۔

عرض کیا: اللہ کے نزدیک سب سے بڑی برائی کیا ہے؟  
 فرمایا: بدترین اخلاق اور کججوسی جس کی اطاعت کی جائے۔  
 عرض کیا: کون سی چیز اللہ کے غضب کو روکتی ہے؟  
 فرمایا: پوشیدگی سے صدقہ دینا، قرامت داروں کا حق ادا کرنا اور ان سے  
 سلوک و احسان سے پیش آنا۔

عرض کیا: جنم کی آگ کو کون سی چیز بجھائے گی؟  
 فرمایا: روزہ (کنز العمال جامع صغیر علامہ سیوطی ص: ۶۰۱)

○

○ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا ہے اس  
 شخص نے فلاح حاصل کر لی جس نے اسلام کو قبول کر لیا اور اسے بقدر ضرورت و  
 کفایت رزق دیا گیا اور اللہ نے اس کو اس چیز پر جو اس کو دی گئی ہے، قناعت بخشی۔  
 (مسلم)

○ حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا میرے نزدیک  
 میرے دوستوں میں قابلِ رشک وہ مومن ہے جو نہایت سبک ہو دنیا کے مال اور خیال

سے اور خوش نصیب ہو نماز کے اعتبار سے یعنی اپنے پروردگار کی عبادت خوبی کے ساتھ کرتا ہو اور مخفی طریقہ پر طاعتِ الہی میں مشغول ہو۔ لوگوں میں گناہ ہو۔ اس کی طرح انگلیوں سے اشارہ نہ کیا جائے۔ اس کی روزی صرف کفایت کے درجہ کی ہو، اسی پردہ صابر اور قانع ہو۔ یہ کہہ کر آپ (ﷺ) نے ایک چٹکی جانی اور پھر فرمایا جلدی کی گئی اس کی موت میں، کم ہیں اس کی رونے والی عورتیں اور حقیر ہے میراث اس کی۔ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

○ حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا دو چیزیں ایسی ہیں جن سے مجھ کو اپنی امت پر بڑا خوف ہے۔ ایک تو خواہشِ نفس، دوسری درازیِ عمر کی آرزو۔ نفس کی خواہشِ حق بات کرنے سے روکتی ہے اور درازیِ عمر کی آرزو آخرت کو بھلا دیتی ہے اور یہ دنیا کو بچ کرنے والی، جانے والی ہے اور آخرت آگے بڑھنے والی اور آئیوالی ہے اور ان میں سے (یعنی دنیا و آخرت میں سے) ہر ایک کے بیٹے ہیں۔ اگر تم سے یہ ہو سکے کہ تم دنیا کے بیٹے نہ ہو تو ایسا کرو۔

آج تم دارالعمل (عمل کے گھر) میں ہو اور دنیا میں عمل کا حساب نہیں (لیا جاتا) لیکن کل تم آخرت کے گھر میں ہو گے جہاں عمل نہیں ہے۔ (بہیقیؒ)

○ حضرت ابو سعیدؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا انسان کا اپنی تندرستی کے دنوں میں ایک درہم خرچ (خیرات) کرنا مرنے کے وقت سو درہم خرچ کرنے سے بہتر ہے۔ (ابوداؤد)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کون سے صدقہ کا زیادہ ثواب ہے۔ آپ ﷺ نے

فرمایا خیرات کرنا تیرا اس حال میں کہ تو تندرست ہو، مال جمع کرنے کی خواہش و حرص رکھتا ہو، افلاس سے ڈرتا ہو اور دولت کی امید رکھتا ہو۔ اور تو صدقہ دینے اور خیرات کرنے میں سستی و غفلت نہ کریں تاکہ جب تیری جان حلق میں پہنچ جائے یعنی دم نکلنے کے قریب ہو تب تو یہ کہے کہ اتنا مال فلاں شخص کے لیے ہے اور اتنا فلاں کے لیے حالانکہ تو جانتا ہو کہ مال فلاں ہی کو ملے گا۔ (بخاری، مسلم)

○ حضرت سعدؓ کہتے ہیں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ متقی، غنی اور گوشہ نشین بندہ کو پسند کرتا ہے۔ (مسلم)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں اور اس حدیث کو حضور اقدس ﷺ تک پہنچاتے ہیں کہ جب آدمی مرتا ہے تو فرشتے پوچھتے ہیں (اس نے) آخرت کے لیے کیا بھیجا؟ اور آدمی یہ کہتے ہیں کہ (اس نے) کیا چھوڑا؟ (بخاری)

○ حضرت ابو ذرؓ کہتے ہیں کہ میرے خلیل (جانی دوست) نے مجھ کو سات باتوں کا حکم دیا ہے کہ میں مساکین سے محبت کروں اور ان سے قریب رہوں اور یہ کہ میں اپنے سے کم درجہ لوگوں کو دیکھوں اور بالاتر لوگوں کو نہ دیکھوں اور یہ حکم دیا کہ قرابت داروں کی نالتے ہندی کو قائم رکھوں اگرچہ خود رشتہ دار ہی قرابت داری کو منقطع کر دیں اور یہ حکم دیا کہ میں کسی سے کوئی چیز نہ مانگوں اور یہ کہ میں سچ بات کہوں اگرچہ تلخ ہو اور یہ کہ میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں کسی کی ملامت سے نہ ڈروں اور یہ حکم دیا کہ میں اکثر لا حول و لا قوۃ الا باللہ کہتا رہوں۔ یہ تمام عادتیں اور باتیں اس خزانہ میں سے ہیں جو عرش الہی کے نیچے ہے۔ (احمد)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہے کوئی ایسا دن کہ جس میں صبح کے وقت دو فرشتے نہ اترتے ہوں۔ جن میں سے ایک تو یہ کہتا رہتا ہے کہ اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا بدل دے (یعنی جو مصرف خیر میں یا مناسب موقع پر خرچ کرتا ہے اس کو اس سے زیادہ دے) اور دوسرا یہ کہتا رہتا ہے کہ اے اللہ! خلیل کے مال کو تلف کر دے۔ (بخاری، مسلم)

○ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ایک شخص کو ڈکار لیتے سنا تو فرمایا اپنی ڈکار کو تاحہ کر اور مختصر کر اس لیے کہ قیامت کے دن بڑی بھوک رکھنے والا وہ شخص ہو گا جو دنیا میں خوب پیٹ بھر کر کھاتا ہے۔

(شرح السنہ، ابن ماجہ)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”بدگمانی سے اپنے آپ کو چھوڑو اس لیے کہ بدگمانی بدترین جھوٹی بات ہے اور کسی کا حال یا کوئی خبر معلوم کرنے کی کوشش مت کرو اور کسی کے سودے کو مت بگاڑو ..... آپس میں حسد نہ کرو ..... آپس میں بغض نہ رکھو ..... آپس میں غیبت نہ کرو ..... اور اللہ کے سارے (مسلمان) بندے بھائی بن کر رہو۔ اور ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ آپس میں حرص نہ کرو۔“

(بخاری و مسلم / مشکوٰۃ شریف جلد دوم ص: ۲۲۳ شمارہ ۷۸۱)

○ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہے کہ بیوہ عورت اور مسکین کی خبر گیری کرنے والا اللہ کی راہ میں سعی کرنے والے کی مانند ہے (یعنی اس کا ثواب جہاد اور حج کے برابر ہے)

راویؒ کا بیان ہے کہ میرا خیال ہے کہ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ بیوہ اور مسکین کی خبر گیری کرنے والا اس شب بیدار شخص کی مانند ہے جو رات کو سستی نہیں کرتا اور اس روزہ رکھنے والے کی مانند ہے جو ہمیشہ روزے سے رہتا ہے (یعنی صائم الدھر شخص کی مانند)

(بخاری / مسلم / مشکوٰۃ شریف جلد ۲، ص: ۲۱۵ شمارہ ۲۰۷)

ناصحاوئے ناصحا!

یہ تھی اور ہے میرے آقا روحی فداہ ﷺ

کی طریقت ..... طریقت الاسلام

طریقت الاناب

طریقت الانام

ہر مذہب کے لیے نافذ العمل!

کوئی بھی اس کا منکر نہیں۔

طریقت اسے اپنا کر، اس پہ کاربند ہو کر، پابند ہو کر اور رحمت بن کر کل

کائنات پہ چھائی۔

ان خصائل ہی کی بدولت دین کی تمکنت تھی، آن تھی، شان تھی، آواز تھی

گویا ہر شے تھی۔

یہ خصائل انسان کا وہ زیور ہیں کہ انہیں پاکر زندگی ماسوا سے مستغنی دے نیاز

ہو جاتی ہے۔

زندگی زندگی کا نمونہ پا کر مطمئن ہوئی۔  
 پامال تھی، سرفراز ہوئی  
 مردہ تھی، زندہ ہوئی  
 افسردہ تھی، مسرور ہوئی  
 آوارہ تھی، گامزن ہوئی  
 سو بہ سو تھی، یک سو ہوئی  
 ڈانواں ڈول تھی، استوار ہوئی  
 بے کیف تھی، پُر کیف ہوئی  
 ناتواں تھی، قوی ہوئی  
 کھسیانہ تھی، معزز ہوئی  
 رو رہی تھی نمونہ پا کر رقص کرنے لگی  
 ساز جانے لگی، راگ گانے لگی  
 میرے آقا رومی فدائے صلی اللہ علیہ وسلم کا نمونہ

معتبر، مستند، فلاح دارین کا امین۔

یہ نمونہ ہر وقت تیرے پیش نظر رہے

سلک مروارید کا یہ ہار تیرے گلے میں ہمیشہ لٹکتا رہے، چمکتا رہے، دمکتا رہے  
 کبھی گرد آلود نہ ہو، کبھی ماند نہ پڑے۔

اسمِ اعظم کا نقش بھی کہیں تو بے جا نہیں۔ اس نقش کو حرزِ جاں بنا۔

بے شک یہ تیری جان کا شاہِ مہر ہے۔

## سنتِ مطہرہ زندہ باد

دنیا بھر کے اعمال مل کر بھی ایک سنتِ نبوی ﷺ کی برابری نہیں کر سکتے۔

سنتِ مطہرہ زندگی کا مایہ ناز نمونہ۔

○ حضرت ابو ذرؓ کہتے ہیں کہ میں حضور اقدس ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ کعبہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے۔ مجھ کو دیکھ کر فرمایا قسم ہے پروردگار کعبہ کی! وہ بڑے خسارے میں ہے۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان وہ لوگ ہیں؟ فرمایا مال کو زیادہ جمع کرنے والے، مگر وہ لوگ مستثنیٰ ہیں جنہوں نے ادھر ادھر اور اس طرف یعنی آگے پیچھے اور دائیں بائیں خرچ کیا اور ایسے لوگ کم ہیں۔ (بخاری، مسلم)

اپنے کھانے کا نہیں، کسی کو کھلانے کا ثواب دیا جاتا ہے۔

دل کبھی خوش نہیں ہوتا اور اتنا اور ایسا تو کبھی بھی نہیں ہوتا جیسا کسی بھوکے

کو کھانا کھلانے سے۔

ایک لنگڑی کتیا بھوک سے نڈھال تھی۔ پیٹ بھرنے پہ بے حد خوش

ہوئی، پھولے نہ سمائی۔ اللہ کا شکر ضرور کرتی ہوگی۔

○ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک

بدکار عورت کو بخش دیا گیا (اس بناء پر کہ) وہ ایک کتے کے پاس سے گزری جو کنویں

کے قریب کھڑا پیاس کی وجہ سے زبان باہر نکالے ہانپ رہا تھا۔ قریب تھا کہ پیاس کی

شدت سے مر جائے، اس عورت نے اپنا موزہ اتارا، اپنی اوڑھنی کے ساتھ باندھا اور

پھر اس (کتے) کے لیے پانی نکالا۔ سو اس وجہ سے اس (بدکار عورت) کو بخش دیا گیا۔



عرض کیا گیا: کیا ہمیں چوپایوں (اور مویشیوں پر احسان کرنے) میں بھی ثواب ملتا ہے؟

فرمایا: ہر تر جگر کے ساتھ نیک سلوک کرنے میں اجر ہے۔

(بخاری، مسلم)

کسی مفلوک الحال سردی سے ٹھہرتے ہوئے ننگے کو پہنا کر دیکھ۔ کوئی اور ہونہ ہو، وہ ضرور خوش ہوگا اور ضمیر۔

غریب اللہ کی وہ پیاری مخلوق ہے جنہوں نے سردی میں کبھی گرم کپڑے نہیں پہنے۔ ان کی قسمت میں نہیں۔

اے قسمتوں کو بدلنے والے ربِّ ذوالجلال والا کرام!

انہیں بھی عنایت کیا کرو۔

بلا امتیاز مسلم و غیر مسلم انسانیت کو چلچلاتی ہوئی سردی میں کپڑے پہنانا ہر خدمت سے اعلیٰ خدمت۔

گھروں میں لجانوں کے انبار بچسوں کی زینت بنے رہتے ہیں۔ کسی کو اوڑھنے کے لیے نہیں دیے جاتے۔ یہ بات نہایت ہی غور طلب ہے۔ اللہ کرے آپ کی کمائی ٹھہرتی ہوئی انسانیت کے کام آئے۔ آمین!

مسلمان ہونہ ہو انسان ہو،

انسانیت کو حتی الامکان سردی سے بچا۔

○ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو یہ فرماتے سنا

ہے کہ جو مسلمان کسی مسلمان کو پہننے کے لیے کپڑا دیتا ہے تو جب تک اس کا ایک ٹکڑا

بھی اس پر رہتا ہے وہ شخص (پہنانے والا) اللہ کی حفاظت میں رہتا ہے۔

(احمد / ترمذی)

بھوکے کو کھلانا اور ننگے کو پہنانا آدمیت کے دو آداب ہیں۔

کسی بھوکے کو کھلا کر اور ننگے کو پہنا کر تو دیکھ۔ اللہ تیری قبا کو، بھادیں تارتا ہو، اپنی الہی قدرت کے پاک پردوں میں چھپا لے اور یہ بھی اللہم استرنا بسترک الجمیل کی ایک امید افزا تشریح ہے۔

ننگا دہ ہے جسے جب بھی کوئی کپڑا پہننے کو دیا جائے، ملتے ہی پن لے۔

کرنا چاہتے ہو تو کسی غریب کی حاجت روائی کرو۔ امیر تیری کسی اعانت کا نہ مستحق ہے نہ محتاج۔

تو نے کبھی کسی مفلوک الحال و نادار کے لیے کوئی اہتمام نہیں کیا۔ جن کے لیے تم کرتے ہو، وہ تمہارے کرنے سے بے نیاز ہیں۔

خیرات کی ابتداء ..... مشروبات و ماکولات  
اگرچہ روٹی کا ایک ٹکڑا ہو۔

○ حضرت انسؓ کہتے ہیں حضور اقدس ﷺ نے کہا (دعا کی) اے اللہ مجھ کو مسکین بنا کر رکھ، مسکین مارا اور مجھے مسکینوں کے زمرہ میں اٹھانا۔

حضرت عائشہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ یہ کیوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس لیے کہ مسکین جنت میں دولت مندوں سے چالیس برس پہلے داخل ہوں گے۔

عائشہؓ! کسی مسکین کو اپنے دروازہ سے خالی ہاتھ نہ جانے دو اگرچہ کھجور کا ایک ٹکڑا (ہی) ہو۔ عائشہؓ! مسکینوں سے محبت کر اور ان کو اپنے سے قریب کر۔

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تجھ کو اپنے قریب رکھے گا۔ (ترمذیؒ/بہقیؒ)

○ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:  
افضل صدقہ یہ ہے کہ تو بھوکے آدمی کا پیٹ بھرے۔

(بہقیؒ)

ہندہ بڑے سے بڑا مجاہدہ کر سکتا ہے، ساری رات جاگ کر نفل پڑھ سکتا ہے،  
اور جو کچھ بھی کھو کر سکتا ہے.... کسی غریب کو ایک روٹی تک نہیں دے سکتا۔  
انسان ہر قسم کے مجاہدات کی تاب تو لا سکتا ہے پر کسی منگتے کو روٹی تک نہیں  
دے سکتا۔ کیا یہ مجاہدے اور کیا ان کا حاصل؟

ہر کسی کے پاس اپنے لیے ہر شے ہوتی ہے، سب کچھ ہوتا ہے، کسی اور کے  
لیے کچھ بھی نہیں ہوتا!

○ حضرت اسماء کہتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

خرچ کر اور شمار نہ کر (اس لیے کہ) اگر تو شمار کر کے دے گا تو اللہ تبارک و  
تعالیٰ بھی تیرے لیے شمار کرے گا۔ اور نہ روک تو (فقیر سے) مال کو (جو تیری حاجت  
سے زیادہ ہو) ورنہ اللہ بھی تجھ سے مال کو روکے گا اور دے جتنا تجھ سے دیا جاسکے۔

(بخاریؒ، مسلمؒ)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہے:

فقراء جنت میں دولت مندوں سے پانچ سو برس پہلے داخل ہوں گے جو  
قیامت کا آدھا دن ہے۔ (ترمذیؒ)

○ حضرت ابو درداءؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا تم میری

رضا مندی کو اپنے ضعیفوں (فقیروں) میں تلاش کرو۔ اس لیے کہ تمہیں انہی ضعیفوں (فقیروں) ہی کی بدولت رزق دیا جاتا ہے۔ اور دشمنوں کے مقابلہ میں تمہاری مدد کی جاتی ہے۔ (ابودرداء)

امراء کی دعوت میں غریبوں کا کوئی حصہ نہیں ہوتا اور کوئی کیف نہیں ہوتا۔ غریبوں ہی کی برکات سے دعوت پُر کیف ہوتی ہے۔  
آئیے کھانا کھائیے!

ہم محتاط کھانا کھاتے ہیں، ہر کھانا نہیں، شکریہ!  
میرے پیر و مرشد قدس سرہ العزیز اکثر ایک مالی کے گھر کھانا تناول فرماتے اور فرماتے آج مجھے بڑی دعوت کا شرف حاصل ہوا۔ ماشاء اللہ! بڑی برکت والا کھانا تھا۔

اگر امراء کے ہاں سے دعوت نامہ آتا، انکار فرمادیتے کہ میرے نزدیک یہ دعوت قید سے کم نہیں، گھنٹوں انتظار کرنا پڑتا ہے۔  
میں کھانے کے لیے ”بسم اللہ الرحمن الرحیم“ کے علاوہ کسی اور ادب کا پابند نہیں ہو سکتا۔ بھوک لگی، بے تکلف اٹھا، جو میسر ہوا کھایا، پیالہ چائا الحمد للہ کھا اور چل دیا۔

روایات کہنے تیری آبرو کی پاسبان تھی۔ منصہ شوہ پہ لا۔  
وہی آب و تاب ماشاء اللہ!  
فقرا سوکھی روٹی کھا کر شکر کرتے ہیں اور امراء کھانوں کے پکوان پہ شکوہ۔  
معدہ کی جملہ امراض روغنی غذاؤں کی پیداوار ہیں۔

اگر کوئی روٹی کے سوکھے ہوئے ٹکڑوں پر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر اور شکر کر کے کھائے، اللہ اسکی روزی میں برکت ڈالے۔  
ہر برکت سے باہر برکت سوکھی ہوئی روٹی کی تعظیم ہے۔

یہ سچے کچھے روٹی کے ٹکڑے دھون میں مت پھینک۔ یہ ٹکڑے ماشاء اللہ واللہ اعلم بالصواب گویا جنت کا کھانا ہے اور جنت کے ہر کھانے میں شفا ہوتی ہے۔

روٹی کے ان ٹکڑوں کو حاصل کرنے کے لیے لوگ پردیسوں میں نجل ہوئے، جب تیرے پاس آتے ہیں کوڑا سمجھ کر پھینک دیے جاتے ہیں۔ رزق کا احترام اللہ کا اکرام ہے۔

کوئی کیا جانے کیسی کیسی منازل طے کرنے کے بعد یہ روٹی دسترخوان کی زینت بنی!

تو نے اسے باسی سمجھ کر پھینک دیا گویا کفرانِ نعمت کا مرتکب ہوا۔  
کئی بار بتایا گیا روٹی کا احترام کیا کرو۔ روٹی کمانے کے لیے ہی بندے دیس بدیس کی خاک چھانا کرتے ہیں۔

تیری ہر بات میں دین کی بات اور تیرے ہر خرچ میں غربا کا خرچ شامل ہو۔  
فلیسٹلونک ماذا ینفقون ط قل العفو ط (البقرہ ۲۱۹)  
جو لوگ آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ (خیرات میں) کتنا خرچ کیا کریں آپ فرمادیجیے کہ جتنا (ضرورت سے) زائد ہو۔

○ حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا!

اگر تم فاضل (ضرورت سے زیادہ سچی ہوئی) چیز دوسروں کو دے دیا کرو تو یہ تمہارے لیے اچھا ہے اور اگر اس کو روک رکھو تو تمہارے لیے برا ہے اور جتنی روزی تمہارے لیے ضروری ہوتے پر تم کو برا نہیں کہا جاتا اور (صدقہ خیرات) دینا پہلے اہل و عیال سے شروع کرو اور اوپر کا ہاتھ نچلے ہاتھ سے اچھا ہوتا ہے (یعنی دینے والا ہاتھ مانگنے اور لینے والے سے اچھا ہوتا ہے) (ترمذی)

الذین ینفقون اموالہم فی سبیل اللہ ثم لا یتبعون ما انفقوا  
منا ولا اذی لہم اجرہم عند ربہم ولا خوف علیہم ولا ہم  
یحزنون۔ (البقرہ ۲۶۲)

جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں پھر اس خرچ کرنے کے پیچھے نہ احسان جتاتے ہیں اور نہ ایذا دیتے ہیں ان کے لیے ان کے پروردگار کے ہاں ان کا ثواب موجود ہے اور نہ ان پر خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہی ہوں گے۔

و ما تنفقوا من شی فی سبیل اللہ یوف الیکم و انتم  
لا تظلمون (الانفال: ۶)

اور جو شے تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے، اس کا ثواب تمہیں پورا پورا دیا جائے گا اور تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

یا ایہا الذین امنوا انفقوا ما رزقناکم من قبل ان یاتی یوم لا  
بیع فیہ ولا خلۃ ولا شفاعۃ ط (البقرہ ۲۵۴)

”مسلمانو! جو (مال) ہم نے تم کو دیا اس میں سے پہلے ہی خرچ کرو کہ وہ دن آجود ہو جس میں نہ بیع ہوگی اور نہ دوستی اور نہ شفاعت“

ان تقرضوا اللہ قرضاً حسناً یضعفہ لکم ویغفر لکم ط (تغابین ۱۷)  
 اگر تم اللہ کو قرضِ حسنہ دو گے تو اس کو تمہارے لیے دو گنا کر دے گا اور تم کو  
 بخش دے گا۔

بہتات میں خیرات کی بہتات ہو،  
 حسنت میں صدقات کا پہلا نمبر ہوتا ہے۔  
 صدقہ بلا کو اور شہرت صدقے کو کھا جاتی ہے۔  
 صدقات و خیرات پردے میں دیا کرو اور نام تک نہ لیا کرو۔

اللہ لا یحتاج ہے  
 اللہ کی مخلوق کی خدمت ہی اللہ کی خدمت گردانی جاتی ہے ورنہ اللہ کی کوئی کیا  
 خدمت کر سکتا ہے؟

صدقات سے بڑھ کر کوئی قوت نہیں اگر پردہ میں ہو۔  
 ڈھول نے صدقے کی ڈھال توڑ دی۔  
 صدقہ بلا کو اور تشہیر صدقہ کو کھا جاتی ہے۔

صدقے کی شہرت دینے والے کے اجر کو اور لینے والے کی عزت کو داغ دار  
 کر دیتی ہے۔ صدقہ اعلیٰ درجے کی نیکی ہے اور کوئی بلا کسی صدقے کو اگرچہ وہ چھوٹا سا  
 ہو، کبھی پھلانگ نہیں سکتی۔ پورا اجر مطلوب ہو تو اس طرح چھپ کر کرو جس طرح  
 کہ بدی کو چھپ کر کرتے ہو۔

کسی صدقے کو حقیر مت جان  
 کوئی ایک نیک بات صدقہ ہے۔

بیوہ و یتیم و مسکین و محتاج و بیمار و لاچار کے ساتھ احسان صدقہ کی ایک مد

ہے۔

صدقے کے بھی کیا کہنے! بڑی تاثیر رکھتا ہے، ناپاک کو پاک کر دیتا ہے۔ جو کبھی پاک نہیں ہوتا، آن کی آن میں کر دیتا ہے۔

صدقات و خیرات کی قبولیت .... آفات و بلیات کا حصار۔

صدقات و خیرات میں ہر صدقہ اور ہر خیرات دی تو جاتی ہے، قبول نہیں ہوتی .... لکھو کہ ہا صدقات و خیرات میں سے اگر ایک بھی قبولیت کے معیار پر پوری اتر جائے، ساری کی ساری قبول ہو جاتی ہے ماشاء اللہ اگرچہ ایک دمزی ہو۔

بعض خیرات ایسی ہوتی ہیں جنہیں کوئے بھی قبول نہیں کرتے، نہ رکھ سکتے ہیں نہ موڑ، اوڑک سر بازار پھینک دیتے ہیں، جو چاہے اٹھالے۔

صدقہ کوئی بھی ہو، کسی کا بھی ہو، فاعل و مفعول کو شرمسار و نادام کرنے کے بعد اوڑک قبول ہو جاتا ہے۔ یہی صدقہ کی شان ہوتی ہے۔

اللہ کرے تیرا صدقہ میرے لیے پریشانی کا باعث نہ بنے، آتے ہی مفلوک الحال بیوگان میں آنا تقسیم کرنے کا موجب بنے، پھر کوئی مضائقہ نہیں۔

اللہ پاک ہے،

پاک مال کو قبول کرتا ہے، ہر مال کو نہیں۔

سارا مال کسی کا بھی پاک نہیں ہوتا اگرچہ مزدور کا ہو۔ زکوٰۃ و صدقات و

خیرات ہی مال کو پاک کیا کرتے ہیں۔

ہر کسی کو صدقات و خیرات کی توفیق نہیں دی جاتی نہ ہی اللہ سبحانہ ہر مال کو



قبول فرماتے ہیں۔ جس پہ اللہ سبحانہ راضی ہو جاتے ہیں اسے صدقات و خیرات کی توفیق عنایت فرماتے ہیں ورنہ اپنی مرضی سے کوئی صدقہ و خیرات کرنے پہ قدرت نہیں رکھتا۔ صدقہ کی توفیق عنایتِ الہیہ ہے۔ جسے صدقہ و خیرات کی توفیق ملی اسے بڑی برکت ملی گویا اس پہ رحمت کا باب کھلا۔ صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا، صدقہ مال کو بڑھاتا اور محفل مال کو گھٹاتا ہے۔ شیطان اس معاملہ میں دھوکا دیتا ہے ورنہ اگر کسی کو صدقہ و خیرات کی اہمیت کا پتہ چل جائے تو کوئی بھی شے کبھی اپنے پاس جمع نہ رکھے ہر شے خیرات کر دے اور کبھی محفل نہ کرے۔ جو شے اللہ سبحانہ کی راہ میں خرچ کی جاتی ہے، کبھی کم نہیں ہوتی نہ ہی کبھی ختم ہوتی ہے۔ اللہ سبحانہ کریم ہیں، میں اپنے رب کریم سے دعا کرتا ہوں کہ وہ مجھ کو صدقات و خیرات کی توفیق عنایت فرمائیں، ایسی توفیق جو بے مثل ہو آمین آمین!

ضرورت سے زائد مال ضرورت مند کو دے دینا صدقہ ہے۔ پردے میں دینا بہترین صدقہ ہے اور کوئی بلا صدقے کو کبھی پھاند نہیں سکتی۔

○ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا کیا تو وہ ہلنے لگی اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پیدا کیے انہیں زمین پر رکھا تو وہ ٹھہر گئی۔ فرشتوں نے پہاڑوں کی سختی سے تعجب کیا اور کہا اے ہمارے رب! تیری مخلوق میں پہاڑوں سے بھی کوئی سخت چیز ہے؟ فرمایا ہاں لوہا۔ انہوں نے کہا اے ہمارے رب! تیری مخلوق میں کوئی چیز لوہے سے بھی سخت ہے؟ فرمایا ہاں آگ۔ انہوں نے عرض کیا اے ہمارے پروردگار! آگ سے بھی کوئی سخت چیز تیری مخلوق میں ہے؟ فرمایا ہاں پانی۔ انہوں نے کہا اے ہمارے پروردگار! پانی سے بھی کوئی سخت

چیز تیری مخلوق میں ہے؟ فرمایا ہاں، ہوا۔ فرشتوں نے کہا اے ہمارے پروردگار! تیری مخلوق میں سے ہوا سے بھی کوئی سخت چیز ہے؟ فرمایا ہاں لکن آدم جبکہ وہ صدقہ کرتا ہے اپنے دائیں ہاتھ سے اس طرح کہ وہ اپنے بائیں ہاتھ سے بھی چھپاتا ہے۔ (ترمذی)

○ مرثد بن عبداللہ سے روایت ہے کہ مجھے جناب رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی نے خبر دی کہ اس نے آپ ﷺ کو یہ فرماتے سنا قیامت کے دن مومن کا سایہ اس کا صدقہ ہوگا۔ (احمد)

○

کسی مفلوک الحال مسکین کو جو بھی شے فی سبیل اللہ دی جاتی ہے، صدقہ ہوتا ہے۔

نہ پڑھ کر خوش ہو انہ لکھ کر، جب بھی خوش ہو کسی کرنی ہی کی بدولت ہوا۔  
بھوکے کو کھلا کر خوش ہوا اور ننگے کو پہنا کر، کسی مسکین کو دے کر خوش ہوا  
اور ہمسار و لاچار و نادار کی خدمت کر کے۔

دو کی بجائے ایک روٹی کھا، پر بھوکے جگر کو پیٹ بھر کے کھلا۔  
کسی رسم کی پرواہ مت کر۔ بھوکے کو کھانا کھلا، رسم پوری ہوئی۔  
غریبوں کو آٹے کی ضرورت ہوتی ہے، آٹا دیا کر دو۔  
آٹا اگر لاکھ من روز بھی تقسیم ہو، کم ہے۔

حضرت نظام الدین اولیاء قدس سرہ العزیز زری زربفت نے ٹوپی گردی رکھ کر حضرت باوا صاحب قدس سرہ العزیز کے لیے لوہیا میں نمک ڈال کر پیش کیا۔ دعا کی! نظام الدین! اللہ کرے تیرے لنگر میں ستر من نمک روز پکا کرے۔ رزق اللہ دیتا ہے میرے آقا روجی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم تقسیم فرماتے ہیں۔ الہی تقسیم کے مطابق حق دار کو نہایت احتیاط سے ذمہ دار حضرات تقسیم کیا کریں۔

بہترین حقدار: مفلوک الحال بیوگان .... جن کا کوئی کمانیوالا نہیں، اللہ ہی کے حوالے ہیں .... آنا تقسیم کیا کرو۔ نقد جسے بھی دیا جاتا ہے کھانے کی بجائے غیر ضروری کاموں میں خرچ کر دیتا ہے۔

آنا ضروری چیز ہے، آنا دیا کرو۔ جو کچھ بھی ملے، جو کچھ بھی بچے، مفلوک الحال بیوگان جن کا کوئی بھی کمانے والا نہیں، اللہ حلیم الکریم اللہ علی العظیم ہی کے حوالے ہیں، میں آنا تقسیم کرنے کی سعادت حاصل کیا کریں اور تقسیم ہر روز ہو۔ اور یہ عبادت کا جزو اعظم ہے۔

عیالدار مفلوک الحال ”بیوگان“ ہی کے زمرے میں شمار ہوتے ہیں۔ دستور العمل بنا

تیرا پہلا کام لاچار و بیمار کے دکھ کا مداوا ہو۔ راحت کا سامان مہیا کر .... دوا ہو یا غذا۔ اور یہ روز ہو۔

کھا کر نہیں، کھلا کر خوش ہو۔ کھانے سے کھلانا افضل۔

حق دار کو کھلایا کر، خود مت کھلایا کر۔

جس نے جو شے کبھی نہیں کھائی اسے کھلایا کر۔

کھانے سے کھلانا اور جمع کر کے رکھنے سے دینا بہتر ہے۔

جاگنا .... سونے سے

دینا .... رکھنے سے بہتر۔

تیرا دیا ہی تیرے کام آتا ہے۔

انتظار میں مت رہ، حاجت مند منتظر ہیں۔

لوگو! رکھنے سے دینا زیادہ بہتر ہے۔

معذور کے پاس کوئی فن نہیں ہوتا

ناداری ہی باعث گزران ہوتی ہے

دیا کرو۔

تمہارے گھروں میں سب کچھ ہوتا ہے

چڑیوں کی چوگ نہیں ہوتی۔

چڑیوں کا چوگا بہترین صدقہ، بہترین دان،

کوئی دیگ اس کے مد مقابل نہیں۔

انواع واقسام کی طشتریوں میں سچے ہوئے کھانے کھانے والو! کسی بھوکے کو بھی دور روٹی کا آٹا دیا کرو۔ اور نہیں تو دو میں سے ایک روٹی ضرور دیا کرو۔ اور کچھ ہونہ ہو، تیری نیت اچھی ہو کہ ہر شے کا دار و مدار نیت ہی پہ موقوف ہے۔

ہر بندہ کہتا ہے یہ میرا مال ہے، یہ میرا مکان ہے، یہ میری زمین ہے، یہ میری جائیداد ہے حالانکہ یہ چیزیں تو درکنار بندے کو اپنے جسم کے بھی کسی حصہ پہ کوئی اختیار نہیں۔

تمام چیزیں اللہ کی ہیں۔ کسی بھی چیز پہ کسی کا کوئی دعویٰ نہیں۔ جسے جو چاہے دے اور جس سے جو چاہے لے، کسی کو بھی دم مارنے کی جرأت نہیں۔

یہ چیزیں تیری ہیں؟ ہرگز نہیں اللہ کی ہیں۔

تو نے بنائیں؟ بالکل نہیں اللہ نے بنائیں

تو نے کیا؟ توبہ توبہ، بندہ کیا کر سکتا ہے؟ اللہ نے کیا۔

اللہ نے دیا تھا، اللہ ہی کو دے دیا۔ فارغ تھا، فارغ ہی رہا۔

نہ کسی سے لے سکتا ہوں نہ دے، اللہ ہی کی طرف سے لیتا ہوں اور اللہ ہی کی طرف سے دیتا ہوں۔ جو شے اللہ مجھ کو دیتا ہے شکر کرتا ہوں اور اللہ ہی کی مخلوق میں تقسیم کر دیتا ہوں۔ نہیں دیتا تو صبر کرتا ہوں اور حمت کا منتظر رہتا ہوں ماشاء اللہ!

تم کرتے ہو تو کر کے دکھاؤ

لکھتے ہو تو لکھ کر دکھاؤ

دیتے ہو تو کسی سے لے کر دکھاؤ

دینے والا دیتا ہے تو دیتے ہو

تیرا حساب سدا بے باق رہے اور افتخار نہ۔ دمڑی تک باقی نہ رہے۔  
تیرا مال سربازار لٹا۔ جیسے بھی لٹا، لٹا ہی دیا، پولی تک باقی نہ رہی۔  
طریقت ریسرچ کی محتاج ہے،  
مال .... خیرات کا۔

اگر آج کا مال آج ہی خرچ نہ کیا گیا طریقت کے عزم بالجزم کی خلاف ورزی  
کی۔

خرچ کرنے کے بعد مزید عنایت کا امیدوار۔  
بنک میں جمع کرنے کی جائے بیوگان و مساکین کے پیٹ میں جمع کر۔ نہ کوئی  
چوری کر سکتا ہے نہ ضائع۔  
اہل خدمت کے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا اور کچھ بھی نہیں رکھتا۔ جس بھی بھلاؤ  
بچے، بیچ دیتا ہے۔

اہل خدمت .... مستغنی عن الاکرام  
بے لوث خدمت کا جذبہ ہماری ملی میراث تھی۔ ہم ہی نے آدمیت کو یہ  
شعور بخشا اور ہم ہی سے دنیا نے نقل کی۔ ہم دیکھتے رہے، نقل بازی لے گیا۔  
ناصحاً و ناصحاً! ہم پانی رڑک رہے ہیں۔ ساری عمر رڑکتے رہو ..... اوڑک  
پانی کا پانی۔ پانی میں مکھن نہیں آتا۔

نفع کی تلاش میں مارے مارے پھرتے ہو، اصل نفع مفلوک الحال بیوگان و  
مساکین کو پیٹ بھر کر کھلانے میں ہے اور اس طرف کوئی آتا نہیں۔

○ ترجمہ :

اور رشتے داروں اور محتاجوں اور مسافروں کو ان کا حق ادا کرو اور فضول خرچی سے مال نہ اڑاؤ کہ فضول خرچی کرنے والے تو شیطان کے بھائی ہیں۔ (القرآن)

مال جہاں بھی وافر ہوا، خرافات ہی میں خرچ ہوا۔ غیر ضروری امور میں لٹا، جمع کی زینت بنا اور جمع کرنے والے کے کسی بھی کام نہ آیا۔ کیا ہی خوب ہوتا اگر اللہ کے لیے، اللہ کی راہ میں لٹتا! اگر ایسے ہوتا ہر کات حدود پھاند کر نازل ہوتیں کر کے تو دیکھ۔

فضول پیسے فضول کاموں میں خرچ ہوتے ہیں۔

پیسہ بھی عجیب چیز ہے!

جنت کی راہ بھی ہے، دوزخ کا ایندھن بھی۔

جو کما کر خرچ کرتا ہے، نہایت محتاط ہوتا ہے۔ دمڑی تک بھی فضول خرچ

کرنا گوارا نہیں کرتا۔

○ حضرت سہل بن سعدؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ یہ خیر یعنی

مال کثیر (گویا) خزانے ہیں اور ان خزانوں کی کنجیاں ہیں، پس اس شخص کو خوشخبری ہو

جسکو اللہ تعالیٰ نے خیر کو کھولنے اور شر کو بند کرنے کی کنجی بنایا ہے اور اس بندہ کو

ہلاکت ہو جسکو اللہ نے شر کو کھولنے اور خیر کو بند کرنے کی کنجی بنایا ہے۔ (ابن ماجہ)

قیامت ہی کو نہیں، اللہ ہر وقت جانتے ہیں یہ مال کہاں سے آیا کس کو دیا۔

جائز و ناجائز کا کڑا حساب ہوتا ہے۔

آمدن کہاں سے آئی،

کہاں خرچ کی

حساب ہوگا۔

خیرات کا بے جا مصرف اسراف میں شامل ہے۔

اگرچہ نادار و لاچار و بیمار کے لیے ادویات پیش کرنا کسی بھی طرح اسراف میں شامل نہیں پھر بھی احتیاط ضروری ہی نہیں، لازم و ملزوم ہے۔

یہ صدقات و خیرات کا لنگر ہے۔ نادار و لاچار و بیمار مخلوق کے لیے وقف و مخصوص ہے، نہایت احتیاط سے چل۔

بڑے میاں! ہماری کمائی کی کوئی بھی شے دنیا کے کسی کام نہ آئے، دین ہی کے کام آئے ماشاء اللہ!

ذکر الہی کے لیے،

دین کی دعوت و تبلیغ کے لیے،

مخلوق کی بے لوث خدمت کے لیے۔

بیمار و لاچار و نادار مخلوق کے لیے مخصوص خیرات و صدقات و عطیات

مقبول ترین ہوتے ہیں۔

صدقہ کرنے والا ..... بلیات سے مامون ماشاء اللہ!

صدقہ لینے والا ..... ذمہ دار

کس کو دے، کیادے، کتنا دے؟

خیرات کرنے والا ..... فارغ ہوا

خیرات لینے والا ..... کس کو کیادے کتنا دے؟ معممہ!



یہ سب کھاتے پیتے، کھاتے اور راحت کی زندگی بسر کرتے ہیں، کسی کے محتاج نہیں۔ بیمار اور صرف بیمار محتاج ہے۔ زندگی سے لطف اندوز تو کیا ہونا ہے، ناخوش و بیزار ہے۔ جو کچھ بھی کر سکو، بیماروں ہی کے لیے کرو۔ میرے نزدیک یہ صدقات و خیرات کا بہترین مصرف ہے۔ وما علینا الا البلاغ  
حضرات! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میری زندگی کی ساری کی ساری کمائی میرے اللہ کی بیمار مخلوق کے لیے وقف و مخصوص ہے۔

حضرات! آپ کے زیر علاج کوئی ایسا مریض ہو جو صرف ناداری کے باعث علاج کا متحمل نہ ہو تو ہمارا فیلڈ اسٹنٹ حاضر ہے، جو بھی خدمت بتائیں گے تعمیل ہو گی۔

حضرات! لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ  
میرے پاس کوئی پیسہ نہیں۔ جو روزی اللہ دیتا ہے دن بھر کی کمائی سارا دن گشت کر کے ناداروں اور لاچاروں کے بیمار کی خدمت میں پیش کر دی جاتی ہے اور یہ ہماری بہترین تجارت ہے۔

صدقات و خیرات خود تقسیم کیا کرو اور یہ بہترین تجارت ہے۔  
خیرات بھی ایک کامیاب جُواب ہے جس کا جواری کبھی نہیں ہر تا۔  
”خیرات کی تشبیر سے ثواب ضائع ہو جاتا ہے“ یہ جاسسی لیکن اصل مدعا خیرات ہے، کرنے والے کو ثواب ملے نہ ملے، لینے والے کا مطلب حل ہو جاتا ہے۔  
ثواب ملے نہ ملے، لینے والے کی حاجت پوری ہوئی اور یہ بہترین ثواب ہے۔  
مال کیسا بھی ہو، اگر ثواب سے محروم بھی ہو گا تو حاجت مند کی حاجت ضرور

پوری کر دے گا۔

خیرات کر چکنے کے بعد اگر کوئی بھی شے باقی نہ رہے، اصل خیرات ہوتی

ہے۔

یہ کمائی میری نہیں

میرے لیے نہیں

میں نے کبھی نہیں لی

جو تمہارے نزدیک حق دار ہے اس کو دو۔

اپنی زکوٰۃ آپ دو۔ دیکھ کر دو۔

بیوہ کو دو ..... یتیم کو دو

مسکین کو دو ..... بیمار کو دو

لاچار کو دو ..... نادار کو دو

مستحق کو دو، ہتلا کر دو اور پوری دو۔

اپنے صدقات و خیرات خود دیا کرو۔ جسے ہم دیتے ہیں، ہو سکتا ہے وہ حق

دار نہ ہو۔

ہماری دینی درس گاہیں زکوٰۃ و خیرات و صدقات پہ چلتی ہیں ورنہ رومیؒ کے

بعد رومیؒ اور جامیؒ کے بعد جامیؒ ضرور آتے۔

دھون پی کر پلے ہوئے گھوڑے استھان کی زینت ہوتے ہیں، میدان کی

نہیں۔

دھون میں صرف زندگی ہوتی ہے، لپک نہیں۔

دھون کا ایک قطرہ غیرت کے بھرے ہوئے جام کو غلیظ کر دیتا ہے۔  
ہائے ہائے ..... خمار کو کافور کر دیتا ہے۔ لہو کو سرد کر دیتا ہے۔ کوئی تپش  
باقی رہنے نہیں دیتا۔

دھون پی کر پلے ہوئے تازی استھانوں کی زینت ہوتے ہیں، میدانوں کی  
نہیں۔

یہ رزق اگرچہ شرعاً جائز ہے، گھٹیا درجے کا ہے، پر لے درجے کا گھٹیا۔ یہ  
تیموں، بیواؤں، ناکارہ اور یمہار لوگوں کے لیے ہے۔ تیرے اور میرے جیسوں کے  
لیے نہیں اور نہ ہی ہمیں اس کا استعمال زیب دیتا ہے۔

اسے کھا کر کوئی کیا کر سکتا ہے؟ کسی بھی میدان میں کبھی اڑ نہیں سکتا! کوئی  
بازی کبھی جیت نہیں سکتا۔ کسی بھی میدان میں کوئی نمونہ نہیں پیش کر سکتا۔ کسی بھی  
مقام پہ ثابت قدم نہیں رہ سکتا۔

شاہین کا تجسس تازہ خون کی برکت سے ہے! اسے کھا کر تیرا خون کبھی گرما  
نہیں سکتا۔ اس میں وہ جوہر جو یکسر خون کو گرمادے، بالکل نہیں۔ یہ مٹی کی مانند ہے  
نہایت بودی اور کثیف! ..... اس سے تو تو مر جاتا پر اسے کبھی نہ کھاتا۔ کیا تیرے  
رازق نے تیری قسمت میں ایسی روزی لکھی ہے! ایسی روزی کو تو کوئی بھی قبول نہیں  
کرتا۔

روزی انسانیت کی عمارت کی بنیاد ہے اور عمارت بنیاد ہی پہ کھڑی ہوتی ہے۔  
ہماری روزی ہمارا کھانا، ہمارا پینا، مشکوک ہے۔ اس روزی کو کھا کر ہم کیونکر  
کسی مقام پہ پہنچ سکتے ہیں؟

یہ روزی تیرے دسترخوان کے معیار کے مطابق نہیں۔ اسے مت کھا، یہ تیری بنیادیں ہلادے گی۔

مخت کی کمائی محتاط ہو کر دی جاتی ہے اور خیرات بے دریغ حالانکہ خیرات کا محاسبہ کڑا ہوگا ..... کیوں کسی غیر مستحق کو دی؟

لانے والے کو کوئی بھی شے دی نہیں جاتی، لنگر بھی نہیں اور دینے والے نامقبول اسراف کے باعث فتنات کا موجب بنے رہتے ہیں اور یہ بڑے ہی کارآمد فکر کی باتیں ہیں۔

خیرات و صدقات کی ناجائز تقسیم کے باعث بڑے بڑوں کے وقار کو ٹھیس پہنچی۔

صدقات و خیرات جب بیٹے لگتی ہے بڑے بڑوں کو انگشت بندناں کر دیتی ہے۔ کوئی کچھ بھی کے زکوٰۃ، زکوٰۃ ہی ہے۔

جو زکوٰۃ ہمیں دی جاتی ہے ہمارے ہی کام آتی ہے۔ جن کے لیے دی جاتی ہے یا جن کے لیے لی جاتی ہے ان پچاروں کو نہیں دی جاتی۔ یا حی یا قیوم برحمتک استغیث۔

جو چیز کسی کو دینے کے لیے دی جائے وہی دی جائے نہ کہ بدل کر مثلاً ..... غربا کے لیے دیے جانے والے ریشمی پارچات کو سوتی چیتھڑوں میں ..... اور اعلیٰ تحائف کو یوسیدہ اور ناکارہ اشیاء میں بدل کر دینا۔

تیرے رزق کی تقسیم میری گدائی نہیں تو کیا ہے؟

عام کو خاص میں تبدیل کرنا، خیانت نہیں تو کیا ہے؟

قیمتی لحاف جو غربا کے لیے عنایت کیے جاتے ہیں وہی غربا میں تقسیم ہوں،  
ادل بدل کر نہیں۔

زکوٰۃ جمع کے لیے نہیں، تقسیم کے لیے دی جاتی ہے۔

دوروٹی کے لیے ہیرا پھیری مت کر، روٹی ہر ذی روح کو ملتی ہے۔

در در مانگنا زلت کی انتہا نہیں تو کیا ہے؟

مردوں کے کفن سے بچے ہوئے ٹکڑے تیری پوشاک! شرم نہیں تو کیا

ہے؟

یہ بھیک نہیں تو کیا ہے؟ اور تو بھکاری نہیں تو اور کون؟

تیری یہ دنیا ملعون نہیں تو کیا ہے اور تیرا یہ دین، دنیا نہیں تو کیا ہے؟

زکوٰۃ کی رقم جیب میں ڈال کر پھولے نہ سما یا ہائے ہائے!! اس سے تو بدرجہا

بہتر تھا کہ کسی کے برتن دھو کر کھاتا۔

جو تیرے نزدیک مرغوب تر ہے، دھوون ہے۔ کوئی بھی معقول آدمی دھوون

کو کھانا تو کیا نزدیک تک نہیں آنے دیتا۔

یہ رزق دستر خوانوں کے پس ماندہ ٹکڑے ہیں، ان میں زندگی تو ہے زندہ

رہنے کی جدوجہد نہیں۔

ان کھانوں سے بھوکے رہنا مردوں کی زندگی کے وہ مینار ہیں جو کبھی نہیں

گرتے۔

جسے تو حلال سمجھتا ہے، مردار ہے اور کسی کی کوئی دلیل مردار کو پاک نہیں کر

سکتی۔

اس قسم کا کھانا کھا کر کوئی بھی اس میدان میں کوئی کار نمایاں نہیں کر سکتا۔  
 روزی کے معاملہ میں اللہ مومن کو شیر و شاہین کا بلند مقام نصیب کرے، نہ  
 کہ روباہ و زانگ کا۔

مرغ جسامت کے اعتبار سے شاہین سے دوسہ گنا ہوتا ہے لیکن چند گز  
 سے زیادہ پرواز کی طاقت نہیں رکھتا جبکہ باز کی قوت پرواز کے آگے بلند و بالا پہاڑوں کی  
 چوٹیاں بھی پہنچ ہیں! بلند پروازی کا انحصار طیب روزی پر ہے۔ مرغ کی روزی حقیر اور باز  
 کی طیب ہوتی ہے۔ مرغ گرے پڑے ریزوں سے پیٹ بھرنے کا عادی ہے لیکن باز  
 کی روزی اس کے تجسس اور زور بازو کا نتیجہ ہے۔

کھا کر دیکھ لو، مشکوک روزی میں عفت نہیں ہوتی۔ نہ چستی ہوتی ہے نہ  
 جوش، نہ توفیق نہ استقلال۔

حرام کی کمائی میں برکت نہیں ہوتی۔ جس راستے سے آتی ہے، اسی راستے  
 چلی جاتی ہے۔

حلال کی کمائی کا لقمہ قوت، صحت و رفعت کے لیے کافی ہوتا ہے۔  
 جب تک تین چیزیں حاصل نہیں ہوتیں آدمیت و انسانیت و بشریت  
 تشنہ تکمیل رہتی ہیں۔

نفع دینے والا علم

مقبول عمل

طیب رزق

یہ نشان سامنے رکھ

۱۔ یہ علم جو میں حاصل کر رہا ہوں، نافع ہے؟

۲۔ کیا یہ عمل جسے کہ میں شروع کر رہا ہوں مقبولیت کے معیار کے مطابق ہے؟

۳..... کیا یہ روزی جسے کہ میں کھا رہا ہوں طیب ہے؟  
انشاء اللہ نافع علم، مقبول عمل اور طیب رزق کے عنایت کی توقع!  
ہماری روزی مشکوک، غیر معیاری اور غیر طیب ہے۔ ایسی روزی کھا کر کوئی  
کسی کی کیا پیشوائی کرے گا؟

عالم دین کا طبیب ہوتا ہے اور  
دنیا..... دین کی بیماری

اگر طبیب ہی بیمار ہو تو بیماروں کا علاج کیونکر ہو؟  
کیا یہ دین ہے؟ دین کی خلاف ورزی نہیں تو کیا ہے؟  
کیا یہ ذکر ہے؟ ذکر سے روک نہیں تو کیا ہے؟  
بڑے میاں! یہی تو وہ دنیا ہے جسے ساری دنیا دنیا کہتی ہے۔ اور دنیا کیا ہوتی  
ہے؟

وہ ذکر کرتے تھے، ذکر کی تلقین کرتے تھے۔ ہم ہر کسی سے کام لیتے ہیں،  
دین کا نام تک نہیں لیتے اگرچہ دین ہی کی آڑ میں ہر شے کرتے ہیں۔ خلاف ورزی  
نہیں تو کیا ہے؟

جس نے بھی جو کچھ کیا، دین ہی کی آڑ میں کیا۔ اور جو بھی بنا، دین ہی کی آڑ میں

بتا۔

دین کی آڑ میں بننے والوں کو دین نے کبھی قبول نہ کیا، فتنات ہی کا موجب بنا۔

آزما کر دیکھ لو اور کما کر دیکھ لو۔ دین کی آڑ میں جس کسی نے بھی دنیا کمائی، کبھی  
راس نہ آئی۔

دین کی آڑ میں جس نے بھی کمایا، کسی کے بھی کبھی راس نہ آیا، دین نے کبھی  
قبول نہ کیا۔

جب دین آتا ہے، دنیا کو بہالے جاتا ہے۔

دین کا کوئی طالب نہیں (الا ماشاء اللہ)

اگر دین کے طالب ہوتے کیا بتاؤں کہ کیا ہوتا!!

دین عرش و فرش کے خزانے کھول دیتا ..... کبھی ڈانواں ڈول نہ پھرتے،  
دین کو پا کر مطمئن ہو جاتے اور مسرور۔

دین سے لا پرواہ ہو کر دنیا کی طرف مائل رہا۔ جب مر گیا، دین نے بھی اسکی  
کوئی پروا نہ کی۔ پرواہی کی بدولت پروا ہوتی ہے۔

بچنے والو! دین کی طرف آؤ۔ یہ دنیا جس پہ پھولے نہیں سماتے، سب سے  
بڑھ کر بیوفا ہے اور بیوفائی اسکی فطرت۔

جس کام کے لیے تجھے پیدا کیا، کرنے کو کہا، وہ کیوں نہیں کرتے؟

اپنا جائزہ آپ لو، ہم ظاہر میں دین دار ہیں، باطن میں دنیا دار۔ چاہیے یوں تھا کہ  
ظاہر میں دنیا دار ہوتے باطن میں دین دار۔

دنیا کسی بھی داؤ کو کبھی خالی جانے نہیں دیتی اور دین کی آڑ تو ہے ہی سب سے

اعلیٰ۔

جسے کوئی کام نہیں ہوتا، کوئی کام نہیں کرتا، ذکرِ الہی کی اوٹ میں



مکمل دنیاداری کا امیر ہوتا ہے۔

دین کی تلاش میں نکلا تھا، دنیا ہی نے دیوچ لیا۔  
جس نے بھی جو بین بجائی، دین ہی کی اوٹ میں بجائی اور کسی کی بھی سمجھ میں نہ  
آئی۔

بڑے بڑے دنیا پرست دین ہی کو آڑ بنائے ہوتے ہیں، کسی بھی حربہ کو کبھی  
نظر انداز نہیں ہونے دیتے۔ اور یہ جماعت ہر جگہ ہمیشہ موجود رہتی ہے۔  
ایک دنیادار، دین کی دنیا میں ہلچل مچا دیتا ہے۔  
جو دنیا دین کی آڑ میں کمائی جاتی ہے، کسی کام نہیں آتی، یونہی چلی جاتی ہے۔  
دین کی آڑ میں دین کے سوا کچھ اور نہ ہو۔

خانقاہی نظام کی کشتی میں جب سوراخ ہوا، ہوتے ہوتے پانی سے بھری اور  
ڈوب گئی۔ ایسا ڈوبی ..... بس ڈوب ہی گئی۔  
دنیا بھر کے دنیادار دین کی آڑ میں جلوہ افروز ہوئے اور بڑے بڑوں کو مات کر  
گئے۔ نامی گرامی جلسا ساز بھی انگشت بدنداں۔

جس دنیا کو جمع کرنے کے لیے دین سے منہ موڑا، اوڑک اس دنیا نے بھی  
اسے قبول نہ کیا۔ دنیا بھی گئی اور اللہ کی غیرت نے بھی کبھی اسے پسند نہ کیا۔  
یہ دین و دنیا کا وہ دستور ہے جو کبھی نہ بدلا اور کبھی نہیں بدلنا۔  
ذکر، تبلیغ اور خدمت کی آڑ میں بڑے بڑوں نے دھوکا کھایا، کھارہے ہیں اور  
کھائیں گے۔

جعل سازی کا جال ایسے اور ایسے انداز میں بچھاتے ہیں کہ نامی گرامی جعل ساز

بھی انگشت بندال!

کیا بتاؤں میں نے کیا کچھ نہیں دیکھا! میکدوں میں بت پرستوں کے سودے ہوتے دیکھے۔

طریقت پجاری دیکھ دیکھ کر حیران ہونے لگی۔  
دنیا تو ہے ہی مگر مجسم،

دین میں بھی جس نے کمایا مگر ہی کی بدولت کمایا ورنہ دین میں کھانے، پینے، پہننے اور رہنے کے سوا کسی بھی شے کا کوئی جواز نہیں۔  
دین کی کمائی، دنیا کے کبھی راس نہ آئی۔

ساری کی ساری صدی مردار ہی کو ڈھونڈنے میں گزار دی۔ پتہ تک نہ تھا کہ ایک دن واپس لوٹ کر بھی جانا ہے اور کوڑی کوڑی کا حساب دینا ہے۔  
جس مال کو توجیع کرنے کے لیے کوشاں ہے، دن دیکھتا ہے نہ رات، یہ کوئی مال نہیں ..... دھوون ہے۔

تو اس پر اتنی شدت سے کیوں نظریں جمائے ہوئے ہے؟  
یہ مال تو بیوگان و مساکین کے لیے وقف و مخصوص ہے، اسے کھانا تجھے زیب نہیں دیتا۔ قطعاً زیب نہیں دیتا۔ کھانا تو کجا، ہاتھ لگانا بھی نہیں۔ اسے کھا کر تو کوئی کار آمد کام نہیں کر سکتا۔ ایسے کھانے کی ایسی تیسی!  
نہ معلوم دوروٹی کے لیے تیرا پیٹ کیوں نہیں بھرتا! مردار خور گدھ بھی سیر ہو کر اڑ جایا کرتی ہے۔

## نفس سے خطاب

تو کبھی سیر نہ ہوا، تیرا پیٹ کبھی نہ بھر ایساں تک کہ کفن تک نہ چھوڑا۔

ان مقالاتِ حکمت میں یہ بندہ اپنی ہی روح اور نفس سے مخاطب ہے۔

پہلے اپنے گھر کو لٹا پھر کسی اور طرف آ، اسے تسخیر کتے ہیں۔

ہر شے کو سر بازار پھینک ..... دست بردار ہو۔

یہ طریقت کی عزت بھی ہے اور اہم پکار!

نسبت کی ناموس اور منصب کے اکرام کی عزت کی محبت اور غیرت کی

عظمت طریقت کے بنیادی اصول ہیں۔

مغلیہ خاندان کے نامور فرمانروا اورنگ زیب عالمگیر کی خدمت میں ایک

بہر و پیا حاضر ہوا۔ آپ نے اس سے فرمایا مجھ سے کوئی انعام لینا ہے تو مجھے کو دھوکہ

دو۔

شاہانہ آداب بجالانے کے بعد وہ وہاں سے رخصت ہوا اور فقیرانہ لباس پہن

کر دکن میں جا بیٹھا۔ اس نے اپنے کھانے پینے کا نہ معلوم کیا بندوبست کیا البتہ وہ

لوگوں کے پاس کچھ بھی نہ کھاتا پیتا۔ رفتہ رفتہ لوگ اسکے پاس آنا شروع ہوئے اور اس

کے زہد و تقویٰ کی ہند میں دھوم مچ گئی۔

زائرین کی نیاز کو قبول نہ کرتا واپس کر دیتا۔ اس کی اس مصنوعی بے رغبتی نے

اسے معروف زمانہ کر دیا۔ رفتہ رفتہ یہ خبر بادشاہ کے دربار میں پہنچی کہ دکن میں ایک

تارک الدنیا ڈیرے جمائے بیٹھا محو حق ہے۔

اورنگ زیب عالمگیر دین دار بادشاہ تھے ان کے دل میں ملاقات کا شوق

گدگد لایا اور ہمہ تن اشتیاق ان کی خدمت میں سلام کو حاضر ہوئے۔ جب اس بہرہ و پیے کی خدمت میں اورنگ زیب عالمگیر نے نیاز مندانہ سلام پیش کیا، ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا۔ عرض کی جہاں پناہ! یہ وہی بہرہ و پیہ ہے جسے کہ حضور نے دھوکہ دینے کا ارشاد فرمایا تھا، اللہ کا شکر و احسان ہے کہ حضور میں نے اپنے فن کا مظاہرہ کیا۔

تھوڑی دیر سوچنے کے بعد اورنگ زیب عالمگیر نے فرمایا کہ وہ اسے زیادہ سے زیادہ کیا انعام دے سکتا ہے مگر ایک تھیلی، تیرے پاس لاکھوں آدمی عقیدت مندی سے آئے اس سے کہیں زیادہ تو ان سے لے سکتا تھا۔ بہرہ و پیے نے کیا خوب جواب دیا ماشاء اللہ! بہرہ و پیے کا یہ جواب ہم سب کو لے دے گیا اور قیامت تک طریقت الاسلام میں درخشندہ و تابد رہے گا۔

بہرہ و پیے نے کہا:

جن پاک لوگوں کا جامہ پہن کر آپکو دھوکہ دیا تھا ان کو لاج لگ جاتی۔

اس پہ اورنگ زیب عالمگیر نے خوش ہو کر بہرہ و پیے کو بے حد انعام و اکرام بخشا۔

گویا جامہ طریقت کے احترام کی پاسبانی میں ایک بہرہ و پیہ بازی لے گیا۔ یہ نہایت ہی غور کا مقام ہے، غور فرمائیں۔

بالآخر اپنی نسبت کی ناموس کا اکرام کر ..... اور اپنے منصب کا احترام۔ کامیاب! ماشاء اللہ

اگر تم ایسا کرنے کے متحمل نہیں تو دستار پہن اور میدان سے باہر آ۔

صالحیت دین کی شان، فقر کی آبرو اور عظمت کی جڑ ہے۔  
جو بھی چیز تیرے فقر کی عزت و جبروت میں حائل ہو، اگنے نہ پائے، اگتے ہی  
جلادے۔

جس دنیا کے حصول کی خاطر تو مارا مارا پھرتا ہے، اس دنیا کو تو دین نے ملعون و  
مردار قرار دیا ہوا ہے!  
تم سبھی کچھ ہو پر ملعون و مردار سے باز نہیں آتے گویا کچھ بھی نہیں۔  
معروف دین داروں کو کیمیاگری کے خطبے ہی میں مجبوظ پایا۔ نہ پاتے ہیں نہ باز  
آتے ہیں۔

حضرات! ہماری اور تمہاری ساری تگ و دو ملعون اور مردار ہی کی تگ و دو  
ہے، یہ دنیا نہیں تو کیا ہے؟  
کیا یہ اللہ کے دین اسلام کی دعوت و تبلیغ ہے؟  
یہ دین کی مخالفت نہیں تو کیا ہے؟  
یہی تو وہ دنیا ہے جسے ساری دنیا دنیا کہتی ہے۔ اور دنیا کیا ہوتی ہے؟  
نفس کش جب نفس پرست بنا، ہر حد کومات کر گیا۔  
لینے والا ایک، لانے والے انیک  
لاتے جاؤ، دیتے جاؤ۔ دنیا نہیں تو کیا ہے؟  
بتا! یہ دنیا نہیں تو کیا ہے؟ سیاست نہیں تو کیا ہے؟ اس سے دور ہو۔  
جب مانگا، اپنے ہی لیے مانگا۔

اپنے نفس کے لیے مانگنا ..... حرام  
 غربا و مساکین کے لیے ..... جائز  
 جہاد کے لیے ..... فرض

بیمار و لاچار اور نادار مخلوق کے لیے کبھی مانگ کر تو دیکھ، انبار لگا دیتا، دریا بہا

دیتا۔

اللہ رب العالمین کا فضل عظیم اور قاسم الخیرات الحسنہ کی وسعت نہ انسانی فہم  
 و ادراک میں آسکتی ہے اور نہ سماوی مخلوق کے۔ ورنہ الوریٰ ہے ماشاء اللہ!

بیمار و لاچار اور نادار مخلوق کے لیے کوئی جو کچھ بھی کرے، خواہ سوا من سونا  
 روز خیرات کرے، کوئی مضائقہ نہیں، پرواہ تک نہیں، کم ہی کم ہے۔

غریب کی جیب سے زیادہ محفوظ اور نافع کوئی بینک نہیں۔ اگر کوئی اپنی پخت  
 بینک میں جمع کرانے کی بجائے اللہ کے بینک (بیوہ و مسکین) میں جمع کرا دے، کسی بھی  
 طرح بینک کے نفع سے کم نہ ہو۔

اے او جینے والے! جس مال نے ضائع ہی ہونا تھا کیوں جمع کیا؟ یہ پچھتاوا  
 قیامت تک رہے گا۔

جمع کرنا میری فطرت ہے، باز نہیں رہتا۔ ورنہ اللہ نے تو ہر کسی کو کفایت  
 کے درجہ کی روزی دی ہوتی ہے۔

اللہ مومن کو نہایت احتیاط سے کفایت کے درجہ کی روزی عنایت فرماتا ہے  
 تاکہ جمع کرنے کا مرتکب نہ ہو۔

کیڑی سے

ٹی کیڑی! ذرا یہ تو بتاتے تھے کیا ہوا ہے؟ سارا دن ساری رات کیا مصیبت پڑی

ہے جو دانے ڈھو ڈھو کر انبار لگائے جاتی ہو حالانکہ خود سال بھر میں بھی ایک تک نہیں کھاتی؟

کیڑی بولی: یہ بھی بھلا کوئی پوچھنے کی بات ہے؟ ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈال کر تو دیکھ کہ تیرے کھانے کے لیے دوروٹی کافی نہیں؟ پھر بھی سینکڑوں من غلہ جمع کیے جاتے ہو اور اسی کی خاطر در در بھاگے پھرتے ہو۔  
ہر کوئی کسی نہ کسی رنگ میں پیسہ کماتا ہے۔

واللہ باللہ تاللہ ماشاء اللہ

کھانے پینے کے لیے نہیں، جمع کرنے کے لیے کماتا ہے اور اسی جدوجہد میں بچارے کی ساری زندگی ختم ہو جاتی ہے۔

بڑے میاں! جانور بھی کھا چکنے کے بعد سیر ہو کر مرغزار سے نکل جاتا ہے۔  
گدھ مردار خور ہے، وہ بھی سیر ہو کر درخت پہ جا بیٹھتی ہے۔

رزق مقسوم ..... حرص مذموم

قناعت میں سیری ہے،

طلب کثرت میں حرص۔

حرص کسی نہ کسی روپ میں دنیائے دوں کی صدر نشین ملکہ ہے۔ کوئی بھی اس کی صدارت سے مستثنیٰ نہیں۔ جہاں چاہتی ہے بے تکلف چلی جاتی ہے، نہ کسی بادشاہ کی پرواہ کرتی ہے نہ فقیر کی۔

○ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اگر آدمی کے پاس مال سے بھرے ہوئے دو جنگل ہوں تب بھی وہ تیسرے جنگل کو تلاش کرے گا اور

آدمی کے پیٹ کو کوئی چیز نہیں بھرتی مگر (قبر کی) مٹی اور اللہ تعالیٰ (حرصِ مذموم سے) جس بندہ کی توبہ کو چاہے، قبول کر لیتا ہے۔  
(بخاری و مسلم)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا بوڑھے کا دل ہمیشہ دو باتوں میں جوان رہتا ہے یعنی دنیا کی محبت میں اور آرزو کی درازی میں۔ (بخاری و مسلم)

○ حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ابنِ آدم بوڑھا ہوتا ہے لیکن اس کی دو چیزیں جوان ہوتی ہیں۔ ایک تو عمر کی حرص اور دوسرے مال کا لالچ۔  
(ترمذی)

سوسالہ قریب المرگ

حرص جوں کی توں۔

اس نامر او کور گڑ اور غبار بنا کر ہو میں اڑا،

اگر یہ نہیں کر سکتا تو جو چاہے کر۔

میدان سے بھاگ اور جہاں چاہے رو پر بھول کر بھی کسی ایسے دنگل میں

اترنے کا نام تک نہ لے۔

حرص آدمیت و انسانیت و بشریت کے بلند ترین مقام کو پامال کر دیتی ہے۔

آن کی آن میں پامال کر دیتی ہے۔ اسکی دسترس سے کوئی نہیں بچا، بچ سکتا ہی نہیں۔

الا باذن اللہ

بڑے بڑے جوگی اس حرص کو مارتے مارتے مر گئے، یہ نہ مری۔ میرے آقا

روحی فداہ ﷺ کی امت کے غلاموں نے اسے مارا اور ایسے مارا کہ مارنے کی حد کر دی،



بالکل ہی نیست و ناپود کردیا۔ نام و نشان تک باقی نہ رہنے دیا

تخم تک جلا کر راکھ اڑادی ماشاء اللہ!

کیڑا چھ ماہ میں گندم کے ایک دانے کا نصف حصہ کھاتا ہے اسکے باوجود شب و روز قطاریں باندھے دانے جمع کرنے میں مصروف رہتا ہے۔ نہ گرمی دیکھتا ہے نہ سردی جیسے کہ کسی منڈی میں جا کر پچنے ہوتے ہیں۔

حرص خلق کی ایک وہ فطرت ہے جس سے کوئی بھی مخلوق خالی نہیں۔ نہ چیونٹی نہ ہاتھی۔

اللہ کے فقیروں کے سوا کوئی اور اسے میدان میں نہ پچھاڑ سکا۔

دنیاۓ حرص کے سامری طلسم کو، اس نامراد کو، میرے آقا روجی فدائے  
عالمین کے فیضانِ فیض سے فقرا ہی نے توڑا۔

طریقت کے اس معرکہ کو سر کرنے کا اعزاز صرف اور صرف فقر ہی کو حاصل ہوا، کسی اور کو نہیں۔

دنیا جب کسی نہ کسی انداز میں سرکتے سرکتے فقر کے اکھاڑے میں داخل ہونے لگتی ہے، مذہب کے نور کی تاب نہ لاتے ہوئے جل کر راکھ ہو جاتی ہے۔

دنیا، دنیا میں ہر جام موجود رہتی ہے

فقیروں کی لونڈی ہوتی ہے اور امیروں کی مولا۔

امرا حرص کے غلام اور فقرا حرص کے حاکم ہوتے ہیں۔ حرص کو ایک

ناچیز لونڈی سمجھ کر کبھی بھی (دل کے) اندر داخل ہونے نہیں دیتے۔

فقر کے مقام پہ جب ناز و انداز سے اٹھکھیلیاں، کرتی کسی کو بھی کسی خاطر میں

نہ لاتی لادھڑک داخل ہوئی، اگر مگر کرنے کو تھی کہ اس نے پکڑ کر ماتھے پہ کلنک کا ٹیکہ لگایا، مارے شرمندگی کے سر نہ اٹھایا۔ پھر ایسی گردن مروڑی اور ایسی مروڑی کہ جیتے جی اٹھنے کی امید باقی نہ رہی۔

○ ترجمہ :

اور جو شخص حرص نفس سے چالیا گیا تو ایسے ہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔  
(القرآن)

○ ترجمہ :

اور جو اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا اور جی کو خواہشوں سے روکتا رہا اس کا ٹھکانہ بہشت ہے۔  
(القرآن)

فقر کے میدان میں کسی بھی شے کی کوئی حرص باقی نہیں رہتی، مطلق نہیں اور نام کو بھی نہیں مگر

ذکرِ الہی

تبلیغِ الاسلام اور

مخلوق کی خدمت

اور مخلوق میں ہر مخلوق شامل ہے۔

ذکر، تبلیغ اور خدمت پردہ میں نہیں، سرِ بازار ہوتی ہے۔ ہر کسی کو متاثر کر لیتی ہے اور کر کے ہی دم لیتی ہے۔ اس کا دار کبھی خالی نہیں جاتا، جاسکتا ہی نہیں۔ وارد ہو کر ہی رہتا ہے۔

ذکر سے تبلیغ اور تبلیغ سے خدمت خلق۔

احسان کر، احسان کا بدلہ احسان۔

بہترین احسان

بھوکے کو کھلانا،

ننگے کو پہنانا اور

مضطر کی امداد۔

○ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا احسان کرو بیشک اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

(سنن ابی داؤد مع عون المعبود جلد ۲ ص ۳۴۲)

روز رات کو سونے سے پہلے اپنا محاسبہ کر کہ تجھ سے تیرے اللہ کی مخلوق کو کیا فائدہ اور کیا نقصان پہنچا اور کیوں پہنچا؟ انسان کا انسان کو فائدہ پہنچانا انسانیت اور نقصان پہنچانا ظلم و زیادتی ہے۔

فقر کے میمورنڈم کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ ہر وقت ہر کسی کو ہر شے دیتے رہنا اور شام کو خالی ہاتھ لوٹنا۔ یہی میمورنڈم کی جان ہوتا ہے۔  
خلق کی حاجت براری خالق کو پسند ہے۔

کسی کا کسی کی حاجت روائی کے لیے اپنے نفس کو سوال کی ذلت میں ڈالنا مذموم نہیں، مستحسن ہے اور یہی خدمت نفس کی مقبول الخالق عزت ہے۔  
اپنے لیے سوال کرنا ممنوع و مذموم۔

محتاج کی حاجت روائی کے لیے سوال کرنا جائز و ضروری ہے۔

اللہ کے ہندے اپنے نفس کی پرواہ نہیں کیا کرتے۔ وہ جو کچھ بھی کیا کرتے

ہیں آپ ہی کے لیے کیا کرتے ہیں۔

اللہ کے بندے بے خوف ہوتے ہیں، بے باک ہوتے ہیں۔ کسی بھی چیز کو چھپا کر نہیں رکھتے۔ جو کچھ بھی ان کے پاس ہوتا ہے، مال ہو یا خیال، مخلوق ہی کے لیے ہوتا ہے اور مخلوق ہی کی خدمت میں پیش کر دیتے ہیں۔

دنیا ..... لین کا دین

فقر ..... بے لوث

اللہ کے فقیروں کی صدا ..... اپنے لیے نہیں ..... اللہ کی محتاج مخلوق کے لیے ہوتی ہے۔ صدا تو کجا ان کا کوئی بھی فعل ..... اپنے لیے نہیں ہوتا بلکہ دوسروں کے لیے ہوتا ہے حتیٰ کہ جینا مرنا بھی .....

سائل کو حقیر مت جان، سائل کے سوال ہی سے ..... کرم کریم ہے۔

گدا کی صدا ہی سے اہل سخا ہے۔

اہلِ جود کا وجود فقر کے دم سے ہے۔

مانگنے والے ہی نہ ہوں تو دینے والوں کے در پہ کیا رونق؟ سناٹا چھایا رہے۔

اگر تجھے فقر کی پرواہ نہیں تو اسے تیری بالکل ہی نہیں۔ وہ تیرے در سے جا

کر نہیں، تو اسے لوٹا کر پچھتائے گا۔

واما السائل فلا تنهرہ (الضحیٰ: ۱۰)

اور سائل کو مت جھڑک۔

کیا ..... واما السائل فلا تنهر

تیری آنکھیں کھولنے کے لیے کافی نہیں؟

اپنے لیے ہمیں کچھ بھی نہیں چاہیے، ہمیں جو کچھ بھی چاہیے تیری مخلوق ہی کے لیے چاہیے۔

لو ..... صرف دینے کے لیے

لے مگر محتاج کے لیے،

دے مگر محتاج کو۔

امیر سے لے کر غریب کو دینا سلف صالحین کا قدیم دستور ہے۔

اگر لینے والے نہ ہوتے تو دینے والے کس کو دیتے؟ اور اگر دلوانے والے نہ

ہوتے تو دینے والے کیسے لینے والے کو دیتے؟

دینے والا، دلوانے والا اور لینے والا تینوں کا ہونا ضروری ہے۔

ان المصدقین والمصدقات واقرضوا اللہ قرضاً حسناً يضعف

(الحدید ۱۸)

لہم ولہم اجر کریم

بے شک صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور جنہوں نے

اللہ کو قرضِ حسنہ دیا ان کو دو گنا دیا جائے گا اور ان کے لیے عزت کا اجر ہے۔

ف: صدقات و قرضِ حسنہ دینے والے اور دلانے والے یکساں۔

صدقات و خیرات دینے والا فارغ

دلانے والا ..... دلال

تقسیم کرنے والا ..... ذمہ دار

کس کو دے؟ کتنا دے؟

تیری مخلوق کی خاطر کس کس سے لے کر کس کس کو کیا کیا دیا،

لینے والا پھر بھی خوش نہ ہوا۔

تقسیم کرنے والے جس سے بھی جو شے لیتے ہیں تقسیم ہی کے لیے لیتے ہیں، جمع کرنے کے لیے نہیں اور وہ جب تک ہر شے جو انہیں دی جاتی ہے تقسیم نہیں کر لیتے کبھی نہیں بیٹھتے۔

پتھر کے دوپڑوں کو خراس کہتے ہیں۔ خراس کے پاس اپنی کوئی پسائی نہیں ہوتی۔ جو پسائی آتی ہے پیس دیتا ہے..... اگرچہ روڑ ہو یا کنکر۔

اسی طرح فقر کا خانقاہی نظام۔

یہ خراس ہے، جس بھی قسم کی جنس آتی ہے پیس دیتا ہے اگرچہ روڑ ہوں۔ مال و دولت کو آتے مت دیکھ، جاتے دیکھ۔ کہاں کامال، کہاں کہاں پہنچا؟ فقیر کی گدڑی خدائی خدمت کی امین ہوتی ہے اور خدائی کی خدمت خدا کو پسند۔

اللہ اپنی ہر مخلوق کا پیدا کرنے والا اور پالنے والا ہے۔

جو بندہ اللہ کی مخلوق کی خدمت کرتا ہے اور محض اپنے رب کی مخلوق سمجھ کر خدمت کرتا ہے، کوئی اور غرض و غایت نہیں رکھتا، اللہ کو پسند ہوتا ہے۔ بندہ جب اللہ کے لیے اللہ کی مخلوق کی خدمت میں مصروف ہوتا ہے، اللہ خوش ہوتا ہے۔

بعض کو امیر کیا بعض کو فقیر.... اس لیے کہ دیکھیں میرا کون بندہ میری خوشنودی رضا کے لیے میری نادارو بیمار و معذور و مجبور مخلوق کی خدمت کرتا ہے۔ خدمت مقصود ہو تو نادار کی کر۔

مخلوق اللہ کا کتبہ ہے۔ اللہ کے کتبے کی خدمت کر،  
احسان کر،  
اکرام کر

اور یہی بہترین شعار ہے۔

نابینی،

مفلوک الحال،

بیمار و نادار

تیری وہ سفارشیں ہیں جسے اللہ کبھی رد نہیں فرماتے۔

فقرا فقیر کی زینت ہوتے ہیں اور مساکین ہی ان پہ حق رکھتے ہیں۔

ہر کسی کو دو،

خوش دلی سے دو،

خالی مت بھیج۔

مساکین میں چند مستند بھی ہوتے ہیں۔ مفلوک الحال، اندھا، ضعیف اور

بیمار۔

ان کی برکت سے اللہ فقیر کو روزی دیتا ہے۔

مفلوک الحال کی تلاش میں رہ، پالے تو بن مانگے دے۔ یہ تیرا بہترین صدقہ

ہے۔

ہر کوئی مفلوک الحال نہیں ہوتا، نام نہاد مفلوک الحال ہوتے ہیں۔

دنیا میں ہر کسی کو ہر کسی سے کوئی نہ کوئی مطلب ہے، جذامی سے کسی کو بھی

کوئی مطلب نہیں۔

جذامی کی خدمت ..... اعلیٰ۔

جذامی کو اس کی پسند کا کھانا کھلایا کرو۔

صاحبِ سلوک کے لیے چار اہم مصروفیات :

- ۱۔ جذامی حضرات کے لیے انکی پسندیدہ یومیہ دعوت
  - ۲۔ قیدی بھائیوں کے ہمراہ ذکرِ الہی کی مجالس کا اہتمام و دعوت
  - ۳۔ مفلوک الحال بیوگان کو جن کا کوئی بھی کمانے والا نہیں، اللہ رب العالمین ہی کے حوالے ہیں، آٹا تقسیم کرنے کی سعادت حاصل کرنا۔
  - ۴۔ الادعیۃ لمغفرۃ امۃ رسول اللہ ﷺ۔ شب و روز مصروف۔
- یہ مصروفیات دم بھر کے لیے بھی فارغ و غافل ہونے نہیں دیتیں۔

ماشاء اللہ!

فقیر کی روزی تقسیم کے لیے ہوتی ہے جمع کے لیے نہیں اور تقسیم ہی کی بدولت اللہ اسے دیتا ہے۔

رزق کی عنایت تقسیم پہ موقوف ہوتی ہے۔

تو نے فقیر کی آمدن کا جائزہ تو لیا خرچ کا نہیں اور یہ نہیں جانا کہ فقیر ہر شے کو لے دے کر خالی ہاتھ یا مقروض ہو کر لوٹا اور لیٹا کرتا ہے۔ اور یہ فقر الی اللہ کی وہ خصلت ہے جو کبھی نہیں بدلتی۔

فقر ..... قاسم الخیرات الحسنہ ﷺ کا امین۔ محل کا نام تک نہیں جانتا۔

لے کر نہیں، دے کر خوش ہوتا ہے۔



جو دامن اُن کے اور صرف اُن کے ہی درپہ دراز ہوا، بھر پور ہوا۔  
کبھی خالی نہ ہوا۔

درد اور ہر درد کا بن کر مت رہ، ایک در کا بن۔

تم کس کے ہو؟ کسی کا بھی ہوں شام کو میرا آٹا دیکھ لینا، جھولی بھری ہوگی۔  
اس حال میں رہتے ہوئے بھی اگر کسی اور سے مانگنے کی حاجت رہے، بتا کہ  
میں کسی کو کیا بتاؤں؟

اپنے سائل کو کسی غیر کے حوالے مت کیا کرو۔

مہمان نوازی سنتِ خیر الانام ﷺ

انکار مت کیا کرو، محروم مت رہا کرو۔

حق بات تو یہ ہے کہ بندہ مہمان ہوتا ہے اللہ میزبان۔

اگر میزبان نہ ہوتا مہمان کی کوئی قدر نہ ہوتی، کوئی آبرو نہ ہوتی۔

در در رُلتے۔ کوئی پرسانِ حال نہ ہوتا۔

اللہ فقیر کا میزبان ہے، جو بھی مہمان کو کھلائے ..... کھلائے۔

ہماری روزی کی مقدار و معیار عجیب و غریب ہوتا ہے۔

کبھی گھی کے گھڑے،

کبھی مٹھی بھر چنے اور

کبھی وہ بھی نہیں۔

زندہ رہنے کے لیے جو بھی کھانا کھایا جائے جائز ہے اگرچہ کیسا بھی ہو۔

اللہ ..... میزبان

فقیر ..... مہمان

مہمان کو کھلا کر پریشان کرنا میزبانی کے خلاف ہے، ایسا کھانا نہ کھلایا کریں۔  
حضرات! برانہ منانا، ہم کسی کا پیش کیا ہو اکھانا نہیں کھاتے، دعوت نہ دلیمہ۔  
خود پکا کر کھاتے ہیں، اوروں کو کھلاتے ہیں اور اس اصول کو کبھی نہیں بدلتے۔

کئی دفعہ بتایا گیا لنگر حسب معمول پکایا اور کھلایا کرو، دعوت کا انتظار مت کیا کرو۔

مہمانوں کو کھلا کر چاہو اپس خوردہ ”دعوت“ ہوتی ہے۔  
فقر اُکی دعوت وہ قبول ہوتی ہے جو فقر اہی کے لیے پکائی جائے اور فقر اہی کے لیے پیش ہو، چا کھچا نہیں اور فقر ا کا پس خوردہ تبرک کے طور پر تقسیم ہوتا ہے۔  
”کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ آپ میری دعوت کریں؟“  
”ضرور“

”توسنیے! قیدی بھائیوں کی دعوت گویا میری دعوت ہے بھانویں روز کیا کرو“

مجھ سے اپنے قیدی بھائیوں کی رمضان المبارک کی افطاری میں کوتاہی ہوئی، پھر کبھی نہ ہوگی ماشاء اللہ لاقوة الا باللہ۔  
بولے آج میری ماں مری!  
ہر کوئی ہر شے کرنے کا مجاز ہے مگر قیدی۔

دعوتوں میں سے بہترین ..... قیدیوں کی دعوت۔

### خانقاہی نظام

قیدی مجبور ہیں۔ آزادانہ میل جول اور پسند کا کھانا کھانے سے محروم، تیری رحمت کے منتظر۔

ان کو جی بھر کے کھلا۔

قیدی کسی بھی جرم کا مجرم ہو، جرم کی سزا بھگتتا رہتا ہے اسی لیے اللہ نے قرآن کریم میں قیدیوں کی خدمت کا حکم فرمایا۔

○ ترجمہ :

اور باوجودیکہ ان کو خود طعام کی خواہش اور حاجت ہے فقیروں اور یتیموں اور قیدیوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم تم کو خالص اللہ کے لیے کھلاتے ہیں نہ تم سے عوض کے خواستگار ہیں، نہ شکر گزاری کے طلبگار۔ (القرآن)

○ ویطعمون الطعام علی حبه مسکینا و یتیمہا واسیرا  
ترجمہ :

اور وہ لوگ (محض) اللہ کی محبت میں غریب کو، یتیم کو اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں۔ (القرآن)

رمضان المبارک کے بعد بھی قیدی بھائیوں کے لیے ماکولات و مشروبات کا سلسلہ بدستور جاری رہے گا ماشاء اللہ! میرے نزدیک اس سے بہتر اور کوئی دعوت نہیں۔ جی بھر کر کھلاؤ پلاؤ اگرچہ سونے کے بھاؤ بختا ہو۔  
اسیران کی دعوت ..... عمدہ ترین صدقہ۔

فقر اُپنی جان کے سوا کچھ بھی نہیں رکھتے۔

ذکرِ الہی کرتے ہیں،

دین کی دعوت و تبلیغ اور

مخلوق کی بے لوث خدمت کرتے ہیں اور یہی ان کا صدقہ ماشاء اللہ!

اپنے اپنے گھروں کو دیکھو، کیا بچے روزانہ مٹھائی کھاتے ہیں؟ اگر نہیں تو پھر

ہم کیوں کر لوگوں سے لے کر لوگوں میں تقسیم کر سکتے ہیں؟ اپنے اپنے گھروں میں

اپنے اپنے بچوں کو کھلاؤ۔ فقیروں کا لنگر دال روٹی ہوتا ہے مٹھائی اور میوہ جات نہیں۔

دال روٹی کے لنگر میں برکت ہوتی ہے کبھی کم نہیں ہوتی۔

سال میں دو تین میلے ہوتے ہیں اور مٹھائی لوگ میلے ہی میں کھاتے ہیں، چا

کر گھر کو لے جاتے ہیں اور تمہارے ہاں مٹھائی کا میلہ لگا رہتا ہے۔ بند کرو۔

مٹھائی پہ فضول خرچ مت کیا کرو، گڑ کھالیا کرو۔

بہر پ مت دھار۔ فقیر کا لباس فقیر ہی کو زیب دیتا ہے کسی اور کو نہیں۔

تیرے ہر فیصلہ پہ راضی رہنا ..... اطمینان کی حد اور

خود بھوکے رہ کر کسی بھوکے کو کھلانا ..... سخاوت کی حد ماشاء اللہ!

سائل نے ایک روٹی مانگی

”کسی اونٹ کے کجاوے میں ہے“ ساری قطار خش دی!

سخاوت کی حد نہ کہیں تو کیوں نہ کہیں۔

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ سخی قریب ہے

اللہ کی رحمت سے، قریب ہے جنت سے اور قریب ہے لوگوں سے (یعنی اسکو سب پسند

کرتے ہیں) اور دور ہے دوزخ سے۔ اور خلیل دور ہے اللہ کی رحمت سے، دور ہے جنت سے، دور ہے لوگوں سے اور قریب ہے آگ سے اور جاہل سخی اللہ کے نزدیک بہتر ہے خلیل عابد سے۔ (ترمذی)

○ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ سخاوت ایک درخت ہے جنت میں۔ پس جو شخص سخی ہو گا وہ اس درخت کی سنی پکڑ لے گا اور وہ سنی اس کو اس وقت تک نہ چھوڑے گی جب تک اس کو جنت میں داخل نہ کر لے گی۔ اور خلل ایک درخت ہے دوزخ میں پس جو شخص خلیل ہو گا وہ اس درخت کی ایک سنی پکڑ لے گا اور وہ سنی اس کو اس وقت تک نہ چھوڑے گی جب تک اس کو دوزخ میں داخل نہ کر لے گی۔ (بہقی فی شعب الایمان)

جو مال اللہ کے حکم کے تحت خرچ کیا جاتا ہے کبھی کم نہیں ہوتا۔ ہر گز کم نہیں ہوتا۔

تیرے پاس اتنا مال تھا تو نے خرچ کیوں نہ کیا؟

مال سے فارغ ہوتا، آج فارغ البال ہوتا۔

جس نے سدا تیرے پاس نہیں رہنا، تیرا مال ہے؟

○ حضرت مطرفؓ کے والد سے روایت ہے کہ وہ حضور اقدس ﷺ کے پاس پہنچے آپ اس وقت یہ پڑھ رہے تھے الھکم التکائر ..... (دولتمندی اور جاہ پسندی نے تم کو اللہ سے غافل و بے پروا بنا دیا)

آدم کا بیٹا کہتا ہے ”میرا مال میرا مال“ مگر تم نے جو صدقہ دے کر جاری رکھا

یا کھا کر فنا کر دیا یا پن کر پرانا کر دیا اس کے علاوہ بھی تمہارا کوئی مال ہے؟ (ترمذی)

جو بھی چیز اللہ کی راہ میں خرچ کی جاتی ہے اگرچہ ذرہ بھر ہو، اس کا اجر دیا جاتا ہے۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے کوئی مال بھی کم نہیں ہوتا، اللہ غنی الغنی کریم العفو اور خیر النصیر ہے، ذرا سی چیز کو قبول فرما کر مال میں برکت بھر دیتا ہے۔

جو لطف و سرور، راحت و رفعت  
تقسیم میں ہے ..... جمع میں نہیں  
کھلانے میں ہے ..... کھانے میں نہیں  
خلق کو کھلا کر بھوکے رہنا ہماری وہ مایہ ناز طریقت ہے جس پہ ہم پھولے  
نہیں سماتے۔

کل کے لیے کوئی بھی شے جمع کر کے نہیں رکھتے اور ہمیشہ شکم سیر رہتے ہیں۔  
رکھنے سے دینا افضل ہے۔  
جس مال نے اوڑک ختم ہی ہو جانا ہے، ابھی ختم کر کے سر خرد ہو۔ اپنے مال  
کو داغ دار مت کر، داغ دار چیز میں پہلی کی سی برکات نہیں ہوتیں۔

○ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا!  
صدقہ مال کو کم نہیں کرتا (بلکہ اس میں برکت ہوتی ہے) اور (قدرتِ انتقام  
کے باوجود) کسی کا قصور معاف کر دینے سے اللہ تعالیٰ اس بندے کی (جس نے دوسرے  
کو معاف کیا) عزت بڑھاتا ہے اور کوئی شخص ایسا نہیں جو اللہ کی رضا مندی کے لیے  
تواضع اختیار کرے مگر یہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کا مرتبہ بلند کر دیتا ہے۔ (مسلم)

وانفقوا مما رزقکم من قبل ان یاتی احدکم الموت

فیقول رب لو لا اخرتني الى اجل قريب فاصدق

واکن من الصالحين ۰ (سناقون ۱۰)

اور جو ہم نے تم کو دیا اس میں سے اس سے پہلے ہی خرچ کر لو کہ تم میں سے کسی کے پاس موت آ موجود ہو پھر وہ کہے کہ اے میرے پروردگار مجھے اور تھوڑی مدت تک مہلت کیوں نہ دی کہ میں خیرات کرتا اور نیک نیتوں میں ہوتا۔

خدائی احکام سادہ اور عام فہم ہوتے ہیں۔ تشریحات و تمثیلات سمجھانے کے لیے کی جاتی ہیں ورنہ عمل کرنے کے لیے ”یہ کرو“ اور ”یہ مت کرو“ کافی ہوتا ہے۔

جو کرتا نہیں، کر سکتا نہیں، تاویلات کیا کرتا ہے۔

نہ عالم بن نہ فاضل، علم پہ عمل کر۔

ہر شے کا دار و مدار عمل ہی پہ موقوف ہے۔

وہ بات کہو جو خود کرتے ہو۔

دنیاے دُوں میں شاذ و نادر ہوگا

جو کتا ہو ..... کرتا بھی ہو۔

تعلیم الاسلام سادہ، عام فہم، چند صفحات پہ مشتمل۔

علم پہ عمل کر،

جو کرتا نہیں، تاویلات کرتا ہے۔

انسانیت کی برتری علم ہی کی بدولت ہے۔ انسان اور جانور میں علم ہی کا فرق

ہوتا ہے۔ علم و حکمت اور عشق و رقت کے چشمے علم ہی کی بدولت پھوٹے۔ جہاں علم

جلوہ افروز نہیں ہوتا، روٹی پانی کے سوا کسی کے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا۔

علم اور عمل ایک مقام پہ متحد ہوتے نہیں دیکھے۔  
علم کا مقام اور ہے  
عمل کا اور۔

علم کے بغیر عمل مشکل اور عمل کے بغیر علم تشنہ۔  
جو تم کہتے ہو، پڑھتے ہو یا سنتے ہو ... علم ہے،  
جو کرتے ہو وہ عمل۔

دنیا میں ہو گا ضرور لیکن دیکھا نہیں کہ جو کوئی کہتا ہے اس پہ عمل بھی کرتا

ہو۔

کسی علم پہ عمل کرنا باقیات الصالحات کے تذکرہ میں ایک نمایاں مقام رکھتا ہے۔  
یہ سب باتیں سب جانتے ہیں  
سو سال بھی کرتے رہو، کرتے رہو۔

کوئی نئی بات ہو تو بتاؤ  
البتہ کسی ایک بات کو عمل میں لاؤ۔  
باتوں کے تو تُو نے پُل باندھ دیے  
کوئی عمل پیش کر،

یہی وقت کی ایک اور اہم پکار ہے۔

عمل دین کی وہ خاموش تبلیغ ہے جس کا دار کبھی خالی نہیں جاتا۔  
اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ فرمان تبلیغ کی ابتدا ہے اور یہی انتہا ہے :

يا ايها الذين امنوا لم تقولون مالا تفعلون ۝ كبر مقتا



عند الله ان تقولوا مالا تفعلون ۵ (الصف ۳۰۲)

(اے ایمان والو! ایسی بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں؟ اللہ کے نزدیک یہ

بات بہت ناراضی کی ہے کہ تم ایسی بات کہو جو کرو نہیں)

ایک نکتہ یہ بات مکادی، کوئی گنجائش باقی نہ رہی۔

یہ سن کر ہم نے تو گھٹنے ٹیک دیے!

تیرا حال قال کے مطابق نہیں، قال بچارہ کیا کرے!

کتاب میں تو ہر شے لکھی ہوئی ہے، کتاب کے کسی علم پہ عمل کا نمونہ پیش

کر۔

علم تشنہ ہے، علم کی تشنگی کو عمل ہی سیراب کیا کرتا ہے۔

ساری دنیائے اسلام میں ایک چیز کہیں بھی نہیں رہی یہاں تک کہ وہاں بھی

نہیں اور ان میں بھی نہیں اور وہ ہے..... علم پہ عمل اور عمل پہ استقامت۔

زندگی کی کامیابی کا دار و مدار استقامت پہ ہے۔ جب تک ہم میں استقامت

رہی، ہر شے رہی۔ جب سے ہم میں سے استقامت رخصت ہوئی ہر شے رخصت

ہوئی..... عزت بھی، دولت بھی، دنیا بھی، دین بھی۔

دعا کر اللہ تیری کھوئی ہوئی چیز تجھے پھر سے عطا فرمائے آمین۔ اس حال میں

جینا بھی کوئی جینا ہے؟

یہ کوئی زندگی نہیں، وہ زندگی تھی، اسے حاصل کر۔

پھر سے حاصل کر،

جیسے بھی ہو سکے.... کر۔

ہمارے اعمال تو جیسے بھی ہیں، ہیں ہی۔ اپنے حبیبِ اقدس و اکمل و اکرم و  
اجمل و اطیب و اطہر رومی فدائے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت و رسالت کی  
ناموس کا اکرام فرما ہم سے درگزر فرما اور ہمیں ہمارا کھویا ہوا مقام بخش۔ یا حی یا قیوم آمین  
اللہ اللہ وہ تھے تیری زندگی کے دن جو آج تک اسی آب و تاب سے  
تذکرہ یزدال کا درخشندہ باب بنے ہوئے ہیں کسی بھی قوم کو ابھی تک نہیں بھولے۔

وہ گزرا ہوا دور،

وہ چھنی ہوئی عظمتیں،

وہ کھوئی ہوئی رفعتیں،

وہ لٹی ہوئی سطوتیں پھر سے لا۔

یا حی یا قیوم لا الہ الا انت یا ارحم الراحمین امین امین امین  
میرے دشتِ شوق کے انتظار کی ناقہ! جلد آ۔ چہ چہ تیری آمد کا منتظر ہے  
اللہ اللہ! تیری راہ تکتے تکتے آنکھیں آگئیں۔

تیرے رندانہ انداز کے شیدائی و تماشاخی آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر تیری راہ تک  
رہے ہیں۔ آ بھی جا! سب شدت سے اور مدت سے بیتاب و منتظر ہیں۔

اللہ سچا، ..... فقر الی اللہ بھی سچا

دنیا جھوٹی ..... دنیا کی ہر شے جھوٹی

کسی خصلت کا نمونہ پیش کر اور نمونہ میں خصلت کا نور کار فرما ہوتا ہے، کبھی  
بے نور نہیں ہوتا۔

خصلت کے نمونے کا کوئی منکر نہیں ہوتا۔ جب تک کسی خصلت کا نمونہ

پایہ تکمیل تک نہیں پہنچتا، جدوجہد جاری رہتی ہے۔

اسلام کی نموجہاں بھی ہوئی .... نمونے سے ہوئی،

جب بھی ہوگی ..... نمونے سے ہوگی۔

جب تک کسی خصلت کی تمام ضروریات و لوازمات تام نہیں ہوتیں تا تمام

رہتی ہے اور خصلت ہی کی بدولت آدمیت کو ہر مخلوق پہ شرف حاصل ہے۔

زندگی کی اصلاح و فلاح کا سہرا قرونِ اولیٰ کی منزل کے سر ہے۔ جب تک تم

قرونِ اولیٰ کے حال کو نہیں اپناتے تمہارا حال نہیں بدل سکتا۔

زندگی کا کمال حضور اقدس و اکرم جانم فدا رومی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہے،

مقامات نہیں۔

کمالات کی نفی میں اثبات کا ظہور ہے کسی اور طرح بالکل نہیں اور یہ بھی اس

مضمون پہ ختم الکلام ہے۔

میرے آثار رومی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع مقصود ہے، نہ کرامات مقصود ہیں، نہ

درجات۔

جماعت وہ ہے جو جدوجہد میں منہمک ہو اور کرامات سے بے نیاز۔

کچھ مت بن۔ مٹی کا پتلا ہے مٹی بن۔

ہر قسم کے پھول و پھل مٹی ہی سے پیدا ہو کر اگتے اور پروان چڑھتے ہیں۔

فقر میں کرامت اور قوت کا مظاہرہ نہیں ہوتا۔ مٹی ہوتا ہے اور مٹی بن کر

گلشنی کیا کرتا ہے۔

کرامات کے پیچھے مت پڑ!

جب تک تو کرامات کے پھندوں سے آزاد ہو کر مٹی میں مٹی نہیں ہوتا،  
دین کی حقیقت سے واقف نہیں ہوتا۔

اے ہم نشیں! براندہ مان ”کرامات“ کے خول سے نکل۔  
خود ساختہ القابات و خطابات سے باہر آ۔

اپنے آباء کے نظام سلوک اور معیار سلوک کو مصدقہ شہود پہ لا۔

ان پہ خرد نازاں تجھ پہ انگشت بدنداں بلکہ سر بگرہاں ماتم کناں سراپا نغاں  
.... ان کی ایک بھی ادا تجھ میں نہیں.... کھانا نہ پینا، پہننا نہ رہنا، اٹھنا نہ بیٹھنا.... وہ  
کھاتے مگر ایسا نہیں اور اتنا نہیں.... سوتے مگر کم.... بولتے مگر احتیاط سے.... کھاتے  
مگر ضروریات کے لیے.... پہنتے مگر سادہ.... چلتے مگر عاجزی سے.... بیٹھتے مگر وقار  
کے ساتھ.... کوئی غیر معمولی حرکات نہ کرتے.... انکی حرکات عام انسانوں کی سی،  
سوچ نافع الخلاق.... ان کے کام اللہ کے کام ہوتے اور تیرے سب اپنے لیے....

خانقاہی نظام کی روئیداد کا عالم بڑے بڑوں کو متحیر کر دیتا۔ اند داخل ہوتے ہی  
بالمشافہ کلام کرتے، کوئی پردہ نہ رکھتے۔ کسی کو کلام کی نہ جرأت ہوتی نہ گنجائش.... کسی  
میر و سلطان سے کوئی واسطہ مطلق نہ رکھتے۔ امارت کو کسی خاطر میں نہ لاتے....  
توکلت علی اللہ ایک ہی حال میں زندگی گزار کر چل دیتے۔

دنیا ہوتی مگر اندر نہیں.... باہر.... دست بستہ باریابی کی منتظر۔ کبھی اندر  
داخل نہ ہونے دیتے.... ہوتی تو مالکہ بن کر نہیں، لوٹڈی بن کر.... اور اے ہم نشیں!  
یہ شاعری و افسانہ نگاری نہیں، حقیقت ہے۔ اسے ”واہ واہ“ میں نہ اڑا۔ غور سے سن یہ  
وقت کی پکار ہے.... اٹھ اللہ کا برکت والا نام لے کر القابات و خطابات کے سحر کو توڑ۔

”کرامات“ کا بوجھ سر سے اتار..... ”مقامات“ کے خمار سے نکل.... ”مخدومیت“ کی  
خوابگاہ سے باہر آ

اور ”الفقر فخری“ کا عمامہ زیب سر کر۔

یہ دُھونی مجھ گئی ہے اسے پھر سے رما۔

یہ وادی جس سے مدت ہوئی تو نکل چکا، ادھر کا رستہ ہی بھول چکا، شدت سے

تیری واپسی کی منتظر ہے۔

یہ حال بھی کوئی حال ہے؟ اس حال میں کیا ہماری شیخیت اور کیا ہمارے

مدارج؟

دیکھنے کی چیز نہ بندے نہ مکان....

کارگزاری۔

کرامات نہیں، کارگزاری دیکھ۔

کارگزاری کے ہمراہ ہی کرامات ہوتی ہیں۔

ذکر الہی سے بہتر اور کوئی کمال نہیں۔

ذکر الہی کی بدولت روح کی پرواز و راء الوراء!

اللہ کے ذکر کے لیے کمالات و کرامات سے فارغ ہو۔

ذکر ہی کی بدولت ذکر بلند ہوتا ہے!

ذکر ہر بوجھ کو اتار دیتا ہے۔

ذکر ہی کی بدولت قلب مزکی اور دل روشن ہوتا ہے اور گناہ بخش دیے

جاتے ہیں۔

دل محصیت سے مکدر اور ذکر و طاعت سے منور ہوتا ہے۔

ذکر و طاعت تیری منزل کے دو نشان ہیں، یہ نشان گرنے نہ پائیں۔

ذکر اور طاعت کی منزل مستغنی عن المدارج ہوتی ہے۔

تبلیغ و خدمت کے سوا کسی بھی کمال کو کبھی خاطر میں نہیں لاتی۔

ہماری منزل میں ذکر و طاعت نہیں، مطلب و مراد ہے۔

اگر صرف ذکر و طاعت ہوتی، ضرور با مراد ہوتی۔

مقامات کے گرد مت گھوم

مقامات تیرے گرد گھومیں

کسی مقام کی طلب مت کر! پرواہ مت کر!

نیستی کا مقام ہر مقام پہ حاوی اور ہر مقام اس کی زد میں ہوتا ہے۔

تیرا مقام خاک اور

تیرا کام خدمت ہو۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی مقام نہیں اور

اس سے افضل اور کوئی کام نہیں۔

فلاح کا انحصار شاہی و گدائی پہ نہیں،

خالق کی عبادت اور

مخلوق کی خدمت پہ موقوف۔

اہل خدمت تمام علاقے سے منقطع ہوتے ہیں۔ اپنے فرائضِ منصبی میں کبھی

کو تاہی نہیں کرتے نہ ہی کسی اور طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

اہل خدمت اپنی خدمت کے صلہ سے بے نیاز ہوتے ہیں۔

اہل خدمت کا نصب العین .... عام مخلوق کی عام خدمت۔

خلافت .... خَلق کی خدمت۔

بے لوث خدمت .... سُود و زیاں سے بے نیاز۔

مقام کوئی ہونہ ہو

ترک الی اللہ اور

خَلق کی خدمت میں تیرا پہلا نمبر ہو۔

تیرے گھوڑے سے آگے کوئی گھوڑا نہ ہو۔

خَلق کی خدمت اہم کام ہے،

اہلِ خدمت کو خالق کی طرف سے عنایت ہوتا ہے۔

ہر کوئی کیونکر کر سکتا ہے؟

عبادت اللہ کی کی جاتی ہے،

خدمت اللہ کی مخلوق کی -

عبادتِ رائیگاں جاسکتی ہے مگر خدمتِ کبھی رائیگاں نہیں جاتی۔

عبادت کے معیار پہ کوئی پورا نہیں اترتا اور خدمت اگرچہ کتنی حقیر ہو،

مقبول ہوتی ہے۔

خالق کی عبادت میں خضوع نہ ہونے سے کمی رہ جاتی ہے لیکن مخلوق کی

خدمت جس سے بیماروں، مفلسوں، اسیرانِ بے نوا اور مفلوک الحال بیوگان کو فائدہ

پہنچے، کبھی رد نہیں ہوتی۔

اہلِ خدمت وہ ہے جو کسی بھی خدمت کو ہاتھ سے جانے نہ دے۔

خدمت کی کوئی اجرت نہیں ہوتی، بلا معاوضہ پیش کر دی جاتی ہے۔

خدمت .... منتخب غلام پہ موقوف۔

شب بیداری دل بیداری کا ایک باب ہے۔

شب بیداری کی خدمت بلوغ الی المرآم،

کبھی رائیگاں نہیں جاتی۔

خدمت کا پہلہ بھاری۔

شمسؔ نے صابر صاحبؔ کی خدمت کی

کیا خالی رہا؟

اپنے ہی رنگ میں رنگ دیا!

خدمت کا اجر کبھی رد نہیں ہوتا۔

خدمت وسیع المعنی منزل ہے۔ نہ اس کی کوئی حد ہے اور نہ اس تک رسائی کہ

جہاں تک کوئی پہنچے۔ شب و روز ساری و طاری رہتی ہے۔

کائنات کی ہر شے پہ یکساں لاگو! شاہ کو بھی، گدا کو بھی۔

عروج و زوال مخلوق ہی کی خدمت کی بدولت مرتب ہوتے ہیں اور اہل

خدمت کبھی کسی خدمت سے گریز نہیں کرتے۔

زندگی کے یہ تین کام ذکرِ الہی

اللہ کے دین اسلام کی دعوت و تبلیغ

اللہ کی بیمار مخلوق کی بے لوث خدمت

ہر کوئی جہاں بھی کوئی ہو، پوری آب و تاب سے شب و روز جاری رہ سکتے ہیں

اگرچہ کسی درخت تلے ہو۔



یہ تینوں کام اللہ کے کام ہیں اور اللہ کے سوا کسی کے بھی اور کسی بھی معاملہ میں کبھی محتاج نہیں ہوتے۔ جو مزہ درخت کے نیچے آتا ہے کسی اور جگہ نہیں۔ ایک نے کہا اسے کسی بھی عبادت کے بعد اتنی خوشی کبھی حاصل نہیں ہوئی جتنی کہ کسی غریب مخلوق کی خدمت کے بعد ہوتی ہے۔

اللہ کی رحمت کو جوش میں لانے کے لیے اللہ کی بیمار و لاچار و نادار مخلوق کی خدمت انب معمول ہے جس کا دار کبھی خالی نہیں جاتا۔ انب معمول فقیرانہ ہوتا ہے اور دلبرانہ۔ کبھی باطل نہیں ہوتا۔

انشاء اللہ تعالیٰ العزیز و ما توفیقی الا باللہ۔

ہمارا منشور سہ حرنی

خدت

ہے۔ ہم نے اسے مضبوطی سے پکڑ لیا اور پکڑا ہوا ہے۔

خ سے مراد خدمتِ خلق

ذ سے مراد ذکرِ الہی

ت سے مراد تبلیغِ الاسلام۔

ہر شے انتہا پہ پہنچ کر ختم ہو جاتی ہے۔

ذکر اور

خدمت

لانفتنی ہیں۔ ہر حال میں شبِ دروز زندہ اور قائم رہتے ہیں۔

مرجعِ خلافت کے مقام پہ فقیر اہل خدمت ہوتا ہے۔ کسی بھی حال میں کبھی

گریز نہیں کرتا اور کسی کی کسی خدمت میں دیر نہیں لگتی، ایک دم کی بات ہوتی ہے۔  
 خدمتِ خلق ایک وسیع المعانی فیض ہے جو کبھی بند نہیں ہوتا، سدا جاری رہتا  
 ہے۔

بندے کی سب سے بڑی خدمت بندے کو دین کی طرف بلانا اور اللہ کی راہ پہ  
 چلانا ہے۔

برائی سے باز رہنا اور

برائی سے باز رہنے کی تلقین کرنا

اصل تبلیغ۔

ذکر کرتے ہیں، ذکر کے لیے آ۔ اہلاً و سہلاً۔

ملعون و مردار سے اجتناب کرتے ہیں اور اسی کی تبلیغ کرتے ہیں۔

حضرات! میں ہر شے کو خیر باد کہہ کر اللہ کے لیے اللہ ہی کی راہ میں نکلا ہوا

ہوں، کسی اور قسم کا کوئی کام مطلق نہیں کر سکتا۔

قرآنِ کریم اور سنتِ مطہرہ ہی ہماری تبلیغ ہے۔

مقالاتِ حکمت ہماری طریقت کی روح، نصاب میں شامل اور نافذ العمل

ہیں۔

اس سے باہر نہ ہم جانتے ہیں نہ ہی کسی اور کے کہنے پہ کچھ کرتے ہیں۔ البتہ ہر

کسی کو مانتے ہیں۔

اگر کسی کے بھی نزدیک کوئی بات غلط ہو، قرآنِ کریم اور سنتِ مطہرہ کے

منافی ہو، تردید فرما کر احسان فرمائیں۔ و ما علینا الا البلاغ۔

ذکر الہی اور

سنتِ مطہرہ کے عین مطابق عملی نمونے کا اصطلاحی نام ..... اللہ کے دین  
اسلام کی دعوت و تبلیغ .... امت کے ہر فرد پر ہر وقت لاگو۔  
تبلیغِ فطرت ہے۔

پیر کو بھی لاگو ہے فقیر کو بھی  
بادشاہ کو بھی اور وزیر کو بھی

اس فانی، ناپائیدار اور چند روز کی مہمان دنیا کی بہترین تجارت دینِ اسلام کی  
دعوت و تبلیغ۔

ہماری تدبیر دین کے فروغ کے لیے ہو ..... پھر ہمارا جینا فطرت کے عین  
مطابق اور مقبول الاسلام۔

ہمارا طرزِ حیات میرے آقا و جی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مطہرہ کے مطابق ہو۔  
یہی راہ شاہراہ ..... اس کے علاوہ ہر راہ کراہ۔

یہ بین الاقوامی تبلیغی مرکز ہے۔ ماشاء اللہ!

ساری خدائی کو حاضری کی دعوت دیتا ہے

اللہ کے دینِ اسلام کی دعوت و تبلیغ کے لیے

صرف اور صرف دعوت و تبلیغ کے لیے

کوئی اور غرض و غایت نہیں، مطلق نہیں۔

مبلیغین پوری طرح تبلیغی جدوجہد میں مصروف ہیں۔ کلیتاً مصروف۔ ہر کام

سے فارغ البال۔ کوئی اور کام نہیں کر سکتے۔ بالکل نہیں۔ ماشاء اللہ!

میرے آقا رومی فدائے علیہ السلام کی محبت سے سرشار ہو کر جو بھی جماعت اللہ کے دینِ اسلام کی دعوت و تبلیغ کے لیے اللہ کے لیے.... صرف اللہ ہی کے لیے اللہ کی راہ میں نکلتی ہے، دعوت کی تمام ادائیں سمٹ کر اس پہ چھاجاتی ہیں اور ہم سب.... اللہ کے لیے اللہ کی راہ میں نکلے ہیں، کسی اور کام کو کسی خاطر میں نہیں لاتے۔

جس تبلیغ میں میرے آقا رومی فدائے علیہ السلام کی محبت جلوہ گر نہیں ہوتی.... شجر ہے مگر اچھل۔

میرے آقا رومی فدائے علیہ السلام سے محبت ہی دین کی تبلیغ ہے۔  
بڑے میاں! نیکی و بدی کا پرچار تو ہر دور میں جاری رہتا ہے، آدم کی تخلیق کا راز محبت ہے۔ محبت کی تلاش کر۔

میرے پاس لینے اور دینے والی چیز محبت ہے،  
لے لو!

عبادات کا صحیح نمونہ اہلِ محبت ہی نے دیا۔

○ حضرت مسلمہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمیر بن ہانیؓ روزانہ صبح بلاناغہ ہزار سجدہ نماز پڑھتے اور لاکھ بار تسبیح کرتے تھے۔ (ترمذی شریف جلد دوم)

میرے ایک دوست نے مجھ کو بتایا کہ وہ انگریزی راج میں ایک کور کمانڈر کے اہلہ تھے۔ انتہائی مصروفیت اور بے پناہ ذمہ داری کے باوجود وہ بلاناغہ ہر روز نیمروز سے پہلے گیارہ ہزار مرتبہ اسمائے الحسنیٰ اور نیمروز کے بعد بارہ ہزار مرتبہ اسماء النبی الکریم علیہ السلام باقاعدگی سے پڑھا کرتے۔

ہم اور ہمارے ذہن بالکل ہی فارغ ہیں۔ ہم ایسا کیوں نہیں کرتے؟ و ما  
علینا الا البلاغ۔

محبت ہر راہ کی رہنما

ہر راہ رو کی منزل ماشاء اللہ

مبارکاً مکرمًا مشرفًا

محبت نے محبت کی راہ بتائی.... یہ شاہراہ ہے۔

محبت ہی نے اس راہ سے روکا۔ یہ شاہراہ عام نہیں، مخصوص ہے۔

اس راہ پہ چل کر شاہراہ گم نہ ہو۔ و ما علینا الا البلاغ۔

محبت مہک ہے

محبت کا پیغام خاموش ہوتا ہے۔ دنیا بھر کو مہکا دیتا ہے۔ یار و اغیار برابر۔

مہک کا کوئی منکر نہیں۔ چنبیلی کی ایک کلی سارے گلستان کو مہکا دیتی ہے۔

کل کائنات کی محبت چار حصوں میں منقسم ہے یا محبت کے چار اجزاء ہیں۔

جب تک یہ چاروں کسی دل میں جمع نہیں ہوتے، محبت پایہ تکمیل کو نہیں پہنچتی۔

○ اللہ تبارک و تعالیٰ سے

○ حضور اقدس ﷺ سے

○ دین اسلام سے

○ مخلوق سے

و ما علینا الا البلاغ۔

میرے آقا و روحی فداہ ﷺ دنیائے محبت کی جان ہیں۔ محبت نے فرمایا

اللہ احد ہے اللہ کا کوئی شریک نہیں۔ کسی بھی شریک کو اپنے پاس رہنے نہیں دیتا۔ احد کو احد مان کر ہی احد کی بندگی کہلاتی ہے۔

بندگی کا یہ مطلب ہے کہ بندہ اپنے رب کے ذکر میں محو ہو اور رب ہی کے حکم کے ماتحت نقل و حرکت پہ گامزن اور ضرورت سے زائد کوئی بھی شے نہ رکھتا ہو۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کا راز حضور اقدس ﷺ کی محبت میں مضمر ہے اور حضور اقدس ﷺ کی محبت کا راز ذکرِ الہی میں ہے۔ ذکر کی حقیقت تبلیغ ہے اور تبلیغ کی حقیقت مخلوق کی خدمت میں ہے۔

قیامت میں انسان اپنے محبوب کے ساتھ ہو گا اور ہم بھی ماشاء اللہ انہی کے ساتھ ہوں گے۔

روح و جان و مال و قربان کر دینا پھر بھی یہ کہنا ”محبت کا حق ادا نہیں ہوا“ جانِ جاناں کی محبت ہی کی ایک تشریح ہے۔

جب تک تیری جماعت اور ہر کسی کی جماعت میرے آقا و جی فداہ ﷺ کی محبت سے سرشار ہو کر جلوہ نمائی نہیں کرتی، بت ہے روح نہیں اور روح ہی سے بت زندہ اور متحرک ہوتا ہے۔

تیری تبلیغ میں دریا ہے روانی نہیں

موج ہے طغیانی نہیں

پھول ہے مہک نہیں

صدف ہے گوہر نہیں

جوانی ہے جوہر نہیں

بت ہے روح نہیں

تیری تبلیغ میں بت تو ہے روح نہیں اور روح کے بغیر بت زندہ نہیں ....  
مردہ گردانا جاتا ہے۔

بت کی ہر شے فانی۔ جب تک بت میں روح داخل نہیں ہوتی مردہ ہے۔  
روح ہی کی بدولت یہ کائنات رواں دواں ہے۔

تیری تبلیغ میں سبھی کچھ ہے میرے آقا روحی فدائے ﷺ کی محبت نہیں۔  
زبان پر تو ہے دل میں نہیں اور تبلیغ کا دار و مدار محبت پہ موقوف۔

یہ رب العالمین کا خیال ہے

ذکر و طاعت میں ہمہ تن و من محمود منہمک رہ۔

یہ رحمتہ للعالمین ﷺ کی محبت کا خیال ہے

محبت کے آداب اپنا، کسی اور کو شریک مت بنا۔

محبت مانگ کر گویا ہر شے مانگ لی،

باقی سب فانی اور لایعنی و ماعلینا الا البلاغ۔

فقر کے جملہ مدارج میرے آقا روحی فدائے ﷺ کی محبت ہی پہ موقوف

ہوتے ہیں اور

محبت .... الہی عنایت کے تابع۔

اور آپ ﷺ کی ہی محبت کی بدولت یہ کائنات معرض وجود میں آئی۔

جو مجھ سے محبت کرنا چاہتا ہے میرے حبیب ﷺ سے کرے۔

جس نے تیرا ذکر کیا گویا میرا ذکر کیا۔

مرنے کے بعد کسی کے ساتھ کیا کچھ ہوگا اللہ ہی بہتر جانتا ہے  
البتہ تیرے ذکر کے سوا اے میرے رب العالمین، تیری قسم، ہمیں کسی بھی  
شے سے مطلق دلچسپی نہیں۔

نہ کسی حور کی آرزو رکھتے ہیں نہ غلمان کی، نہ مشروبات کی نہ تفریحات کی۔  
تیرے حبیب اور اپنے آقا رومی فدراہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال ہی کی لگن میں لگن ہیں۔ یہی  
ہماری دنیا و آخرت کا سرمایہ ہے ماشاء اللہ!

اللہ رب العالمین کے ذکر اور  
رحمتہ للعالمین کی محبت کے سوا

ہر خیال و گمان کو

جلا جلا کر رکھ بنا، غبار بنا کر، کوچہٴ جاناں کی جانب اڑانا.... اکسیر  
اور یہی فقیر کے مچ کی تفسیر۔

مچ! جل گیا کوڑا.... رہ گیا مچ۔

ایک صاحب نے سوال کیا: یہ تم کیا کر رہے ہو؟

نال مٹول سے کام لیا، مطمئن نہ ہوئے۔ اوڑک تھک کر جواب دینا پڑا۔  
یہ کام تم نہیں جانتے۔ جنگل میں فقرا فقرِ حیدریؒ کے مقلد ہوتے ہیں،  
کسی اور کی تقلید ان پر لاگو نہیں۔ قدیم ترین رسم کا ایک جزو ”مچ“ ہے اور ہم مچ ہی سُلگا  
رہے ہیں۔

یہ دنیا کوڑے ہی کا ڈھیر ہے اور ہم ماشاء اللہ، ہر شے مچ میں جلا کر رکھ بنا



دیتے ہیں اور یہی راکھ ہمارے حسن کا نکھار۔

طریقت میں ملنگ اس راکھ کو ”خاکِ شفا“ کہتے ہیں۔

”اگر مگر“ کو چولے میں ساڑ

مچ کسی بھی چیز کو چا کر نہیں رکھتا، جلا کر راکھ کر دیتا ہے۔

مچ کی جلی ہوئی راکھ کا ہر ذرہ اکسیر۔

جو شے اللہ کے نام پہ جلی

میرے آقا روحی فدائے ﷺ کی محبت میں جلی .... اکسیر۔

ہم و حزن کے دفاتر ملیا میٹ کر کے، مچ میں جلا کر ہوا میں اڑا۔ یہی تیری

شان اور یہی میرا ایمان ہے۔

ذکرِ الہی کے نور سے جسم و جان میں قوت پیدا ہوتی ہے اور سکون و اطمینان۔

ذکر جب قائم ہو جاتا ہے خوف و حزن کے سب جامِ انڈیل کر سکون سے

لبریز کر دیے جاتے ہیں۔

اللہ ..... معطی اور

میرے آقا روحی فدائے ﷺ ..... ساقی

سیدنا کریمؐ ..... صلی اللہ علیہ وسلم

زندگی کو پیدا کرنے والے نے ایک نقشِ گلے میں لٹکائے رکھنے کا حکم دیا اور

تاکید کی اسے کبھی مت اتارنا ہر بلا و دبا سے محفوظ رہو گے۔ اور یہ نقش صرف دو ہی

سطریں ہیں :

شفا اور اطمینان

صرف اللہ ہی کے ذکر میں ہے۔

ذکر کیا کرو

اور ہر زندگی اس کا استقبال کرتی ہے۔

نہ جین کر مطمئن ہو انہ جرنیل

جو بھی مطمئن ہوا، ذکرِ الہی ہی کی بدولت ہوا

ذکرِ الہی زندہ باد!

اس طریقت میں ”اگر مگر“ کی گنجائش نہیں ہوتی، انحراف مت کر۔

من وعن تسلیم کر۔ وما علینا الا البلاغ۔

کتاب العمل بالسنة المعروف ترتیب شریف

مکشوفات منازل احسان اور

مقالاتِ حکمت

ہماری طریقت کا مستند نصاب ہے

اس سے باہر ہم نے کچھ نہیں کرنا۔

اس پہ اکتفا اور استقامت، عین کامیابی ہے۔

دین اسلام میں فتوحات و اصلاحات و اشاعت میرے آثار و جی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی

کی محبت کی بدولت ہوئیں، ہو رہی ہیں اور ہوتی رہیں گی۔ بحث جب بھی کہیں داخل

ہوئی، رحمت رخصت ہوئی۔

میرے آقا روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے

ذکرِ دوام کا قیام اور

ذکرِ دوام کی حقیقت اللہ کے دینِ اسلام کی دعوت و تبلیغ اور

دعوت و تبلیغ کی برکت سے مخلوق کی بے لوث خدمت۔

ذکرِ الہی دعوت و تبلیغِ الاسلام کا مدعا۔

ذکرِ ہی کی برکت سے مخلوق کی خدمت اور

ذکرِ ہی عینِ عبادت ہے۔

فقیر وہ ہے جو شب و روز ہمہ تن و من ذکرِ الہی میں محوِ منہمک رہے۔

ذکرِ الہی کی چار قسمیں ہیں :

۱۔ دنیا حاصل کرنے کے لیے

۲۔ دین میں کرامات حاصل کرنے کے لیے

۳۔ اپنے گناہ معاف کروانے کے لیے

۴۔ میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو بخشوانے کے لیے

جو ذکرِ میرے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو بخشوانے کے لیے کیا جاتا ہے،

میری مراد ہے۔

میں اس امر کی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میری میت کو اسی

مقام پہ جمال میں شب و روز

الادعية لمغفرة امة رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم

کی منزل پہ گامزن رہا، دفن کیا جائے۔ کسی اور جگہ نہ لے جایا جائے۔ چونکہ میں اُس

وقت کوئی بھی کلام نہ کر سکوں گا اس لیے اپنی زندگی ہی میں یہ وصیت کرتا ہوں کہ میری قبر اسی مقام پہ ہو جو ہماری طریقت میں المستفیض دارالاحسان اور کیمپ دارالاحسان کے نام سے مشہور ہے۔

میری قبر میرے آقا و وحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی مغفرت کے لیے اذکارِ جمیلہ کا مرکز بنا رہے اور قیامت تک کے لیے رہے۔

اللہ ہر بندے سے یہ پوچھے گا کہ وہ کیا عمل لے کر اس کے پاس آیا ہے؟ میرے پاس صرف ایک ہی جواب ہو گا کہ تیری دنیا کی ہر شے جو بھی مجھے دی ہوئی تھی تیرے دین اسلام کی دعوت و تبلیغ کے لیے قربان کر کے آیا ہوں اور اپنے لیے بطور کفن ایک پھٹی پرانی الفی جو میں نے پہنی ہوئی تھی، لایا ہوں۔

اللہ کے لیے اللہ کی راہ میں محبوب ترین چیز کو قربان کر دینا اعلیٰ درجہ کی قربانی ہے۔ اور ساری دنیا کی ساری چیزیں دنیا کو محبوب ہوتی ہیں، خواہ سوئی ہو یا دھاگہ۔

فقر ہر چیز کو .... محبوب ہونہ ہو.... قربان کر کے ہی میدان میں آتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک فقر الی اللہ کی یہ خصلت

ہمیشہ قائم و دائم رہی اور کسی بھی زمانے میں کبھی نہ بدلی، نہ بدلے گی اور یہ خصلت ہے ماسوا سے کلیتاً مستغنی و بے نیاز رہنا

اور کسی میر و سلطان سے کوئی واسطہ نہ رکھنا  
کھا کر، کھلا کر، کل کے لیے جمع نہ رکھنا

اور ماجرا الی اللہ ہو کر متوکل علی اللہ زندگی بسر کرنا۔

تو میں بدلیں اور بدلتی رہیں، فقر کی یہ خصلت ہمیشہ اسی حال میں لازوال رہی، لازوال ہے اور ہمیشہ برقرار رہے گی۔

خواہشات کی قربانی سب سے بڑی قربانی ہے۔ اور مہاجر الی اللہ ہی خواہشات کو قربان کر سکتا ہے، دنیا دار نہیں۔

مہاجر الی اللہ خانہ بدوش ہوتا ہے،

وطن، پڑوس، یار و اغیار سے بیگانہ۔

حکمت کی قدرت اور قدرت کی حکمت جہاں چاہتی ہے، لے جاتی ہے۔ کسی اور کی مرضی کبھی کرنے نہیں دیتی۔

مہاجر الی اللہ وہ ہے

جو حرام سے باز رہے

ملعون سے بھی اور

مردار سے بھی۔

المہاجر الی اللہ ..... مستغنی عن الخلق۔

مہاجر الی اللہ وہ ہے جو اللہ کی طرف ہجرت کرے

یعنی	حرام سے	....	حلال کی طرف
	باطل سے	....	حق کی طرف
	بدی سے	....	نیکی کی طرف
	کفر سے	....	اسلام کی طرف
	نفاق سے	....	اخلاص کی طرف
	گناہ سے	....	توبہ کی طرف
	فنا سے	....	بقا کی طرف۔

جسے بقا حاصل ہو جاتی ہے قیامت تک زندہ اور باقی رہتا ہے۔ اس کا حکم، ربی حکم ہوتا ہے اور ہر مخلوق ارضیٰ ہو یا سماوی، بری ہو یا بحرّی، نوری ہو یا تاری اس کے حکم کی تعمیل کرتی ہے۔

جہد للبقا یعنی حیاتِ جاودانی کی جہد و جہدِ آخری دم تک جاری رہتی ہے کبھی ختم نہیں ہوتی۔

ہجرت اللہ کی راہ میں چلنے کا پیش خیمہ

اور اس کا اجر اللہ کے ذمے۔

- قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ہجرت کرنے والوں کی شان میں فرمایا:
- ”اور جن لوگوں نے ظلم سہنے کے بعد اللہ کے لیے وطن چھوڑا، ہم انہیں دنیا میں اچھا ٹھکانہ دیں گے اور آخرت کا اجر تو بہت بڑا ہے۔“ (المحل: ۴۱)
- ”اور جو شخص اللہ کی راہ میں اپنا گھر بار چھوڑ جائے وہ زمین میں بہت سی کساکش پائے گا اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہجرت کر کے گھر سے نکل جائے پھر اسے موت آجائے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمے ہو چکا اور اللہ بہت بخشنے والا مہربان ہے۔“ (النساء: ۱۰۰)
- اللہ اس سے کچھ بھی کرے وہ ہندہ جو کبھی کچھ نہ کہے، اللہ کا فقیر ہے۔
- اللہ کا فقیر وہ ہے جس کی نظر میں یار و اغیار بیگانہ ہوتے ہیں جو اللہ کے سوا کسی سے بھی کوئی دلچسپی نہیں رکھتا۔ یوں .... جیسے کوئی دوسرا ہے ہی نہیں۔
- جو اپنی ہر حاجت اپنے اللہ ہی سے مانگے اور کسی بھی معاملہ میں کسی کو شریک نہ ٹھہرائے اور جس کا کوئی دم بھی غفلت میں نہ گزرے۔
- فقیر کی وراثت یہ ہے کہ اللہ کی ہر شے کو اللہ کے حوالے کر اور ماسوا سے بے نیاز ہو۔ و ما علینا الا البلاغ۔

اللہ کے ہندے غیریت سے کلیتاً پاک ہوتے ہیں، ماسوا کے قریب تک نہیں  
پھٹکتے! واللہ! باللہ! تاللہ ماشاء اللہ!

”یہ جو تیرے بنے ہوئے ہیں ان میں کوئی بھی تیرا نہیں

ہے تو صرف میں ہی تیرا ہوں اور تیری ماں سے سو گنا زیادہ مہربان ہوں“

فقر، فقیر کا دوست ہوتا ہے۔

کوئی اور کسی کا دوست نہیں۔

کسی کا بھی نہیں، تیری قسم! تیرا ہوں۔

اس پستی ہوئی الفی کے سوا تیری قسم! کچھ بھی نہیں رکھتا۔

ناداری کی خودداری کی مستی کسی ہستی کو کبھی خاطر میں لانے نہیں دیتی۔

تو کلت علی اللہ، جہاں بھی ہو، اپنا بھرم قائم رکھتی ہے۔

حضرات گرامی!

میرے شیخ الشیوخ اور مشائخ عظام نے مجھ کو ہدایت کی ہوئی ہے کہ کسی بھی

میر و سلطان سے کوئی واسطہ نہیں رکھنا نہ ہی ان سے کسی بھی قسم کا کوئی نذرانہ قبول

کرنا ہے۔

یہ عام گزرگاہ ہے .... ہر راہ گیر یکساں۔

میرا اللہ جانتا ہے اور خوب جانتا ہے میں نے اپنی زندگی میں امارت اور

سیاست کو قریب تک پھٹکنے نہیں دیا۔

اللہ کرے اس طریقت میں قیامت تک اسے موقع ہی نہ ملے۔ لبد الآباد منتظر

ہی رہیں۔

اہلِ فقر کی زد میں اللہ العلیٰ العظیم ہوتا ہے کسی میر و سلطان سے کوئی واسطہ نہیں رکھتے۔ میر و سلطان سے اہلِ فقر کا ملاپ کبھی ہوا ہی نہیں، بچتا بھی نہیں اور پھبتا بھی نہیں۔ طریقت نے اس کو مان لیا۔

ماسوا سے لا پروا رہنا اور تیرے روبرو کسی کو بھی کسی خاطر میں نہ لانا

### زُہد و تقویٰ

کی زینت اور آبرو ہے۔ ماشاء اللہ!

ہم نے وہاں صرف ایک وعدہ کیا تھا تیرا شکر و احسان ہے کہ ہم اپنے اس وعدے پر حراً فحراً کار بند ہیں۔

وہ وعدہ یہ تھا کہ

جس دنیا کو آج ہم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خیر باد کہہ رہے ہیں تیری قسم جب تک ہم تیری اس دنیا میں زندہ رہیں گے اس دنیا کی کسی بھی چیز کو اور کسی بھی رنگ میں کبھی قبول نہ

کریں گے۔ واللہ باللہ تاللہ یا حی یا قیوم (۱۳۶۲ھ)

ایک نے کہا اسی شک ہے، دور فرمائیں :

پوچھا کیا؟ کہا کہ کیا یہ سچ ہے کہ اس کے پاس دنیا کی کوئی چیز نہیں اور نہ ہی وہ

کسی چیز کا طالب ہے؟

نیز کہا وہ سیاح ہے، اسے رُوئے زمین کی سیاحت کا شرف حاصل ہے۔ دنیا کا

کونہ کونہ دیکھ چکا ہے اور کوئی بھی جگہ ایسی نہیں جہاں کہ وہ نہ پہنچا ہو۔ اس نے ساری دنیا

میں کوئی جگہ ایسی نہیں دیکھی جہاں کہ دنیا نہ ہو اور جہاں کے رہنے والے جو علم رکھتے

ہوں اس پر عمل کرتے ہوں حالانکہ جہاں بھی وہ گیا ہر کسی کو یہی کہتے پایا کہ ان کے پاس



کوئی دنیا نہیں حالانکہ ساری دنیا وہاں تھی۔

پھر اس نے کہا کہ وہ باتوں سے مطمئن نہیں ہو سکتا۔

یہ سن کر اس نے اس کو بازو سے پکڑا اور گھر لے گیا۔

کہا: ”یہ میرا گھر ہے اس میں جو بھی چیز اس کے نزدیک دنیا ہو، اٹھالے۔“

اس نے اس کی ہر شے دیکھی، ایک ایک چیز کو اٹھا کر دیکھا۔ جب مطمئن ہوا

رونے لگا۔

ہماری کوئی بھی شے کسی سے پوشیدہ نہیں، آکر دیکھ! دنیا کے کسی بھی حصے میں ہماری کوئی جائیداد نہیں، مطلق نہیں! نہ کسی بینک میں کوئی رقم جمع ہے ہمارے پاس کسی بھی وقت کوئی پیسہ نہیں ہوتا۔ جو رزق اللہ اپنی جناب سے عنایت فرماتا ہے جب تک اسے تقسیم نہیں کر لیتے، نہیں بیٹھتے اور میرے اللہ کے خزانے بھر پور اور کسی بھی شے کی کمی نہیں۔ ماشاء اللہ!

جو دولت تیری قبر میں تیرے کام نہیں آتی،

یہ کہہ کہ تجھے تیرے اللہ کی قسم تو نے وہ دولت اس دنیا میں کبھی نہیں کمائی۔

میرے اللہ کی قسم! جس کے پاس میں نے مر کر جانا ہے میں نے ہر ملعون و

مردار کا کلیتاً خاتمہ کر کے ہی اس مجلس سے اٹھنا ہے

اگرچہ جب سے میں نے اس وادی میں قدم رکھا ہے اللہ کی رحمت نے مجھے

ملعون و مردار سے کلیتاً دور رکھا ہوا ہے۔

صدقہ دے کر فقیر کو مطمئن کیا؟

صدقہ لے کر فقیر کیونکر مطمئن ہو سکتا ہے؟

فقر اللہ کو پا کر مطمئن ہوتا ہے۔

یہ رقم جو آپ نے مجھ کو پیش کی

اللہ کے لیے دی جا رہی ہے

اللہ ہی کے کاموں میں خرچ ہو

یہ بندہ ذمہ دار ہے... ایک دمڑی بھی بے جا خرچ نہ ہو۔

جو فتوحات اللہ ہی کے لیے وقف و مخصوص قرار دی جاتی ہیں، نہایت

ذمہ داری سے اللہ ہی کے کاموں میں خرچ کر دی جاتی ہیں.... یہاں تک کہ....

دمڑی یا چپن کا ڈھکن۔ ماشاء اللہ نزولِ برکات کا موجب بنتی ہیں۔

فقر کی ہر شے ملک و ملت کی میراث ہوتی ہے، کسی فردِ واحد کی نہیں۔

سوار لکھ چکے ایک بار پھر بھی لکھتے ہیں

ہم لوگ اللہ کے لیے

اللہ کی راہ میں نکلے ہوئے ہیں۔

اللہ کی راہ میں سفر کر رہے ہیں۔

اللہ کے سوا کوئی اور مطلب نہیں رکھتے نہ ہی ماسوا سے کوئی دلچسپی رکھتے ہیں۔

ہمارا جینا اور مرنا اللہ ہی کے لیے اور اللہ ہی کے حوالے ہے۔

کسی بھی معاملہ میں مغل مت ہوا کرو۔

آنے والے کو دعا دیتے ہیں دعا لے کر رخصت ہوا کرو۔

نہ کسی کی کرتے ہیں نہ سنتے، نہ ہی کسی اور کو کرنے دیتے ہیں۔

اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور ہر کسی کو کرنے کی تلقین۔

میرے آثارِ وحیِ فداہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ کے ذکر میں شفا ہے اور لوگوں کی باتوں میں بیماری۔

ہر کسی نے اسی کی تائید کی اور کوئی نیا حکم لے کر دنیا میں نہیں آیا۔

حضرات! پھر میں یا کوئی اور کیا باتیں اور کیا ملاقاتیں کر سکتے ہیں؟

مسجد ذکر کے لیے قرآن کریم ذکر کے لیے

اجتماعات ذکر کے لیے تبلیغ ذکر کے لیے

خدمتِ خلق ذکر کے لیے مکشوفات ذکر کے لیے

مقالات ذکر کے لیے تصنیفات ذکر کے لیے

تحریرات ذکر کے لیے بات ذکر کے لیے

ملاقات ذکر کے لیے ہم سب ذکر کے لیے

دنیا کے کسی بھی کام سے مطلق واسطہ نہیں رکھتے۔

واللہ باللہ تالله ماشاء اللہ!

یہ کام کسی اور کام کو کرنے نہیں دیتا نہ ہی اسے چھوڑ کر کسی اور جگہ جانے دیتا

ہے۔

درختوں تلے ہی جگہ میری زندگی اور آخرت کا سیرا ہے۔

اللہ کا بندہ اللہ کے کام میں محور ہوتا ہے ماسوا سے کلیتاً بے خبر بے گانہ لیکن

اللہ ہی کی خلق کے کار میں محو۔

طریقت میں اسے اہل خدمت کہتے ہیں اور خدمت میں عام مخلوق شامل

ہوتی ہے ہر مذہب اس کا مذہب ہوتا ہے اور اے جانِ من! جنگل خیر و شر کا مرتع۔

ہر حال میں بھر اڑتا رہتا ہے۔

## حکمت کا باب

خود بھوکے رہ کر اوروں کا پیٹ بھرنا، پھٹے جامے کی ستر پوشی کا سامان کرنا،  
 پیسار کی تیمارداری اور شفقت سے علاج کرنا،  
 بالکل ہی مفلوک الحال نادار کی جیب بھرنا، مصیبت زدوں کی خبر گیری کرنا،  
 دوسروں کی ضرورت کو مقدم سمجھنا،  
 ان کی حاجت بر آری میں لگے رہنا حکمت کا وہ باب ہے جو فیضِ ربانی سے  
 کبھی محروم نہیں رہتا۔

شب و روز خدمتِ خلق میں مصروف رہا گویا .... تو نے حکمت کا پیالہ بھرا۔  
 میں نے کوئی بھی کام اپنی طرف سے نہیں کیا،  
 قدرت ہی کے تحت مجھ عمل رہا۔  
 یہ دعوت و تبلیغِ الاسلام کا بین الاقوامی مرکز ہے، کسی کا بھی ذاتی گھر نہیں۔  
 ہم جو کچھ بھی کرتے ہیں شام کو بھانڈے موندھے کر کے خالی ہاتھ گھر کو لوٹا  
 کرتے ہیں۔ کل کے لیے کوئی بھی شے چاکر نہیں رکھتے تو کلت علی اللہ صبح کرتے ہیں۔  
 یہ ناداری نہیں، فضلِ باری ہے۔  
 قرونِ اولیٰ کی اتباع اللہ کو پسند۔  
 کوئی بھی منکر نہیں۔

یہ گھر نہیں ادارہ ہے۔ گھر میں ہر شے جمع کی جاتی ہے ادارہ میں تقسیم!  
 یہاں کسی کا بھی کوئی گھر نہیں، ملی ادارہ ہے۔ جو شے اللہ کی راہ میں دی جاتی  
 ہے، لٹادی جاتی ہے۔ کوئی بھی شے کل کے لیے جمع نہیں کی جاتی ماشاء اللہ!

دینے والے ..... سو

لینے والے ..... سوا سو

خدائی اور رفاہی کاموں کے ادارے خدا ہی کے حوالے ہوتے ہیں۔ ان کا وجود خدا ہی کے حکم و حکمت کے ماتحت نقل و حرکت پہ رواں دواں اور قائم ہوتا ہے۔ کسی جماعت کے وجود کا نام، نام پہ نہیں کام پہ ہوتا ہے اور اہل خدمت اہل کار ہوتے ہیں۔ ہر کار آمد کام میں ہمہ تن و من مصروف ماشاء اللہ!

آمد بر سر مطلب! یہ دارالاحسان ایک رفاہی اور متحرک ادارہ ہے، قیام و قیود و حدود سے بالا ماشاء اللہ!

اس کا وجود اور اس کی ہر شے میری یا کسی کی ذاتی ملکیت نہیں اللہ تعالیٰ رب العالمین کے دین اسلام کی دعوت و تبلیغ اور اس کی مخلوق کی بے لوث خدمت کے لیے کلی و قطعی طور پہ وقف و مخصوص ہے، کسی بھی دیگر غرض و غایت کے لیے مطلق نہیں۔ ماشاء اللہ! الحمد للہ!

رفاہ عام میں ذات پات کی تمیز نہیں ہوتی۔ کسی کے لیے مخصوص نہیں ہوتی۔ عوام کے لیے ہوتی ہے عوام ہی اس کا استقبال کرتے ہیں۔

ادارہ کسی کا بھی ذاتی گھر نہیں ہوتا، فلاح و بہبود کا مرکز ہوتا ہے۔ چُنے ہوئے وفادار جانثار رضا کار مرکز کی آبرو ہوتے ہیں اور کامیابی ان کا استقبال کیا کرتی ہے۔

رفاہی ادارے حقیقاً الہی ادارے ہوتے ہیں۔

الہی ادارے اپنے قائد قاسم الخیرات الحسنہ حضرت سیدنا و مولانا و حبیبنا محمد ن النبی الامی ﷺ کی قیادت میں مجھ عمل رہتے ہیں۔

شب و روزِ مَجْمُوعِ عمل۔ اور ماسوا سے کوئی سروکار نہیں رکھتے۔

الہی اداروں کے رضاکار، ایک ہو یا کئی، ذاتیات سے کلیتاً پاک، ہر ستائش سے بے پرواہ، ہر اجر سے بے نیاز، ہر غرض سے بے غرض، ہر کسی کے ہمدرد و نمگسار بن کر، مخلوق کی بے لوث خدمت کا جذبہ لے کر، غیر امتیازی سلوک کا اصول اپنا کر، خدمتِ خلق سے خالق کی خوشنودی کے جو یابن کر، توکلت علی اللہ کا ذرا راہ لے کر اور

مَتْرُوكٌ يَكُ كُلُّ حَاجَةٍ

کا علم لے کر ایسے اداروں میں داخل ہوتے ہیں اور پھر اس علم کو نہ گراتے ہیں نہ گرنے دیتے ہیں حتیٰ کہ موت سے ہمکنار ہوں اور حقیقتاً ایسے ہی رضاکار اگرچہ گنتی کے ہوں ان اداروں کا سرمایہ ہوتے ہیں، قابلِ فخر سرمایہ!

ان کے بغیر ..... ادارے بے جان!

ان کے بغیر ..... کارکن بے مصرف!

رفاہی والہی اداروں کے رضاکار جس حال میں خالی ہاتھ صبح داخل ہوتے ہیں اسی طرح خالی ہاتھ شام کو لوٹا کرتے ہیں، کوئی بھی شے ساتھ لے کر نہیں آتے جیسے مرغالی سارا دن پانی پہ تیرتی اور ڈبجیاں مارتی ہے لیکن جب اڑتی ہے پانی کی ایک بوند تک ساتھ نہیں ہوتی۔

رفاہی اداروں کے رضاکاروں کے سوا کوئی مزدور دن بھر کام کرنے کے بعد خالی ہاتھ واپس نہیں لوٹا کرتا۔

جو دلچسپی نجی اداروں میں لی جاتی ہے رفاہی اداروں میں نہیں۔ نجی اداروں کے کارکن شب و روزِ مَجْمُوعِ عمل رہتے ہیں، بعض اوقات دوپہر کا کھانا بھی کام ہی پر

مگواتے ہیں! نجی ادارے شام کو جیبی بھر کر لوٹا کرتے ہیں!

مٹی ادارے اللہ کے ادارے ہوتے ہیں،

برکات کا نزول عام ظہور پذیر۔ ماشاء اللہ!

دارالاحسان کی پہچان: احسان

اللہ کا ذکر

اللہ کے دین اسلام کی دعوت و تبلیغ

اللہ کی مخلوق کی بے لوث خدمت

یہ اللہ کے کام ہیں، ماسوائے کلیتاً لایحتاج۔ وقف و مخصوص۔ عرف عام

بھی ہیں گمنام بھی۔

ذکر الہی اور دعوت و تبلیغ کے پیشمار اجزا ہیں

پیری مریدی ایک جزو ہے،

پیری مریدی .... محدود

ذکر الہی، دعوت و تبلیغ الاسلام اور خدمتِ خلق .... لا محدود ماشاء اللہ!

مقام و مکان کی قیود و حدود سے بالا۔ جہاں چاہے، جدھر چاہے نکل جا۔

کسی ایک درخت کے سایہ تلے یہ سب کچھ ہو سکتا ہے، جو برکات سایہ تلے

ہیں، محلات میں نہیں۔

مکان بدلتے رہتے ہیں۔

یہ کام ذکر الہی،

دعوت و تبلیغ الاسلام اور

خدمتِ خلق

کبھی نہیں بدلتے، قیامت تک قائم و دائم رہتے ہیں۔ ماشاء اللہ!  
 الہی پیغام کائنات کی بھلائی کا امین ہوتا ہے۔  
 الہی پیغام ذکرِ الہی،

دین کی دعوت و تبلیغ اور

مخلوق کی بے لوث خدمت

کا سرچشمہ ہوتا ہے نہ رک سکتا ہے نہ کوئی روک سکتا ہے۔ جاری ہو کر رہتا  
 ہے۔ جملہ پیغامات اس کے تابع۔

مرجعِ خلاق کے مقام پہ مخلوق کی خدمت شب و روز جاری رہتی ہے، دم بھر  
 کے لیے بھی بند نہیں ہوتی اور ظاہر و باطن کا ہر دم مخلوق ہی کی بھلائی کے لیے وقف  
 ہوتا ہے۔

ہمارے تین کام ہیں :

- ۱۔ ذکرِ الہی
- ۲۔ تبلیغِ الاسلام
- ۳۔ مخلوق کی بے لوث خدمت

ان تینوں کاموں کے سوا کسی چوتھے کام میں کبھی مشغول نہیں ہونا۔  
 کسی کے کسی تذکرے، تبصرے، تنقید، تنقیص یا الزام کا ہر گز برانہ منائیں  
 نہ ہی بد دل ہوں بلکہ پوری یکسوئی سے اپنے تین بنیادی مقاصد کی طرف متوجہ رہیں۔  
 اگر کسی نے ایسا نہ کیا تو اس نے مجھ سے قائم اپنی نسبت کی ناموس کی توہین کی بلکہ  
 دارالاحسان کے نصب العین کو نظر انداز کر کے اس کے وقار کو ٹھیس پہنچائی اور مجھے  
 شرمندہ کیا۔ وما علینا الا البلاغ



تین چیزیں اللہ کو بے حد پسند ہیں  
 اللہ کا ذکر  
 اللہ کے دین اسلام کی دعوت و تبلیغ  
 اللہ کی عام مخلوق کی بے لوث خدمت  
 طریقت کے تین تین اصول ہیں اور ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو کسی ایک  
 کا بھی پابند ہو گیا بے نیلِ مرام۔  
 میرا کوئی خلیفہ نہیں، طریقت کی خلافت کا کوئی پابند نہیں اگرچہ ہر کوئی میرا  
 خلیفہ ہے۔

جو کوئی بھی اللہ رب العالمین کا ذکر کرے، اللہ تعالیٰ کے دین اسلام کی دعوت  
 و تبلیغ کرے اور مخلوق کی بے لوث خدمت کرے، میرا خلیفہ ہے۔ ماشاء اللہ!  
 طریقت متین کے تین اصول یہی تین ہیں۔ حضرت آدم سے شروع ہوئے  
 قیامت تک رہیں گے۔ جب بھی کسی نے ان کو اپنایا، مر جھایا ہو انچہ کھل آیا۔  
 ذکر الہی جہاد اکبر ہے، ہم جہاد اکبر کے لیے جا رہے ہیں۔ اس جہاد میں نیزے  
 اور تلواریں نہیں ہوتیں، تسبیحات ہوتی ہیں۔

جہاد میں لڑنا ..... مجاہد کا کام  
 فتح و نصرت ..... میرے اللہ کے ہاتھ  
 ذکر کے ہمراہ مساکین کے لیے فتوحات لازم و ملزوم۔  
 فقر کی فتوحات اگر فقراہی کے تحت رہتیں، فقیر کے بعد ضرور فقیر ہوتا اور  
 کسی وقف کا کوئی وجود نہ ہوتا اور حال، ماضی کو زندہ رکھتا۔

فقیر کا خلیفہ فقیر ہوتا ہے اور خلافت نامہ میں صرف دو ہی عنایات ہوتی ہے

الادعية لمغفرة امة رسول الله ﷺ

(میرے آقا روحی فداہ علیہ السلام کی امت کے مُردوں کی

مغفرت کے لیے حسنت کا سبب) اور

شبِ دروز کی کمائی مخلوق ہی نے کھائی۔

نہ حسنت کا ذخیرہ نہ کمائی کا ..... ہر دوسے فارغ

اور فقیر ہر حال میں فقیر ہوتا ہے۔

میری دنیا، دین اور آخرت کی کمائی بیوہ و لاجار و بیمار اور میرے آقا روحی

فداہ علیہ السلام کی امت کے مُردوں کی مغفرت کے لیے وقف و مخصوص ہے۔

جو کام میں نے زندگی میں کبھی نہیں کیے اور کبھی نہیں کرنے، مرنے کے بعد

بھی کبھی نہیں ہونے دینے ماشاء اللہ! اور میں یہ وصیت کرتا ہوں کہ میری قبر تجارت

گاہ یا تجارت کا مرکز نہیں، ذکرِ الہی کا مرکز ہے۔

میری قبر تجارت گاہ نہیں، اِنس و جان کی عبادت کا مرکز ہو!

ذکرِ الہی کی تجارت میں بھی صرف ذکر ہی ہوتا ہے، آج سے کل بہتر۔

فقر آ کی فتوحات

ماکولات و مشروبات،

مستحق مخلوق کی خدمات،

نہایت مستحق مخلوق کی خدمات ماشاء اللہ!

جب تک یہ فتوحات اللہ ہی کے لیے مخصوص رہی تمکنت رہی۔ اعلیٰ وارفع تمکنت۔

فقر کی فتوحات اگر جمع نہ کی جاتیں، روز کی روز تقسیم ہو جاتیں اور ضروریات کی پابند رہتیں تو قرب و جوار میں کوئی فتنہ برپا نہ ہوتا اور کسی کا کوئی وقف معرض وجود میں نہ آتا۔

میں اس امر کی تصدیق کرتا ہوں کہ میرے پاس کسی بھی قسم کی .....

کوئی جائیداد نہیں ..... یا حی یا قیوم

کوئی مال نہیں ..... الحمد للہ

نہ کسی بینک میں ہے نہ گھر میں ..... ماشاء اللہ

میری جیب ہمیشہ خالی رہتی ہے ..... بارک اللہ

اللہ کے فضل و کرم سے یہ بندہ ہر کسی کا کوئی عطیہ قبول نہیں کرتا۔ جس

عطیہ کو دل قبول کرتا ہے ..... کرتا ہوں۔

یہ لنگر خدائی لنگر ہے مست بھی کہیں تو بے جا نہیں۔ اللہ میرا رازق ہے اور

حضور اقدس روحی فداہ علیہ السلام قاسم الخیرات الحسنہ۔ اور میرے آقا روحی فداہ علیہ السلام مجھے

کسی بھی معاملہ میں کبھی کسی بھی غیر کا محتاج ہونے نہیں دیتے، نت نیا رزق عنایت

فرماتے ہیں۔ دھوون نہیں ..... موتی دان کرتے ہیں۔

جو رزق مجھے عنایت کیا جاتا ہے ..... جب تک میں اسے تقسیم نہ کر لوں

کبھی نہیں سوتا اور یہ میرے اللہ کی عنایت کا وہ کرم ہے جس پہ میں پھولا نہیں سماتا۔

تیری راہ میں میری صحرانوردی، میری زندگی کی وہ منزل ہے جس پہ یہ

مسافر اتراتا نہیں تھکتا۔

صحرانوردی اہل اللہ کی تجربہ گاہ بھی ہے اور تفریح گاہ بھی۔ پناہ گاہ بھی اور

خانقاہ بھی۔

اللہ کی راہ میں نکلے پچاس برس گزر گئے۔ جب کہیں جگہ نہ ملی تو سڑک کے کھتانوں میں ذکر الہی کی مجالس قائم کیں اور سربازار ہر آئے گئے کو، ذکر و تبلیغ کی دعوت دی۔ یہ بھی کافی ہے اگرچہ کافی دوری الورے ہے۔

عام گزرگاہ میں ہر قسم کی آمد و رفت جاری رہتی ہے۔ ملائکہ، جن، انس، درند، خزند، چرند، پرند کا تانتا بندھا رہتا ہے اور گزرگاہ بڑی چیز ہوتی ہے شاہ و گدا، پھول و فضلہ گزرگاہ ہی سے گزرا کرتے ہیں۔

”اوائے مکان میرا ہے ہی نہیں، نہر کی پٹری پی راہگیروں کی طرح میں بھی ایک راہگیر مسافر ہوں۔ مال و اسباب سربازار پٹری ہی کے ارد گرد لگا ہوا ہے“  
اللہ اس بندے کے حال کو دیکھ کر خوش ہوا ہو گا اس لیے کہ وہ کچھ بھی نہیں رکھتا۔

نہ انگ نہ ساک

نہ گھر نہ در

نہ یار نہ اغیار

ہجرت اس منزل کا منبع و ماخذ ہے۔

فقیر ازلی مہاجر الی اللہ ہوتا ہے، ہجرت فقیر کو درشہ میں عنایت ہوتی ہے۔  
میں نے ۴۱ بار اللہ کی راہ میں ..... صرف اللہ کی راہ میں ہجرت کی  
۱۳۶۷ھ سے لگاتار جاری ہے۔

ساری عمر مہاجر الی اللہ بن کر گزاری اور اللہ ہی بہتر جانتے ہیں کیسے کیسے حال  
میں گزری۔

اگرچہ اللہ کی دنیا وسیع و عریض ہے پھر بھی جب کسی بندے کا جینا تنگ ہو جاتا ہے کوئی اور سبیل نظر نہیں آتی ..... ہجرت کرنے پہ مجبور ہو جاتا ہے اور یہ بندے بچارے کی زندگی میں انتہائی پریشانی کا عالم ہوتا ہے۔

سفر کی صعوبت کسی مسافر سے پوچھ اور ہجرت کی برکات مہاجر سے۔

ہجرت گناہوں سے پاک کر دیتی ہے۔ ہجرت کی بے شمار برکات ہوتی ہیں۔

جو اللہ کے لیے اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے پر مجبور ہوتا ہے، اللہ اسے بخش دیتے ہیں۔ جو عقدے کبھی حل نہیں ہوتے حل فرمادیتے ہیں۔

متوکل علی اللہ فرما کر توکل علی اللہ ایسی روزی پہنچاتے ہیں جس کا کہ گمان

تک نہ ہو۔

اللہ کی راہ میں چلنے والے متوکل علی اللہ زندگی کا سفر طے کیا کرتے ہیں۔ ماسوا کے مطلق محتاج نہیں ہوتے۔

کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ جب حضرت علیؑ ہاجرہ سلام اللہ علیہا حضرت ذبیح اللہ کے لیے پانی کی تلاش میں نکلیں اور جب کہیں پانی نہ پایا تو زم زم اہل آیا۔ ہجرت مجسمہ ہجر کی تفسیر ہوتی ہے۔

تم کیا جانتے ہو ہجرت کیا ہوتی ہے؟ ہجرت جان کے سوا ہر شے کی قربانی ہوتی ہے۔ مہاجر کے ماشاء اللہ ہر گناہ کا ازالہ بن جاتی ہے۔

اللہ اپنے فضل و کرم سے اسے گناہوں سے پاک فرما کر بخش دیتے ہیں۔

ہجرت کی برکات اظہر من الشمس

فالذین ہاجروا و اخرجوا من ديارهم و اودوا فی سبیلی

(سورة العمران ۴۲)

ترجہ: تو وہ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور میری راہ میں ستائے گئے۔

قدرت کی جس حکمت نے مجھے اُس دارالاحسان سے رخصت فرمایا اس کا شکریہ۔ ہجرت کے بعد عنایت کی حد کر دی۔

ابو انیس محمد برکت علی لودھیانوی عفی عنہ  
المہاجر الی اللہ والمتوکل علی اللہ العظیم

”پنجاب کھتان ہاؤس“ میں ایسی ایسی برکات کا نزول ہوا جو کسی اور طرح ممکن نہ ہوتا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ذوالجلال والاکرام نے کمال حکمت و قدرت سے اس بندے کو ہجرت پہ ہجرت کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔ بار بار فرما کر احسان کی حد کر دی اور میں ہر ہجرت پہ پھولے نہ سما یا۔

مخلوق نے میری ہجرت کی ملامت کی حد کر دی، میں نے الہی حکمت و قدرت کا بلند ترین اعزاز سمجھ کر شکر کیا۔

میں نے ہر ہجرت اللہ کے لیے

اللہ کے ذکر کے لیے

دین اسلام کی تبلیغ کے لیے اور

اللہ کی مخلوق کی خدمت کے لیے کی

حالیہ ہجرت میں سرر کھرا نچ کے جن کھتانوں نے میر استقبال کیا، میر ابھی حق ہے کہ انہیں ہمہ وقت ذکر و تبلیغ سے معمور رکھوں۔

یہاں ذکر و تبلیغ کا بین الاقوامی اجتماع ہمیشہ زندہ اور قائم رہتا ہے ماشاء اللہ! انس و جان ہمہ وقت حاضر و موجود، الحمد للہ، اور کافی ہے۔

جنگل کی کانٹے دار جھاڑیوں نے مجھے خوش آمدید کہا لپٹ لپٹ کر یوں:

ہم تیری آمد کی شدت سے منتظر تھیں .... اب نہ جانا۔

یہاں کسی کا بھی کوئی گھر نہیں سرکاری نہری کھتان ہیں، نہری کھتانوں میں ہر قسم کی مخلوق بسا کرتی ہے۔

درند بھی، خزند بھی، چرند بھی، پرند بھی اور یہی نہری کھتان ہماری مجالس گاہ ہیں۔ آئے، اُڑے، بسے، اُڑے، چل دیے۔

مسافر کا کوئی وطن نہیں ہوتا کسی سے کوئی دوستی نہیں ہوتی۔ رکا، ٹھہرا، ستایا اور چل دیا۔

ازل کا مسافر ہوں ابد تک رہوں گا ماشاء اللہ!

ابدی مسافر کی منزل کبھی ختم نہیں ہوتی جاری رہتی ہے کوئی موت اسے کبھی فنا نہیں کرتی۔ نہ دائیں دیکھ نہ بائیں چلا چل، چلا چل، چلا چل۔

یہ راہ گیر مسافر ہے مسافر کی دنیا ایک پتھی میں بند ہوتی ہے۔ مسافر کسی کا بھی دوست نہیں ہوتا، دوست مت بنا دوستی کا دم مت بھر۔

ہم کچھ بھی نہیں رکھتے، گھاس پھونس کی کٹی میں پردے کا ایک گمان رکھتے ہیں، عدم موجودگی میں اندر مت جایا کرو۔

مُکلی

گُنیا

خیمہ

فقرا کے محلات ہوتے ہیں۔ ہر شے کو گرا کر بنائے ہوتے ہیں۔ بارش دھوپ سردی کے لیے پناہ گاہ ہوتے ہیں۔ اور کچھ بھی نہیں ہوتے۔ خانہ بدوش راہگیر مسافر کی نقل و حرکت کا کوئی کیا جائزہ لے سکتا ہے.....؟ متوکل علی اللہ مسافر سفر کے لیے زادِ راہ رکھ سکتا ہی نہیں۔ عجیب و غریب حالات کا سامنا ہوتا ہے۔ ہر حال رحمت کا منتظر۔

مسافرت میں کسی کا بھی گھر نہیں ہوتا۔ ہر گھر کو خیر باد کہہ کر درختوں تلے بسیرا ہوتا ہے۔ نہ کوئی آنگ، نہ ساک، نہ یار، نہ اغیار مستغنی عن الخلق۔ مسافر کی کائنات ایک پتلی میں بند۔ اس سے زیادہ نہ رکھ سکتا ہے نہ ضرورت۔ رنگارنگ کی سریلی آوازوں سے جنگل میں منگل بنائے رکھتا ہے۔ جو رزق دیا جاتا ہے کھانے کے بعد عام مخلوق میں تقسیم کر دیتا ہے۔ کل کے لیے نہ ذخیرہ نہ فکر نہ ہی زندگی کی امید۔

کبھی بیر کھا کر شکر کیا، کبھی پینے۔ کسی بھی میر و سلطان سے کوئی واسطہ نہ رکھا۔

اگر یہ سچ ہے..... بالکل ہی سچ..... تو تو میرا ہے اور میں تیرا..... میرے سوا تیرا کوئی اپنا نہیں، غیر ہے۔ اور میں ہوں..... اللہ عز و جل اعظم و اکرم..... یا حی یا قیوم



تیری قدرت کی حکمت نے ہم خاک نشینوں کو سا لہا سال لگا تا رہے خانماں  
خانہ بدوشی سے سرفراز فرما کر عنایت کی حد کر دی۔

ہم نہری کھتانوں میں خانہ بدوش مسافر ہیں  
ذکر الہی کرتے ہیں

دین اسلام کی دعوت و تبلیغ اور  
مخلوق کی بے لوث خدمت۔

یہاں جو چیز تیرے نزدیک دنیا ہے، لے لے۔

نہ آنانہ دال نہ نمک نہ مرچ

نہ ہلدی نہ مسالہ نہ گھی نہ چاول

نہ چائے نہ چینی نہ سونانہ چاندی

نہ ہیرے نہ جواہرات نہ اونٹ نہ گھوڑی

نہ گائے نہ بھینس نہ بھیرد بگری نہ مرغی

نہ کارنہ سکوٹر نہ بس نہ ٹرک

نہ ویگن نہ بائیکل نہ ٹیلی ویژن نہ وی سی آر

نہ زمین نہ جائیداد نہ منقولہ نہ غیر منقولہ

کوئی پیسہ بھی نہیں رکھتے، نہ گھر میں نہ جیب میں نہ ہی کسی بینک میں۔ احباب  
کا جھر مٹ و ہجوم اور لنگر مست۔

جب طیب رزق ملتا ہے کھاتے ہیں اور کھلاتے ہیں ماشاء اللہ!

اللهم آفنی بحلالک عن حرامک واغننی بفضلک عن

سواک آمین یا حی یا قیوم

کسی دکان یا کارخانہ یا تجارت یا بل میں میرا کوئی حصہ نہیں نہ ہی کوئی میرا حصہ دار ہے۔

اللہ مجھے روزِ روزی دیتا ہے جو میرے لیے کافی ہوتی ہے۔  
میرا کسی سے بھی لین دین کا کوئی حساب نہیں، لین دین کا حساب رات کو ختم کر کے ہی سوتے ہیں۔  
حضراتِ گرامی!

میرا اس دنیا میں رہنا ایک مسافر کی طرح ہے اور مسافر کے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا مگر ضرورت کا بالکل ہی مختصر سا سامان اور میں اپنے تئیں ان مُردوں میں شمار کرتا ہوں جو قبروں میں ہیں اور مُردوں کی کوئی طلب و تمنا نہیں ہوتی مگر یہ اور صرف یہ کہ ..... اللہ تعالیٰ انہیں دوبارہ زندگی بخشے اور وہ دنیا میں جا کر شب و روز اسکے ذکر و فکر و شکر میں محو و منہمک رہیں۔

میری کوئی آمدنی نہیں کوئی ذاتی جائیداد نہیں حتیٰ کہ رہنے کے لیے گھر بھی نہیں۔ چالیس سال گزرے زمانے نے پیشمار کروٹیں بدلیں لیکن اللہ کا بھد شکر و احسان ہے کہ دنیا کی کوئی بھی شے اور کوئی بھی دلفریب منظر میری توجہ کو اپنی جانب مبذول نہیں کرا سکا ماشاء اللہ! اور یہ بندہ اللہ تعالیٰ کے لطف و احسان و فضل و کرم سے جہاں بھی اور جس بھی حال میں رہا مطمئن و مسرور رہا اور اپنے اللہ کی یاد میں ہمہ وقت محو و منہمک ماشاء اللہ!

دارالاحسان کے عقیدت مند ان مجھ سے مانوس ہیں اور ان کے عطیات ہی اس بندے کی آمدنی کا واحد ذریعہ ہیں۔ وہ سچے دل سے یہ تسلیم کرتے ہیں کہ خیرات و

صدقات کی جو رقم اس بندے کو دی جاتی ہے اللہ کے صبح اور رفاہی کاموں میں صرف ہوتی ہے، میرے کسی کام یا میری ذات پہ مطلق نہیں ..... میری ذاتی کوئی شے ہے ہی نہیں مگر پہنا ہوا لباس اور ضروریات زندگی کی چھوٹی سی بچھی ..... باقی جو رزق میرے اللہ مجھے عنایت کرتے ہیں جب تک اسے اس کی بیمار و نادار و لاچار و مستحق مخلوق میں تقسیم نہ کر لوں کبھی آرام سے نہیں بیٹھتا ..... یہ بندہ اللہ کے فضل و کرم سے اس حال میں شام کرتا ہے کہ صبح کے لیے اس کے پاس دمزی تک نہیں ہوتی ماشاء اللہ! اور بندہ اپنے اس حال پہ بے حد خوش بھی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شب و روز کام کرنے والے ہمیشہ شام کو ہر کسی کو ہر شے دے کر خود خالی ہاتھ ہی گھر کو لوٹتے ہیں ..... گویا میری روزی کا کوئی مستقل ذریعہ نہیں۔ پرندوں کی طرح تو کلت علی اللہ ہے جو صبح کو بھوکے گھونسلوں سے اٹھتے اور شام کو سیر ہو کر واپس لوٹا کرتے ہیں ....

جنگلی جانور متوکل علی اللہ ہوتے ہیں ذخیرہ اندوز نہیں۔ صبح بھوکے اٹھتے اور شام کو سیر ہو کر لوٹا کرتے ہیں۔ کل کے لیے کوئی بھی شے جمع کر کے نہیں رکھتے، اسی طرح ہم۔

اللہ اپنے بندوں کو، جنگل ہو یا بیابان، ایسی جگہ سے رزق عنایت فرمایا کرتے ہیں جہاں سے کسی بھی طرح آنے کی امید نہیں ہوتی۔

صاحبِ توکل کے لیے نہ وطن ہے نہ جائیداد، نہ کسب نہ روزگار، نہ مال نہ سوال۔ صبح کرے تو شام کا اور شام کرے تو صبح کا نہ ذخیرہ ہونہ فکر اور نہ ہی زندگی کی امید۔

اللہ رب العالمین ساری مخلوق کا قاضی الحاجات ہے۔  
اللہ ہر بندے کے لیے، آبادی ہو یا ویرانہ، کافی و وافی ہے۔ متوکلین صبح پرندوں کی  
طرح بھوکے اٹھتے اور شام کو سیر ہو کر لوٹا کرتے ہیں۔

○ حضرت عمر بن خطابؓ کہتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اگر تم لوگ  
اللہ پر توکل کر لو ایسا توکل جیسا کہ توکل کا حق ہے تو وہ تم کو اس طرح رزق دے گا  
جس طرح پرندوں کو رزق دیتا ہے۔ وہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے  
(اپنے گھونسلوں میں) جاتے ہیں۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

کھانا، پینا، پہننا آج کے لیے ہے، کل کی روزی کل ملے گی۔

بڑے میاں! اللہ کے بندوں کے پاس ذخیرے نہیں ہوتے، فارغ البال  
ہوتے ہیں! .... ماشاء اللہ!

فقیروں کی بھی کوئی جائیداد ہوتی ہے؟ جس بھی ویرانے میں آئے، ڈیرے  
جمائے۔

توکل اللہ کا وہ رزق ہوتا ہے جہاں کہیں سے بھی آنے کی امید نہ ہو۔ یہی  
توکل کی آبرو ہوتی ہے۔

تمی دست مسافر کا جنگل میں توکلت علی اللہ رہنا اور تیر ابن مانگے عنایت  
فرمانا تیری قدرت ہی کا اعزاز ہوتا ہے۔

متوکل ماہانہ لیا نہیں کرتا، دیا کرتا ہے۔ اسے اللہ کی طرف سے نت نیا رزق

عنایت ہوتا ہے

آج کے لیے کافی۔

متوکل کل کے لیے کوئی بھی شے جمع نہیں کرتا،  
ایسا مال اور اتنی رقم کوئی متوکل کیونکر لے سکتا ہے؟

همزات الشیاطین:

”اتنی خطیر رقم ہے، کیپ آنے کو ہے وقف کر دو“

روح:

اگلے دم کا پتہ نہیں آئے نہ آئے، میں نے ختم کر کے ہی دم لینا ہے“  
متوکل کی نقل و حرکات توکل ہی کے تابع ہوتی ہیں، تدبیر کے نہیں اور  
متوکل ساز و سامان کا پابند نہیں ہوتا۔

مبصر یو لا اللہ اللہ! ان کے توکل کے کیا کہنے؟ میں نے ان کی بارگاہ میں زر کو  
بے قدر اور دنیاے دُلوں کو ذلیل و زیوں دیکھا۔

دنیا اپنی تمام رعنائیوں اور دلفریب ادائوں کے ساتھ روپ بدل بدل کر حاضر  
ہوئی۔ اس نے اس فتنے کو ہر رنگ میں پہچانا کبھی دھوکا نہ کھایا، کوئی وار اسے شکار نہ کر  
سکا۔ متوجہ ہونا تو درکنار نظر اٹھا کر بھی اس کی طرف نہ دیکھا۔

توکل نے اپنے متوکل کو وہ غنا بخشا جس کے سامنے ہفت اقلیم کی شاہی بھی بیچ  
نظر آنے لگی۔

توکل نے اپنے متوکل کو اپنے سوا کسی اور طرف کبھی متوجہ ہی نہ ہونے دیا اور  
نہ ہی کسی بھی معاملہ میں کسی اور کا محتاج۔

توکل ہی کی وکالت و کفالت متوکل کے لیے کافی اور

متوکل ..... توکل ہی کا نیاز مند۔

میں منگتا تو ہوں مگر تیرا نہیں، کسی اور کا ہوں اور وہ مجھے نت نیا رزق عطا فرماتے ہیں اور موتی دان کرتے ہیں۔

اپنے رازق کو پہچان اور قاسم کو بھی۔

میرے قاسم، قاسم الخیرات الحسنہ

دھوون نہیں، مجھے موتی دان کرتے ہیں۔

اللہ معطی اور اللہ کے حبیب اقدس ﷺ قاسم ہیں۔

قاسم الخیرات الحسنہ

انما انا قاسم واللہ يعطی

میں تو تقسیم کرتا ہوں اور عطا کرنے والا اللہ ہی ہے۔ (معاویہؓ - حناریؓ و مسلم)

اللہ عطا کرتے ہیں حضور اقدس ﷺ تقسیم کرتے ہیں۔

قاسم کا معطی کے پاس حاضر رہنا ہر وقت ضروری ہے۔ جب بھی معطی کسی کو

کوئی شے عطا کرے قاسم کا تقسیم کے لیے حاضر ہونا ضروری ہے۔ اللہ ہر وقت اپنی

مخلوق کو لاتعداد عطیات عنایت کرتے ہیں اور حضور اقدس ﷺ انہیں تقسیم فرماتے

رہتے ہیں۔ کوئی بھی دم خالی نہیں گزرتا۔

تقسیم اللہ کی عادت ہے، تقسیم کر۔

کسی بھی چیز کی ذخیرہ اندوزی مت کر۔ ضرورت سے زائد کوئی چیز مت رکھ۔

ہر شے جو بھی تجھے ملی واجب الحساب ہے، ذرے ذرے کا حساب لیا جائے

گا۔ میزان کے دن ذخیرہ اندوزی اور ناجائز استعمال کا محاسبہ ہوگا۔ اللہ کے مال کو اللہ کی

راہ میں دے کر بے باک ہو، حساب سے پاک ہو۔

کسی اور صاحب کی شان میں تو یہ مسکین کچھ کہنے کی کیا جسارت کر سکتا ہے  
البتہ میرے آقا روجی فدائے علیہ السلام نے کل کے لیے کوئی بھی شے جمع رکھنے کا قصد نہیں  
فرمایا۔ جو بھی شے آئی، آتے ہی دے دی۔

ہر کوئی ہر قسم کے مجاہدے کا متحمل ہو سکتا ہے، امکانی ہے،  
کل کے لیے کوئی بھی شے جمع کر کے نہ رکھنا اگرچہ سنتِ مؤکدہ ہے اس پہ  
کوئی بھی گزر نہیں رکھتا اور اس سنتِ مطہرہ کی ہی بدولت فقر کا فقر فقید الئثال رہا اور  
تمکنت سے ہمکنار رہا۔

فقر کی تمکنت خانقاہی نظام پہ موقوف رہی اور ہے۔ اور یہی نظامت طریقت  
کی جان۔

سورج غروب ہونے کے بعد اگر تو نے کل کے لیے کوئی بھی چیز چھوڑی،  
اس طریقت کا منحرف ہوا۔

طریقت ..... میرے آقا روجی فدائے علیہ السلام کی حیاتِ طیبہ کا ایک ظل۔

سنتِ مؤکدہ سے انحراف ..... طریقت کی پامالی۔

حضرت بلالؓ نے کل کے لیے کھجوریں جمع کر کے رکھیں۔ میرے آقا روجی  
فدائے علیہ السلام نے فرمایا

کیا تو اس سے نہیں ڈرتا کہ اس کا بخارنے دوزخ کی آگ میں قیامت کے

دن؟

بلالؓ! اسکو خرچ کر دے اور عرشِ عظیم کے مالک سے افلاس و فقر کا خوف نہ کر۔

اور ہم ہر شے کے ڈھیر مہینوں بلکہ سالوں کے لیے جمع کیے رکھتے ہیں۔

اللہ کے نام پہ دی گئی خیرات تین دن سے زیادہ جمع نہ رہے۔ بہترین یہ ہے کہ ملتے ہی تقسیم کی جائے اگرچہ انبار ہوں۔  
 صدقات و خیرات کی تقسیم اہم ترین فریضہ ہے۔ حق دار کو دو اور مساکین ہی حق دار ہوتے ہیں۔

لینے کی ممانعت نہیں، جمع کرنے کی ممانعت ہے۔  
 ضرورت سے زیادہ مال جب جمع کر دیا جاتا ہے برکت اڑ جاتی ہے۔ خرچ کرنے کے بعد ہی مزید عنایت ہوتی ہے اور ضرور ہوتی ہے۔  
 جیب خالی ہو،

سر پہ قرآن کریم ہو،

گتھلی میں آٹے کی چٹکی ہو۔

مفلوک الحال بیوگان، نادار اور لاچار مساکین کی تلاش میں مارے مارے پھرتا ہو۔

یہ بھری، یہ بھری، یہ!

خانقاہی نظام کی حقیقت ہوتی ہے۔

خیرات کے حق دار غربا ہوتے ہیں، ہزار دو یا لاکھ۔

یہاں کل کا حساب نہیں ہوتا، کل کی برکات کل ہوں گی۔

فیضانِ فیض کے حصول کے لیے ہم کچھ بھی نہیں رکھتے، غرباء میں تقسیم کرنا

ہی ہمارا فیض۔

انفاق فی سبیل اللہ ..... زائد از ضرورت ہر شے۔

ومما رزقنہم ینفقون O (البقرہ: ۳)

اور جو کچھ دیا ہے ہم نے ان کو اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔



فقرو لا: میں کل کے لیے کسی بھی شے کا ذخیرہ نہیں رکھتا آتے ہی تقسیم کر دیتا ہوں۔

یہی میرے لیے امر اور اسی میں میری آبرو کی تمکنت۔

اللہ ہی نے دیا، اللہ ہی کی مخلوق میں تقسیم کیا۔

جس نے آج دیا ہے کل بھی دے گا۔

اللہ ہی نے دیا، اللہ ہی کو دے دیا۔

ایک بار دیا، دس بار ملے گا۔

کیا یہ بہترین تجارت نہیں؟

ہماری روزی پرندوں کی طرح ہوتی ہے ... کھا کر گھونسلوں میں چلے گئے، بچی ہوئی چوگ چھوڑ گئے۔

فقیر کی ہر شے عوام کی طرف سے عوام کے لیے ہوتی ہے۔

فقیر کا کوئی ترکہ نہیں ہوتا جو کچھ بھی چھوڑے صدقہ ہوتا ہے۔

دنیا کے کسی بھی بازار میں کوئی بھی شے مفت نہیں ملتی البتہ

فقر الی اللہ

کی کسی بھی شے کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔ کسی سے بھی کوئی اجرت و عوضانہ

نہیں لیا جاتا۔

بیشمار چیزیں آتی ہیں، اللہ معطی ہے اور میرے آقا و رحیمی فداہ ﷺ قاسم

الخیرات الحسنہ ..... فقیر کسی بھی چیز کو کل کے لیے جمع نہیں رکھتے، آتے ہی دے

دیتے ہیں۔ اللہ کا شکر و احسان ہے کہ ازل سے فقر اس تجارتِ الہیہ کا امین ہے اور لبد

تک رہے گا ماشاء اللہ!

مہاجر الی اللہ کی ہر شے بھی فقر الی اللہ کے مصداق ہوتی ہے۔ کوئی بھی شے اسکی ملکیت نہیں کہلاتی، مالک ہی کی ملک ہوتی ہے۔  
یہاں کسی بھی شے کی کوئی قیمت نہیں اگرچہ ہر شے پیش قیمت ہے۔  
یہاں کی ہر شے فی سبیل اللہ ہے۔  
عام خلاق میں ہر شے فی سبیل اللہ تقسیم کر دینا، بہترین تسخیر ہے۔  
قاسم الخیرات الحسنہ ﷺ کی خیرات لوگوں کو کھلاتے ہیں، چچی کھچی ہم بھی کھاتے ہیں، کوئی بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔

تم حج کیوں نہیں کرتے؟

میں زادراہ نہیں رکھتا۔

اللہ جو بھی روزی دیتے ہیں اسکی مخلوق ہی میں تقسیم کر دیتا ہوں، کوئی بھی شے کل کے لیے جمع نہیں رکھتا۔

شام کا کھانا کھا چکنے کے بعد کھانے کی ہر شے کو سمیٹ کر غربا کو صدقہ کر دینا اور کل کے لیے کوئی بھی شے چا کر نہ رکھنا جنگل کے توکل کا دستور ہے۔

لنگر جب مست ہو جاتا ہے، مستی کی ہستی میں راحت کدہ بن کر فقر ا کی تمکنت کا موجب بن جاتا ہے، کسی اور طرح نہیں۔ جب تک یہ دستور قائم رہا عظمت برقرار رہی۔

ایک صاحب نے من وعن تصدیق کی

جب تک لنگر کا یہ فقید المثال نظام قائم رہا اور رہے گا، عزت و عظمت و

تمکنت جوں کی توں ماشاء اللہ!

خانقاہی نظام ..... خانقاہ کی جان

خانقاہی نظام  
لنگر

۶	۵	۴	۳	۲	۱
گرم مصالحہ	ہلدی	مرچ	نمک	دال	آٹا
	۱۱	۱۰	۹	۸	۷
	چڑی چاول	چینی	چائے	پیازیات	گھی

نہ طمع کرتے ہیں نہ جمع۔

آج کا لنگر آج ہی تقسیم ہو۔

کل کی روزی کل ملے گی۔

انتظام :

لنگر اتنا پکایا کرو کہ ہر کسی کو کھلانے کے بعد سات آدمیوں کا کھانا باقی رہا

کرے۔

بالکل ہی سچ جائے تو دوسرے وقت کتوں اور کوؤں کو کھلایا کرو۔

لنگر پکانے والے ہی کو تقسیم کا حق حاصل ہوتا ہے ہر کسی کو نہیں اور لنگر کی

تقسیم بہترین اعزاز ہے۔

جو شے اللہ ہی کے لیے تقسیم کی گئی ہشرف شدہ ہے۔

کھا،

کھلا،

چاکر مت رکھ،

یہی ہماری طریقت کی اصل ہے۔

ہر روز کارزق ملتے ہی تقسیم کرنا ضمیر کی وہ فطرت ہے جو کبھی نہیں بدلتی،

ہر حال میں فارغ البال رہتی ہے اور

یہی ..... باقیات الصالحات۔

خانقاہی نظام :

کھا،

کھلا،

چاکر مت رکھ،

کل کی روزی کل ملے گی۔

جہاں یہ نظام قائم رہا، طریقت کا نظام جوں کا توں دم بدم پھلتا رہا، پھولتا رہا۔

جب بھی، جہاں بھی، اس نظام کی کشتی میں سوراخ ہوا ..... اگرچہ ذرا سا

بھی ہوا، دیکھتے ہی دیکھتے بھرتے بھرتے ڈوب گئی۔

طریقت کو روانہ تقلید کی پابند نہیں۔ علی الاعلان مطمئن کر کہ میں کل کے

لیے کوئی بھی شے جمع نہیں رکھتا، مطمئن کر اور مطمئن ہو۔

خانقاہی نظام، الہی نظام کے تابع ہوتا ہے اور ہر شے اسی نظام کی بھینٹ چڑھ

جاتی ہے، کوئی بھی شے چاکر نہیں رکھی جاتی۔

نہ طمع کرتے ہیں نہ جمع،

یہی خانقاہی نظام کا دستور۔

اگر خانقاہی نظام میں کوئی کسر باقی ہو تو بتا!

خانقاہی نظام سنتِ مطہرہ کی عینِ تعمیل ہے۔

○ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کی بیماری کے زمانہ میں میرے پاس آپ کے چھ یا سات دینار تھے۔ حضور اقدس ﷺ نے مجھ کو حکم دیا کہ میں انہیں تقسیم کر دوں لیکن آپ کے در دیا بیماری نے مجھے مشغول رکھا اور میں ان کو تقسیم نہ کر سکی۔ اسکے بعد پھر حضور اقدس ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ وہ چھ یا سات دینار کیا ہوئے؟ میں نے عرض کیا آپ کی بیماری کی مشغولیت کے سبب میں ان کو تقسیم نہ کر سکی پھر آپ نے وہ دینار طلب فرمائے اور اپنے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا کیا اللہ کے نبی ﷺ کا یہ خیال ہے کہ وہ اللہ عزوجل سے ملاقات کرے اس حال میں کہ یہ دینار اس کے پاس ہوں۔ (احمد)

○ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے اپنی وفات کے بعد نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درہم، نہ بخری چھوڑی نہ ہی کوئی اونٹ، نہ ہی کسی چیز کی وصیت کی

اور یہ طریقت کی سنتِ مؤکدہ ہے۔

طریقت الاسلام کا تقاضا ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی اس سنتِ مطہرہ کو بھی پورا کریں تاکہ کامل اتباع کے دعویٰ دار اور وراثت کے حق دار کہلا سکیں۔

کسی بھی نمونے کا نمونہ دینا، ہم ترین کام ہوتا ہے۔

ہر حال میں آج کی روزی آج رات ہی سونے سے پہلے تقسیم کر دینا فقر کی طریقت کا وہ مقبول نصب العین ہے جو کبھی نہیں بدلتا۔ جس نے بھی اس اصول سے

انحراف کیا طریقت نے اسے کبھی قبول نہ کیا۔  
 جس نے بھی طریقت کے اس قانون کو قائم رکھا، فائز المرام رہا اور اسے  
 قائم رکھنا بزمِ سچے اطفال نہیں۔  
 اس قول و عمل کو نبھانا بچوں کا کھیل نہیں! عزم الامور کا فقید المثل اکھاڑا  
 ہوتا ہے۔  
 چچے تُلے ہزاروں نامور جوان میدان میں اترے، کسی قسمت والے ہی نے  
 بازی جیتی۔

بالآخر خانقاہی نظام کا مقلد ہی طریقت کا صحیح جانشین۔

ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم ؕ  
 سبحان ربک رب العزة عما یصفون و سلام علی  
 المرسلین والحمد لله رب العالمین O  
 یا حی یا قیوم آمین

شنبہ یوم عرس مبارک

۱۶ رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مَا أَشْكُرُكَ اللَّهُمَّ يَا قَدِيرُ  
الَّذِي صَلَّى وَسَلَّمْ وَبَارَكَ عَلَى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَخَلْقِكَ وَرَبِّكَ  
وَعَلَى آلِهِ وَآحِبَائِهِ وَعِزَّتِهِ وَجَلَّتْ وَكُلِّ مَعْلُومٍ لَكَ وَبِعَمَّةِ وَخَلْقِكَ وَرَبِّكَ  
وَوَيْفَتِكَ وَبِعَدَاؤِكَ أَسْتَغْفِرُكَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ  
يَا حَسْبُكَ يَا قَدِيرُ

# حاشی نظام

مؤلف  
صاحبزادی امیر خسرو سلیمان

بنت

حضرت محمد پرورش علی لودھی صاحبزادی مستزادہ

المعتمد بن جاف الصحاف المقبول المصطفین کیمی دار الاحسان فیصل آباد  
سنہ ۱۳۰۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مَا لِلَّهِ الْغَوْضُ إِلَّا اللَّهُ، يَحْيَى قَوْلُ الْأُمَمِ صَلَاتُكَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ وَكَرَامَاتُكَ وَمَا لَنَا مِنْكَ إِلَّا عَيْنَا وَمَجْدُكَ  
 التَّكْوِينُ عَلَى الْبَرِّ وَالصَّحَابَةُ عَلَى الْوَالِدِ وَالْغَوْضُ عَلَى الْوَالِدِ وَالْغَوْضُ عَلَى الْوَالِدِ وَالْغَوْضُ عَلَى الْوَالِدِ وَالْغَوْضُ عَلَى الْوَالِدِ وَالْغَوْضُ عَلَى الْوَالِدِ  
 الْحَقُّ وَالْحَقُّ وَالْحَقُّ وَالْحَقُّ وَالْحَقُّ وَالْحَقُّ وَالْحَقُّ وَالْحَقُّ وَالْحَقُّ وَالْحَقُّ وَالْحَقُّ وَالْحَقُّ وَالْحَقُّ وَالْحَقُّ وَالْحَقُّ وَالْحَقُّ وَالْحَقُّ وَالْحَقُّ

# قُلْ

عِشْقُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَذْهَبِي وَحُبِّي مِلَّتِي

وَمَا يَحْتَمِلُ مِنِّي!

(یہ کہہ) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق میرا

مذہب، محبت میری ملت اور اتباع میری منزلت



حضرت شیخ ابوالیث محمد برکت علی الوہیانی  
 قدس سرہ العزیز



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ مَا لَيْسَ الْخَوْفُ بِاللَّهِ يُؤْتِيهِ اللَّهُ مَالَهُ الْخَيْرَ الْكَافِيَ يُؤْتِيهِ اللَّهُ مَالَهُ الْخَيْرَ الْكَافِيَ  
 اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ وَتَقَبَّلْ مِنْهُمْ بِمَنْزِلَتِهِمْ وَمِنْكُمْ بِمَنْزِلَتِكُمْ يَا كَرِيمُ  
 الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَالْحَيُّ الْقَيُّومُ يَا حَيُّ الْقَيُّومُ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ  
 وَآلِهِ وَعِثْرَتِهِ بِعَدَدِ كُلِّ مَعْلُومٍ لَكَ  
 اسْتَغْفِرُ اللَّهَ الَّذِي  
 لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ ط



یہ درود شریف اور استغفار حضرت خواجہ خواجگان سیدنا اولیس قرنی رضی عنہ  
 کا عمل اور اس سلسلہ عالیہ کا موروثہ درود شریف ہے

دُرُودِ الْاِحْتِسَانِ کا ہر عقیدہ منہ او طالب کی ماہیت اپنے اوپر لازم قرار دے جس وقت  
 اور نجاست وقت اس کے پڑھنے کی تعداد خود ہی مقرر کر لیں۔ مثلاً نماز کے بعد کم از کم گیارہ بار ضرور پڑھیں عشر  
 کی نماز کے بعد تہجد و فجر کے بعد تشریح پڑھیں مثلاً ایک سو بار یا تین سو بار یا پانچ سو بار یا اس سے بھی زیادہ بار صرف  
 ایک بات یاد رکھیں کہ جو تعداد ایک بار مقرر کریں اس پر مداومت رکھیں!

فرمان تاجدار دارالاحسان

حضرت ابو اسحاق محمد بکر کت علی الوضیائی  
 قدس سرہ العزیز



شار آرٹ پریس (پرائیویٹ) لمیٹڈ، لاہور